تنظیم الحیات

نتیجۂ فکر

القوم مولانا صفی لکھنوی مدظلہ

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U53402
NC
891.4391
T13T

اِنّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃ

تنظیم الحیات

(اکانومی آف ہیومین لائف) کا ترجمہ منظوم

باضافہ مضامین مفید و عنوانات جدید

موسوم بہ اسم تاریخی

کنز الاخلاق دُرِّ افکار

(۱۳۴۶ھ)

نتیجۂ فکر لسان القوم مولانا صفی لکھنوی مدظلہ

ممبر ہندوستانی اکاڈمی صوبۂ متحدہ

(مارچ ۱۹۲۸ء)

طبع اول

مطبوعہ اے بی پریس لکھنؤ

کاغذ ولایتی جلد پختہ قیمت

کاغذ چکنا جلد معمولی قیمت

(جملہ حقوق محفوظ)

فہرست مضامین

نمبر مسلسل	صراحت جزو کتاب	مضمون	تعداد اشعار	حوالہ صفحہ
۱	فہرست مضامین		۰	-
۲	مقدمہ	نثر	۰	-
۳	دیباچہ	مخاطبہ	۲۷	۱ - ۳
۴	ایضاً	مناجات	۱۵	۳ - ۵
۵	"	ترانۂ حمد	۶۴	۵ - ۹
۶	"	نعت	۱۹	۹ - ۱۰
۷	"	منقبت	۲۰	۱۰ - ۱۲
۸	"	مذہب و اخلاق توام ہیں	۱۹	۱۲ - ۱۳
۹	"	زمانۂ موجودہ کی حالت	۳۴	۱۳ - ۱۵
۱۰	"	مضامین کا ماخذ سبب نظم کتاب موجودہ وزن کا انتخاب	۴۵	۱۵ - ۱۸
۱۱	"	خاتمہ (کتاب کے آخر میں درج ہے)	۳۱	۲۳۳ - ۲۳۴
۱۲	پہلا باب	تمہید بطور تمجید	۳۹	۱۹ - ۲۲
۱۳	دوسرا باب	خدا اور مذہب	۷۹	۲۲ - ۲۸

نمبر سلسلہ	صراحت جزو کتاب	مضمون	تعداد اشعار	حوالہ صفحہ
۱۴	تیسرا باب	صنعِ جسم انسانی	۳۷	۲۹-۳۱
۱۵	چوتھا باب	اغراضِ نفس	۳۹	۳۲-۳۴
۱۶	پانچواں باب	روح کی اصلیت اور محبت	۱۰۵	۳۵-۴۲
۱۷	چھٹا باب	زندگی کا زمانہ اور استعمال	۱۲۳	۴۳-۵۰
۱۸	ساتواں باب	غور و لحاظ	۱۸	۵۱-۵۲
۱۹	آٹھواں باب	عجز و غرور	۳۱	۵۳-۵۵
۲۰	نواں باب	محنت و کاہلی	۲۸	۵۶-۵۸
۲۱	دسواں باب	حسد اور سبقت لیجانے کی فکر	۳۴	۵۹-۶۱
۲۲	گیارھواں باب	دور اندیشی	۵۶	۶۲-۶۵
۲۳	بارھواں باب	تحمل و شجاعت	۳۵	۶۶-۶۸
۲۴	تیرھواں باب	قناعت	۴۲	۶۹-۷۱
۲۵	چودھواں باب	پرہیزگاری اور نفس کشی	۱۰۱	۷۲-۷۸
۲۶	پندھواں باب	نیکی	۲۵	۷۹-۸۰
۲۷	سولھواں باب	انصاف [illegible]	۳[illegible]	۸۱-۸۳
۲۸	سترھواں باب	فیاضی یا [illegible]	۲[illegible]	۸۴-۸۵
۲۹	اٹھارواں باب	شکرگزاری	۳۴	۸۶-۸۸
۳۰	انیسواں باب	صداقت و فریب	۳۲	۸۹-۹۱
۳۱	بیسواں باب	نمائش و غرور	۶۸	۹۲-۹۶

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U53402

نمبر سلسل	صراحت جزو کتاب	مضمون	تعداد اشعار	حوالہ صفحہ
۳۲	اکیسواں باب	بے استقلالی	۸۸	۹۷ - ۱۰۳
۳۳	بائیسواں باب	ضعفِ عقل	۷۳	۱۰۴ - ۱۰۹
۳۴	تیئیسواں باب	ناکافی واقفیت	۹۴	۱۱۰ - ۱۱۶
۳۵	چوبیسواں باب	مصیبت	۸۱	۱۱۷ - ۱۲۲
۳۶	پچیسواں باب	عقل وتمیز	۹۹	۱۲۳ - ۱۲۹
۳۷	چھبیسواں باب	شیخی وغرور	۹۲	۱۳۰ - ۱۳۶
۳۸	ستائیسواں باب	لالچ	۶۵	۱۳۷ - ۱۴۱
۳۹	اٹھائیسواں باب	فضول خرچی	۲۷	۱۴۲ - ۱۴۳
۴۰	اُنتیسواں باب	انتقام	۸۹	۱۴۴ - ۱۵۰
۴۱	تیسواں باب	بے رحمی، دشمنی، اور حسد	۸۱	۱۵۱ - ۱۵۶
۴۲	اکتیسواں باب	آزردہ خاطری	۱۱۶	۱۵۷ - ۱۶۴
۴۳	بتیسواں باب	امید وبیم	۲۸	۱۶۵ - ۱۶۷
۴۴	تینتیسواں باب	راحت وغم	۶۴	۱۶۸ - ۱۷۲
۴۵	چونتیسواں باب	غصّہ	۵۰	۱۷۳ - ۱۷۶
۴۶	پینتیسواں باب	ترحّم	۲۸	۱۷۷ - ۱۷۹
۴۷	چھتیسواں باب	محبت اور خواہش	۳۰	۱۸۰ - ۱۸۱
۴۸	سینتیسواں باب	مستورات کے فرائض	۷۰	۱۸۲ - ۱۸۶
۴۹	اڑتیسواں باب	سلسلہ ازدواج	۳۷	۱۸۷ - ۱۸۹

نمبر مسلسل	جزو کتاب	مضمون	تعداد اشعار	حوالہ صفحہ
۵۰	انتالیسواں باب	والدین کے فرائض	۳۰	۱۹۰-۱۹۲
۵۱	چالیسواں باب	فرزندانہ و برادرانہ فرائض	۳۴	۱۹۳-۱۹۸
۵۲	اکتالیسواں باب	دانائی اور بیوقوفی	۳۲	۱۹۶-۱۹۸
۵۳	بیالیسواں باب	دولت و محتاجی	۵۲	۱۹۹-۲۰۲
۵۴	تینتالیسواں باب	حاکمی و محکومی	۲۹	۲۰۳-۲۰۵
۵۵	چوالیسواں باب	حکمرانی و سیاست	۵۰	۲۰۶-۲۰۹
۵۶	پینتالیسواں باب	عزت و خطاب	۹۳	۲۱۰-۲۱۶
۵۷	چھیالیسواں باب	علم	۷۱	۲۱۷-۲۲۱
۵۸	سینتالیسواں باب	اقبالمندی اور بدبختی	۷۳	۲۲۲-۲۲۷
۵۹	اڑتالیسواں باب	تکلیف و بیماری	۲۶	۲۲۸-۲۲۹
۶۰	انچاسواں باب	موت	۳۵	۲۳۰-۲۳۲

تصحیح اغلاط

نمبر سلسل	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳۲	۱۲	انسان	انساں
۲	۴۳	۱	چھٹواں	چھٹا
۳	۵۷	۱۵	گزُراں	گزَراں
۴	۷۲	۱۵	قابو	قابوں
۵	۸۷	۵	احسان	احساں
۶	۱۱۷	۹	زباں	زیاں
۷	۱۱۸	۶	مین	میں
۸	۱۲۴	۱۰	کیون	کیوں
۹	۱۲۶	۱۴	نہین	نہیں
۱۰	۱۲۸	۲	مین	میں
۱۱	۱۳۱	۳	کرین	کریں
۱۲	۱۳۲	۳	بڑبڑاتا	چڑچڑاتا
۱۳	۱۳۷	۱۵	کیون	کیوں
۱۴	۱۵۱	۱۸	صات	صاف

نمبر مسلسل	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱۵۵	۵	کیون	کیوں
۱۶	۱۵۸	۳	خوبیون	خوبیوں
۱۷	۱۷۰	۸	یعنے	یعنی
۱۸	۱۷۵	۷	نقصان رسان	نقصان رساں
۱۹	۱۷۸	۲	اُنھین	اُنھیں
۲۰	۱۸۰	۱۳	مسرّتون	مسرّتوں
۲۱	۱۸۶	۱۴	شیرین سخنی	شیریں سخنی
۲۲	۲۰۰	۱۷	یعنے	یعنی
۲۳	۲۱۳	۳	دلمین	دل میں
۲۴	۲۲۴	۴	قوتون	قوتوں
۲۵	۲۳۱	۱۱	سازوسامان	سازوساماں

دُرِّ افکار

کنز الاخلاق کا دیباچۂ منظوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مخاطبہ)

خمخانۂ معرفت کے در پر — رندانہ صفی لگا دو بستر
پھر نشۂ بیخودی میں جھومو — سجدے کرو آستاں کو چومو

ہو گلشنِ رنگ و بو میں ہر سو — مستانہ بلند شور یا ہو
ہے یاد میں جسکی مست بلبل — اک پردہ ہے عشق شاہدِ گل
ہر چند صبا نے خاک اڑائی — بو تک اُس پھول کی نہ پائی

ساقی خلوت میں جلوہ گر ہے — جلوت میں تمام کرّ و فر ہے

ہے سر میں ہوائے شوقِ دیدار — نرگس ہے اسی نظر سے بیمار

سوسن کو ملی ہیں دس زبانیں
ہر تیز اُنی ہوئی سنانیں
نادر لیکن نہیں بیاں پر
ہے مُہرِ سکوت ہر زباں پر

مثلِ احوالِ سینہ ریشاں
سنبل، آشفتہ سر، پریشاں

ہر غنچہ ہے صورتِ دلِ تنگ
جاں سختیِ غم سے شیشہ بر سنگ

ہر نہرِ چمن ہے آبدیدہ
ہر موجِ رواں زباں بریدہ
اُبھرے ہیں حباب آبجو میں
یا آبلے پائے جستجو میں

بلبل جب دردِ دل ہے کہتی
خاروں سے ہے نوک جھونک رہتی
جوشِ سودا سے بے تامّل
دامن یوسف کا دامنِ گل
لبریز لہو سے شیشۂ دل
گُل زخمِ گلوئے مرغِ بسمل

ہر پھول شہیدِ ناز اُس کا
سربستہ کلی میں راز اُس کا

ہر موجِ صبا عناں گسستہ
رنگِ رُخِ یاسمن شکستہ

لالے کے جگر میں داغِ اُلفت
قمری سرِ سرو گردِ کلفت

جا سرو ، حواس باختہ کی
سولی پہ جان فاختہ کی

تنگ آ کے سراغ جب نہ پایا
سبزے نے چمن میں زہر کھایا

شبنم سرگرمِ صبح خیزی
کرتی رہتی ہے اشک ریزی

دل میں جو ہے دردِ عشق افزوں
ہوڑا ہے سر کو بیدِ مجنوں

دہ سروِ سہی ہو خواہ شمشاد
دونوں اُسکے غلام آزاد

پھولوں میں بسی ہے بوے ساقی
گلشن ہے نقابِ روے ساقی

پتّے بہرِ حصولِ حاجات
پھیلاے ہوے کفِ مناجات
مصروفِ دعا ہیں صبح تا شام
مثلِ رندانِ بادہ آشام

مناجات

اے خالقِ نطق و ذوقِ کامل
دے دل کو زباں زباں کو دل
رزاقِ کریم تیرے در سے
محروم پھرا کبھی نہ سائل
ہے، وحدہ لا شریک لہٗ تو
تیرا کوئی نہیں مقابل

قلبِ ماہیتِ دلِ خلق — تجھکو آسان، مجھکو مشکل
تو مرکزِ اہلِ دل ہے یارب — تیری ہی طرف قلوب مائل

وحدت نے سجی ہے بزمِ کثرت — زیبِ محفل ہے شمعِ محفل
وجدانِ صحیح و ذوقِ نظری — معیارِ تمیزِ حقّ و باطل

ہے علم اگر حجابِ اکبر — بہتر ہے یہی کہ رہیئے جاہل

اُس کی ذرّہ نوازیوں کا — دل معترف اور زبان قائل
تو سے ہے یہ ذوقِ معرفت کا — پہچان خدا کو سبے دلائل

دونوں اُسکی نظر میں یکساں — جنسِ عالی و نوعِ سافل

ہے ذات حبیبِ کبریا کی — ممکن، واجب میں حدِّ فاصل

عالم تہِ تیغِ امتحان ہے — بسمل کوئی، کوئی نیم بسمل

وہ کعبۂ دل میں یوں ہے جیسے — لیلےٰ زینت طرازِ محمل

ہم اور صفیؔ ثنائے معبود   دشوار گزار ہے یہ منزل

ترانۂ حمد

ہر صبح کہ پرتوِ جبیں ہے   ہر شام کہ زلفِ عنبریں ہے
یہ دورِ تسلسلِ زمانہ   یا کاکلِ شاہدِ یگانہ
اس طرۂ خم بخم کے اندر   ادراک کا شانہ بند دشندر

ہر تارِ شعاعِ نغمہ در چنگ   سازِ کثرت ہے وحدت آہنگ
پابندِ اصولِ چرخِ دوّار   لبریزِ نوا نجوم سیار
بے ساختہ نغمہ سنجِ توحید   راتوں کو ماہ دن کو خورشید

قدرت نے بنا دیے وہ منہج   وقفِ حرکت ہیں چاند سورج
اک ذرّے سے لیکے تا بہ خورشید   ہر دل میں اسی سے بیم وامید

حیرت زدہ ماہ تا بماہی   دیتے ہیں کنایتہً گواہی
یکتائیِ ربِّ دو جہاں پر   بیچوئیِ ذاتِ غیب داں پر

بے مثل و نظیر صانعِ کل   موجد بے فکر و بے تأمل
حقّا، وہ مکینِ لامکاں ہے   خلاقِ زمین و آسماں ہے

کیونکر وہ ہو مرجعِ اشارات
موصوف نہیں صفت سے جو ذات

صنعتگرِ بے ہمال ہے وہ
خود ہی اپنی مثال ہے وہ
ذات اُس کی قدیم و ہر حادث
مستحدث و منزلِ حوادث
یوں خلق پر اُس کی حکمرانی
جیسے الفاظ میں معانی

گیتی اک شعرِ طرفہ مضموں
ہر بات اپنی جگہ پہ موزوں
ذرّے ذرّے میں زورِ تخئیل
ہتّے سے عیاں شباہتِ فیل
تتلی کو جو دیکھا عارفانہ
تھا دل کی زباں پہ یہ ترانہ

تتلی! اے جامہ زیب، تتلی!
خوش رنگ، نظر فریب، تتلی!
ننھی سی جان، پیاری تتلی!
نیلی، پیلی، سفید، چتلی
تو حورِ جناں کی پنکھیا ہے
یا پھول ہے پنکھڑی ہے کیا ہے؟
نازک نازک ترے یہ بازو
یا شوخیِ حسن کی ترازو
اُڑتی پھرتی ہے باغ بھر میں
چپّہ چپّہ تری نظر میں
رمنہ ترا ہے سبزہ و گل
قبضے میں ترے ہے جزو تا کل
تو پہلے تھی اک ذلیل کیڑا
ہمت کا مگر اُٹھا کے بیڑا
طے کر کے منازلِ کثافت
پہونچی تا سرحدِ لطافت
تیری ہر وضع اب ہے دلکش
ہو سادہ لباس یا منقش

قدرت کی یہ نفیس گستری ہے / کیڑا جو تھا اب وہی پری ہے
پرواز میں اِس قدر سبک سیر / ہمتا جسکا نہیں کوئی طیر

کچھ شرط یہی اُڑے بھنبھیری / بازی میں رہیگی تو ہی میری
گُل کے سر دوش تو جو چڑھ جائے / حُسن اُس کا چمن میں اور بڑھ جائے
تو شاخ سے جب اُڑے بصد ناز / سمجھیں سب گُل ہے گرم پرواز

گوناگوں تتلیوں کی بہتات / کب ہوتی ہے؟ خوب جب ہو برسات
اِن کے افسانے ہیں نرالے / یہ بھی کہتے ہیں کہنے والے
ہیں بھیس میں تتلیوں کے روحیں / مصروف بہار دیکھنے میں

روحیں آزاد کی ہوئی ہیں / انکو نہ چھوؤ چھوئی موئی ہیں
دیکھو کہ یہ دیکھنے کی ہیں چیز / چھونا اِن کا خلافِ تمیز
کرتے ہو اگر پسند بچّو! / مُٹھی میں کرو نہ بند بچّو!
اِن پریوں کو جان سے نہ مارو / آہستہ سے شیشے میں اُتارو
جسمیں کہ بھری ہوئی ہو کچھ دوب / لیئے اِن کی غذاے مرغوب
یہ عمر بسر کریں مع الخیر / تم شوق سے بیٹھ کر کرو سیر
راحت سے جو چاہتے ہو رہنا / مانو اپنے صفی کا کہنا

اُن جانوروں کو دو نہ ایذا ۔ تمکو دیتے ہوں جو نہ ایذا

قدرت کی کرشمہ سازیوں کو ۔ بالغ نظرو! بغور دیکھو
آراستہ چار باغِ عنصر ۔ آنکھیں آئینۂ تحیّر
آب و خاک و ہوا و آتش ۔ پُر شور، خموش، تند، سرکش
میدانِ شہود میں سراسر ۔ چاروں پابندِ حکمِ داور
اِن چاروں میں لیکن آب اور باد ۔ باہمدگر ہیں خشتِ بنیاد
اوّل کا عدم، وجودِ ثانی ۔ پانی سے ہوا، ہوا سے پانی

آثارِ صنائعِ الٰہی ۔ ہیں ماہ سے لیکے تا بماہی
یہ کاخِ زبرجدینِ افلاک ۔ یہ فرشِ زمردیں سرِ خاک
دلکش یہ نقوش گونہ گونہ ۔ قدرت کا اُسی کی ہیں نمونہ
ہر کوہ نقیبِ قدرتِ حق ۔ ہر چادرِ آبشار بیرق

حق کا جلوہ جہاں کے اندر ۔ یا قطرے میں موجزن سمندر

مخلوق خدا میں وہ ہے انساں ۔ سب سے بڑھ کر ہے جسکا احساں
جاں پرتوِ نورِ سرمدی ہے ۔ آئینۂ خُلق ایزدی ہے
اخلاق حمیدہ اے خرد ور ۔ آئینہ روح کے ہیں جو ہر

قدرت کا عطیۂ مکمل — اخلاق کے پھول، عقل کے پھل
آرائشِ نخلِ قدِ موزوں — نفسِ بشری ہے، طرفہ معجوں
اک جنبہ بہیمیت سے ملحق — اک جنبہ فرشتگی سے ملصق
بہرِ تعلیمِ حسنِ کردار — بھیجے عقلاے راست گفتار
سب سے بڑھکر طبیبِ نامی — اصلاحِ معاشرت کا حامی
پروردۂ دامنِ حلیمہ — مفتاحِ ہر آیۂ کریمہ

نعت

ذکرِ خلقِ عظیم سنیئے — فطرت کے چمن سے پھول چنیئے

وہ دُرِّ یتیمِ بحرِ قدرت — آویزۂ گوشِ حسنِ فطرت
وہ راسِ مثلثِ موالید — وہ قاعدہ دانِ بزمِ تجرید
سرحلقۂ سروراں محمدؐ — منصور و مظفر و مؤید
سلطانِ سریرِ قابَ قوسین — گردوں پیما، بطرفۃ العین
اعجاز، کلامِ پاک اُس کا — مصحف رُخ تابناک اُس کا
ختم الرسل و حبیبِ باری — تھی شال یہ کملی اُس کی بھاری

بھولے تھے جو دل تجھے خدایا! — اُمّی نے انھیں سبق پڑھایا

دنیا، عقبےٰ کی زینت وزین — تاجِ سرِ عرش اُسکی نعلین
بیرا ہوں کو راہ سے لگایا — گمراہوں کو راستہ دکھایا

پیغمبرِ سرورِ حجازی — پہلا اللہ کا نمازی
حق کی توحید کا مبلّغ — محوِ طاعت بقلبِ فارغ
سرکش عربوں کا سر جھکایا — حیوانوں کو آدمی بنایا
قائم کیا رشتۂ مواخات — برتاؤ میں شیوۂ مساوات
مصلح، سرمایہ داریوں کا — حامی، محنت شعاریوں کا
وہ ماہِ تمام چاہِ نخشب — جس کا غارِ حرا تھا مکتب
وہ حُسنِ ملیح جس کی پوشاک — لولاک لما خلقت الافلاک
وہ جانِ جہانِ آفرینش — معنائے بیانِ آفرینش
سینہ اُس کا خزینۂ علم — حیدر بابِ مدینۂ علم

(منقبت)

آئینہ صفاتِ ایزدی کا — پُتلا خُلقِ محمدی کا
تاج الحکما، حکیمِ اسلام — مولیٰ مشکل کشا، علی نام

اُس کا رتبہ نہ کیوں ہو اعلےٰ — دامادِ رسول، زوجِ زہرا
پیارا بیٹی سے بڑھ کے داماد — شاگردِ رشید، فخرِ استاد

اُمت کا امام، ابو الائمہ — تبلیغِ رسول کا تتمہ

کرار، دلیر، غیرِ فرّار — فوجِ اسلام کا علمدار
رن میں سب سے بڑا مجاہد — پھر عابد و متقی و زاہد
مانندِ رسول جس کا سینہ — اصنافِ علوم کا خزینہ

شاعر، نثّار، ادیب، واعظ — دریائے نصائح و مواعظ
فارس بھی دبیر محترم بھی — قبضے میں سیف بھی، قلم بھی
مردِ میدانِ سرفروشی — شیوہ رہِ دیں میں سخت کوشی
ڈرنے والا، فقط خدا سے — بے غم، خطراتِ ماسوا سے

تقلیل یہ تن کی پرورش میں — جو کی روٹی، نمک، خورش میں
عارف بھی، فقیہِ مستند بھی — دانائے علومِ لاتعد بھی
منبر پہ ہو خواہ اپنے گھر میں — ہر وقت خشن لباس بر میں

آفاق میں یکہ تازِ یکتا — مثل اُس کا نہ تھا، نہ ہے، نہ ہوگا
اولادِ دلبند اُس کے گیارہ — وہ ماہ، ہر ایک ماہ پارہ
بارہ کڑیوں کی ایک زنجیر — ہے سلسلۃ الذہب کی تفسیر
بارہ یہ نبی کے جانشیں ہیں — آرائشِ عرصۂ زمیں ہیں

پتلے روحانیت کے، یہ ہیں — شارح انسانیت کے، یہ ہیں

(مذہب و اخلاق توام ہیں)

دل کیا ہے؟ صفیِ دماغ ہے کیا؟ — سرچشمہ، فیوضِ ایزدی کا
جسمیں روحانیت نہیں ہے — گویا انسانیت نہیں ہے
لیکر آدم سے تا بہ ایندم — مذہب، اخلاق سے ہے توام
دنیا میں ہیں، جسقدر مذاہب — اخلاق ہے روح، وہ ہیں قالب

انسان کے زشت و خوب اخلاق — ہیں نفس کے حق میں، زہر و تریاق
بیماریِ جسم، صعب اگر ہے — بیماریِ روح، صعب تر ہے
علم الابدان، ہیکری طب — علم الاخلاق، روح کی طب
ہو روح میں، خواہ تن میں آزار — دونوں کو معالجہ ہے درکار
روحانی، جتنے تھے اطبّا — سب کا تھا شعار، زہد و تقوےٰ
سب تھے، پابندِ حکمِ معبود — اصلاحِ نفوس، سب کو مقصود
اگلی، پچھلی، شریعتوں کے — نسخے، پاؤ گے، ملتے جلتے

دے، امن و سلامتی کا پیغام — جو بھی مذہب، وُہی ہے اسلام
دنیا والوں کے واسطے دین — فطرت کے ہیں منتخب قوانین
اس کے لیے حق کا جو ہے جویا — یہ ہے خطِ مستقیم گویا

کیجیے نہ سوال کب سے ہے یہ؟ جب سے دُنیا ہے، جب سے ہے یہ

مذہب کی غرض ہے، عام بہبود تعیینِ حقوقِ عبد و معبود
یا حُسنِ معاشرت کی تعلیم قائم ہو جائے جس سے تنظیم
مذہب کی غرض نہیں یہ حاشا! آپس میں ہو جنگ بے تحاشا
فعلِ اشخاصِ نا مہذّب دراصل ہے خود خلافِ مذہب

(موجودہ حالتِ زمانہ)

پُر شور و شر آجکل ہو آفاق ایسے بگڑے ہوے ہیں اخلاق
اگلوں نے لکھے تھے شہر آشوب مجکو لکھنا ہے دھر آشوب

افریقہ و ایشیا و یورُپ ہر خطہ سواد کُفر سے گھُپ
چھائی ہوئی مادہ پرستی فرضی نقطہ، خدا کی ہستی
کمتر ان میں خدا کے بندے اکثر حرص و ہوا کے بندے

فرمانبرِ نفس ہر کہ و مہ باشندۂ شہر و ساکنِ دہ
دل کو خوفِ خدا سے کیا کام کھانے کو قسم زبان پر نام
دنیا، دیوانہ غرض ہے اس دَور میں عام یہ مرض ہے
نفسی نفسی ہر اک زباں پر گیتی، آشوبگاہِ محشر

جنباں رگِ مادّہ پرستی | ہر نفس میں، انتہا کی پستی

کھانا، پینا، مزے اڑانا | جو اس پہ عمل کرے، وہ دانا

روزہ کیسا، نماز کیسی | دین و مذہب کی ایسی تیسی

فیشن نے کیا جو چار جامہ | ہیٹ آئی، اتر گیا عمامہ

تہذیبِ قدیم کھل رہی ہے | دنیا چولا بدل رہی ہے

صورت کی بنی ہو کیا بری گت | عورت ہے مرد، مرد عورت

افسوس! الٹ گیا زمانہ | مشرق میں ہے، مغربی ترانہ

ہر سمت، سیاسیات کا زور | مذہب مفلوج، زندہ در گور

ہیں، قوم کے ملک کے بہی خواہ | وہ راہنما، جو خود ہیں گمراہ

لیڈر، سر مستِ عجب و پندار | دیوانہ بکارِ خویش ہشیار

چندے کی طلب میں، وا دہن ہی | ہر شخص کا پیٹ، انجمن ہے

خود کام، چڑھا کے مذہبی رنگ | کرتے ہیں سیاسیات کی جنگ

دیندار بنے ہوئے وہ اکثر | دنیا داروں سے بھی جو بدتر

لیڈر، شاعر، طبیب، ہر شخص | منشی، ہر شخص، ادیب، ہر شخص

ہر شخص کے سر میں خبطِ ایجاد | شاگرد کوئی نہیں، سب استاد

افراد کو زعمِ کبریائی / انفار کو دعویِ خدائی
مخصوص اقوامِ ابیض اللون / ایک ایک دماغ تختِ فرعون
تسخیرِ ہوا و شعلہ و برق / ہر شخص اسی خیال میں غرق
جنگی طیاروں پر کوئی غش / تھی گیسوں پہ کوئی عش عش
نازاں کوئی مشین گن پر / بھاری بھاری کہیں کروزر
خونخوار آئینِ زندگی ہے / تہذیبِ بشر درندگی ہے
جب عقلِ فساد حکمراں ہو / درہم برہم نہ کیوں جہاں ہو

ابتر ہندوستاں کی حالت / تنظیمِ حیات کی ضرورت
یہ عہدِ عتیق کا صحیفہ / لبریزِ معانیِ لطیفہ
اس وقت ہی بہرِ درس درکار / ہیں تین ہزار جس میں اشعار

(مضامین کا ماخذ سببِ نظمِ کتاب موجودہ وزن کا انتخاب)

تھا ایک شہنشہِ ہنر بیں / مسند آرائے کشورِ چیں
اُس پر ہوئی جب یہ بات ثابت / اعظم لاما بڑا ابرِ رحمت
لاسہ میں جو نائبِ خدا ہے / اور اُس کو زمانہ پوجتا ہے
اُس کا سرِ کوہ اک ہے مندر / ہیں اگلی کتابیں جسکے اندر

اُس نے بپئے وفدِ خسروانہ / ڈھونڈھا اک فاضلِ یگانہ

دانائے علومِ باستانی   مشّاق، بفنِّ ترجمانی
دے کر اُسے، خاص نامہ اپنا   ہمراہِ تحائف و ہدایا
سُوئے لاما کیا روانہ   دیکھا اُس نے، کتاب خانہ
لیکن، جب یہ بیاض پائی   دل کو بیحد پسند آئی
چینی میں لکھی براستی سے   لکھتا ہے مگر درُستی سے
خاقان کا وہ وزیرِ اعظم   "ہے اصل سے زور نقل میں کم"

پھر لکھتا ہے: فاضلِ یگانہ   اُس کی تصنیف کا زمانہ
اُگلے ہیں۔ یہ جس نے لعل و گوہر   ہوگا وہ معاصرِ سکندر

آرا میں ہے اختلاف باہم   کھلتا نہیں نام صاف، تاہم
تصنیف یہ جس کسی کی بھی ہو   اک بیش بہا خزانہ سمجھو
ہرچند یہ مشرقی ہے اک شے   طرزِ تحریر، مغربی ہے

چینی سے ہوئی یہ، انگریزی   پھر اور زبانوں میں بہ تیزی
اِسکے ہوتے گئے تراجم   دلچسپ نئے نئے تراجم
لیکن یورپین مترجم   کرتا نہیں درج، نام راقم

اُس ترجمے کو بطرزِ نیکو   نشا کرنے لکھا بہ شعرِ اُردو

تھا رہتا صاحبِ سلیقہ ترتیب دیا نیا حدیقہ*

چنئے وہ گُلِ فرنگ چمن کے ہر اِجاب ہار گوندھے
ہے تازہ و تر ہر ایک گجرا آجائے پسند اگر عجب کیا
ایسا گلدستۂ دل آویز نظماً اُردو میں ہے نئی چیز

باوصف تمام دقتوں کے چارہ نہیں وقتِ نظم جن سے
چھُٹنے نہیں پائی ایک بھی بات ہے طُرفہ متاعِ بند و طامات
ازبسکہ مفیدِ عام ہے کام شاید کہ بخیر ہو سرانجام

اِس وقت ہیں دستگیرِ تعلیم آنرایبل وزیرِ تعلیم
بانیِ الطافِ بیکراں سے اُردو، ہندی، اکاڈمی کے
رائے راجیشور اُنکا ہے نام ہے لفظِ علمی پہ جسکا اہتمام
نقّادِ کمالِ اہلِ جوہر فیّاض، رئیس، علم پرور
علّامۂ ذی وقار سرِرو خوش مشرب و خوش دماغ و خوشخو
ہیں صدر نشین اکاڈمی کے لوں گا دادِ سخن اُنھیں سے
بہتر ہے یہ نوبہارِ گلشن نامِ نامی سے ہو معنوّن
اِس نافۂ تبّتی سے یکسر ہو خطّۂ ہند عطر پرور

---

* حدیقۃ الاخلاق مراد ہے۔

بن کر جزوِ نصابِ تعلیم | کارآمدِ خلق ہوں مفاہیم
ارکانِ اکاڈمی ہنر سنج | جب ہیں تو عبث ہی کشمکش و پنج
اُمید مجھے تو ہے قوی یہ | آئے گی پسند مثنوی یہ

اس بحر میں کیوں شناوری کی | دلچسپ ہے سنیئے وجہ اُس کی
میرا پوتا محمد احمد | ہے نظم سے جسکو ذوق بیحد
اکثر بچپن میں شعر خوانی | کرتا رہتا ہے یوں زبانی
(اک شیر تھا، ایک شیرنی تھی، | دونوں میں مگر تنا تنی تھی)
یہ بحر ہے چونکہ اسکو مرغوب | اور نورِ نظر وہ مجکو محبوب
تھا وزن وہ خاطرِ صفی میں | کی نظم یہ مثنوی اُسی میں

کنز الاخلاق اس کا ہے نام
یارب! ہو پسندِ طبعِ اقوام

کنز الاخلاق

(اکانومی آف ہیومن لائف) کا ترجمہ منظوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

(تمہید بطور تمجید)

ہے وقت وظیفہ و دعا کا — اُٹھو اے ساکنانِ دنیا!
ماتھے کو جھکاؤ جانبِ خاک — دُہراؤ حدیثِ ما عرفناک
جاری ہو زباں پہ ذکرِ باری — دل پر اک محویت ہو طاری
ہو جاؤ مراقبے میں خود گم — حاصل کرو رحمتِ خدا تم

سورج کی جہاں پڑیں ضیائیں — چلتی ہوں جہاں کہیں ہوائیں
جس گوشۂ ارض میں بھی ہوں وا — گوشِ شنوا و چشمِ بینا
جا کر کرو مشتہر فرشتے — انسان کی پاک زندگی کے
یوں راہِ عمل میں ہو تگ و دو — دل اصلِ اصول کا ہو پیرو

ہر شے کی ہے خدا نے پیدا — اُسکی قدرت کی انتہا کیا
عقلِ ابدی ہے عقل اُس کی — انساں سے محال نقل اُسکی
دائم قائم ہے اُسکی ہر خیر — یکتا ہے خدا نہیں مع الغیر
ہر شے سے عیاں ظہور اُسکا — سب پر چھایا ہے نور اُسکا
الحق وُہی زندگی ہے سب کی — کیا شان بیاں ہو پاک سب کی

ہیں چرخ پہ جسقدر ستارے — چلتے ہیں یہ حکم پر اُسیکے
مرکز پر اپنے اپنے ہردم — گردش کرتے ہیں شاد و خرم
حاضر ناظر وہ ہر جگہ ہے — مخفی اُس سے نہیں کوئی شے
ہے صانعِ دہر وہ یگانہ — عالم ہے اُسی کا کارخانہ

ترتیب و کمال و حسن منظر — اُسکی دانائیوں کے مظہر
عقلِ انساں بھلا ہو کیا خاک — اُس ذات کا کرسکے جو ادراک

علم الاشیا ہے منظرِ خواب — ظلمت میں عبث تلاشِ اسباب
تاریکیوں میں گھرا ہوا ہے — انسان کا سر پھرا ہوا ہے
کرتا ہے جو یوں دلیل و حجّت — یہ بھی ہے علامتِ حماقت
وہ عقل جو ہے کلیدِ اسرار — عاجز آتی ہے آخرِ کار

سرچشمۂ راستی ہے جو دل — کرتا ہے تمیزِ حق و باطل
کافی ہے اُسے ظہورِ قدرت — درکار نہیں دلیل و حجت
جز نورِ خدا ہے نور کس کا — آفاق میں ہے ظہور جس کا

وہ دل جو محبتوں سے ہے صاف — لبریز ہے جس میں رحم و انصاف
انوارِ الٰہیہ سے معمور — چہرے پہ ہے اُسکے سرمدی نور

حق کا ہمسر نہ کوئی ہمتا — ہے جاہ و جلال کس میں ایسا
وہ قادرِ مطلق و توانا — مانند اُسکے ہے کون دانا
قوت ہے مقابلے کی کس میں — ہمت ہے مجادلے کی کس میں
بےمثل ہے وہ یگانہ داور — نیکی میں ہے کون اُسکا ہمسر

انسان! اے تمکنت کے شائق — مخلوق ہے تُو وہ تیرا خالق
ہے حکم سے اُسکے تیری خلقت — بخشی ہے اُسی نے تجھکو قوت
یہ تیرے عجائباتِ جسمی — گویا ہیں مرقعِ طلسمی
ہے کاسۂ سر جو واژگونہ — قدرت کا اُسی کی ہے نمونہ

ناچیز انسان تو بہر طور — سُن اُسکا کلام اُسپہ کر غور

چاہے جو سعادتوں کی تحصیل کر حکم کی اُسکے دل سے تعمیل
غم روح سے تیری دُور ہوگا حاصل اَبَدی سرور ہوگا

دوسرا باب

(خدا اور مذہب)

یکتا ہے خدائے پاک کی ذات — ہے خالقِ دوجہاں وُہی ذات
قیوم وُہی وُہی ہے قادر — کرتا رہتا ہے حکم صادر
محکوم جہاں تمام اُس کا — وجہِ بَرکت ہے نام اُس کا

خورشید مدبّرِ زمیں ہے — لیکن بخدا، خدا نہیں ہے
ہے بلکہ سپہر واثر گونہ — اعلےٰ قدرت کا اک نمونہ
پھر آیتِ آفتِ دارِ یزداں — گردوں پہ ہے آفتاب گرداں
پہونچاتا ہے جو حرارت و نور — دنیا والوں کو حسبِ دستور
صانع کی ہے بہترین صنعت — دیکھو اُس کو بچشمِ عزت
لیکن نہ کرو پرستش اُس کی — دل سے کرو محض حق پرستی

ہے حمد و ستائش اُسکی زیبا — معبود جو ہے خدائے یکتا
دانا و علیم ہے وُہی ذات — بینا و قدیم ہے وُہی ذات
سرچشمۂ خیر و ذی کرامت — لازم ہے اُسی کی بس عبادت

افلاک کیئے بلند یکسر — سیاروں کی راہ کی مقرر

اُسنے کیا سب کو نیست سے ہست — جب چاہے کرے بلند کو پست
سارا عالم اُسی کا محکوم — موجود کو چاہے کردے معدوم

آیا جب جوش میں سمندر — کی اُسکی اُسی نے حد مقرر
کرتا ہے ہوا کو وہ ہی ساکن — جو ہے حرکت میں رات اور دن

تابع وہ زلزلہ اُسیکا — جس سے ہے زمانہ کانپ اُٹھتا
بجلی ہے اُسیکا اک اشارہ — کرتی ہے جو سنگ پارہ پارہ
دل سے عظمت کر اُس خدا کی — نازل اُس نے اگر بلا کی
ہوجائیگا دم میں نیست و نابود — تو عبد ہے، دیکھ وہ ہے معبود

رازق سب کا وُہی خدا ہے — گم کردہ رہوں کا رہنما ہے
اُس نے جو بنائے ہیں قوانین — دنیا میں اُنھیں کا نام ہے دین
ایسے، جو کبھی نہیں بدلتے — چلتے ہیں اُنھیں پہ راہ چلتے
معلوم اُسے تمام باتیں — مخفی نہیں اُس سے دل کی گھاتیں
واقف سب سے ہے حق تعالےٰ — جو ہے آئندہ ہونے والا

سب کے دل کا وہ رازداں ہے — اُس پر ظاہر ہے جو نہاں ہے

اللہ رے اُس کی واقفیت — واقف قبل از خطورِ نیت

اُس کو معلوم ہر قضیّہ — مشروط نہیں کوئی عطیہ
ہے صانعِ کُل وہ ذاتِ باقی — صنعت نہیں اُس کی اتفاقی

ہیں اُس کی مشیتیں نرالی — انسان کا ذہن جن سے خالی
اُس کا ہر فعل عینِ حکمت — بندہ نافہم در حقیقت
اُس کی دانائیاں مُسلّم — تعظیم و ادب نہ کیوں کریں ہم
لازم ہے ادب سے ہر خردمند — ہو اُس کی ہدایتوں کا پابند

بخشا ہے وجود کا جو خلعت — یہ بھی ہے اُسی کی اک عنایت
وہ حُسن و جمال کا ہے منبع — وہ خُلق و کمال کا ہے مرجع
ہے سب سے سلوک نیک اُسکا — ممنونِ کرم ہر ایک اُسکا
کس لطف سے بعد آفرینش — دانش دی اُس نے اور بینش
ہے حمد و ستائش اُسکی واجب — حقا کہ ہے معطی المواہب
یہ بھی ہے اُسی کی اک عنایت — انساں کو دیا جو حُسنِ طلعت
سجکر اک عام خوانِ نعمت — بندوں کو دی صلائے شرکت
انسان کی نسل کو بڑھایا — ہے منعم و اہب العطایا

گر سوئے فلک ہم آنکھ اُٹھائیں ہر سُو اُس کا جلال پائیں
جب صفحۂ ارض پر کریں غور ہے اُسکے فیوض ہی کا اک دَور

دریا، جنگل، پہاڑ، وادی سب حمدِ خدا کے ہیں منادی

اے اشرفِ کائنات انساں تجھپر اُس کا ہے خاص احساں
دی ہے تجھے جب تو یہ بزرگی یعنی عقل و تمیز بخشی
تا کر سکے سب پہ تو حکومت بے دقّت و زحمت و صعوبت
پھر قوتِ نطق مرحمت کی تا کہہ سکے حالتوں کو دل کی
دی قوتِ فکر بھی بہر طور تا حق کے صفات پر کرے غور

آئین ایسے بنائے بیسوں جو زیست میں تیرے رہنما ہوں
تجویز کیے وہ پھر فرشتے گزریں نہ گراں جو دل پہ تیرے
حاصل فرمانبری میں اُسکی دل کو ترے عشرتِ حقیقی

دے دادِ فصاحتِ تکلّم حمدِ خالق میں کر ترنم
دل میں ترے اُسکی ہو اگر ہیبت گا، شکر گزاریوں کے تو گیت
گر حُسنِ نظر خموش پیدا تا دل میں ہو تیرے جوش پیدا
پھر حمد و ثنا میں تر زباں ہو تیری باتوں سے تا عیاں ہو

تجکو ہے عبودیت سے اُلفت — دل میں معبود کی محبت

منصف ہے راستباز ہے وہ — عادل ہے بے نیاز ہے وہ
جب آئے جزا سزا کی نوبت — کرتا نہیں وہ کبھی رعایت

اُس کے قانون سب یقینی — نیکی پہ و رحم پر ہیں مبنی
ہیں اِسکے خلاف جنکے افعال — بھگتینگے وہ سب سزائے اعمال

انسان! تیری خوشی پہ ہے تُف — ہو گرچہ سزا میں کچھ توقّف
ہرگز یہ نہ کر گمانِ بیجا — کمزور ہے ہاتھ شاید اُس کا
خوش ہو کہ یہ دیر یہ خموشی — ہے محض بوجہِ چشم پوشی

اُس کی آنکھیں وہ تو ہو یا میں — دل کے رازوں کو دیکھتی ہیں
شوکت یہ نہ بھول آدمی زاد — اعمال ترے اُسے ہیں سب یاد
انسان کی ذات و مرتبت کا — کرتا نہیں وہ لحاظ اصلا

اعلیٰ، ادنیٰ، غنی و مفلس — عالم، جاہل، ذکی و بیحس
اعمال کی پائیں گے سزائیں — لیکن کب؟ جب یہاں سے جائیں

پس خوف کر اُسکا زندگی میں
مشغول رَہ اُس کی بندگی میں

قائم کی ہیں جو اُس نے راہیں
اُن سے نہوں منحرف نگاہیں

ہر شخص غنی ہو خواہ درویش
دنیا میں اگر ہے دُور اندیش

ہوگا اُس کا مآل اچھا
ہے سب سے یہی کمال اچھا

ہو فسق و فجور پر نہ مائل
ہر وقت و باسئے خواہشِ دل

انصاف کو رہنما بنا سے
دل کو گرما ئے نیکیوں سے

لب پر ہو حمد و شکرِ باری
اِس طرح بسر ہو عمر ساری

ہرگز نہ یہاں رہے گا ناکام
مرکر ابدی ملے گا آرام

انسان! اے مبتلائے اوہام
جنّت ہے رضائے حق کا اک نام

تیسرا باب

صنعِ جسمِ انسانی

انسان! اے جلد باز انسان! — جاہل، ناقص، ضعیف، نادان!
اے خاک کے پتلے! بلکہ ناچیز — جس فہم پہ غش ہے وہ ہے کیا چیز
محدود عطیتِ الٰہی — محروم رموزِ لاتناہی
دانائی کردگار بےحد — انسان کی زیرکی مقیّد
تو اور ادراکِ رازِ ہستی — چھوتی ہے بلندیوں کو پستی
لیکن جو پڑا ہو تجکو چسکا — قدرت کے ظہور دیکھنے کا
دیکھ اپنے ہی جسمِ ناتواں کو — کیوں ڈھونڈے زمین و آسماں کو

پہلے دیکھ اپنی ہی بناوٹ — حیرت انگیز ہر سجاوٹ
پھر فرطِ خوشی سے بے تامل — کر حمد و ثنائے خالقِ کل

ہاں، یہ تو ذرا جواب دیدے — ایسا تجھے کیوں بنایا اُس نے؟
کیا اِس میں نہیں یہ راز مخفی؟ — ظاہر عظمت ہو تجھپر اُس کی
تو خود ہے عجائبات سے پُر — ہنگامِ نظر بڑھے تحیّر
دہ چند ہو معرفت کا تا ذوق — ہو سر بسجود تو بصد شوق

کیوں تجکو دیے ہیں عقل اور ہوش — یا فہم و تمیز اے ادب کوش؟

کیا گوشت میں ہے وہ قوّتِ غور؟ — یا ہڈیوں میں؟ بتا بہر طور
انجام کی شیر کو خبر کیا؟ — طعمہ کیڑوں کا وہ بنے گا
معلوم نہ بیل ہی کو ہے یہ — وہ ذبح کو ہو رہا ہے فربہ
لیکن تجھے دی گئی ہے وہ شے — آتی نہیں جو نظر مگر ہے
وہ شے ترے جسم سے ہے اعلیٰ — معلوم ہے کچھ تجھے وہ ہے کیا؟

وہ جسم کو چھوڑتی ہے جس وقت — مُنھ ساتھ سے موڑتی ہے جس وقت
رہتا ہے جسم کُل بدستور — لیکن مانندِ شمعِ بے نور
فانی جسم اور وہ غیرِ فانی — انسان کی وجہِ زندگانی
ہے ناظمِ مُلکِ تن بہرحال — اور اِس لیے ذِمّہ دارِ افعال

کھانے کا گدھے کو کیا سلیقہ — ہیں دانت مگر کجا سلیقہ
ہے ریڑھ مگر کی پیٹھ میں بھی — کیوں اُٹھ نہیں سکتا، وجہ اسکی؟

یوں سب ہیں مگر ہے تیری بات اور — اشرف ہے ہر ایک سے بہر طور
تو خلق ہوا ہے سب کے پیچھے — نتھنوں میں پھُنکی ہے روح تیرے
وہ رُوح جو نورِ ایزدی ہے — تو مرکزِ فیضِ سرمدی ہے

روح اور ہے مادہ جُدا شے — تو نیچ کی اِنمیں اک کڑی ہے
مخلوق خدا کا تو ہے سرتاج — ہے تیرے ہی پاے نام کُل راج
تو آئینہ ہے صفاتِ حق کا — مظہر انوارِ ذاتِ حق کا
ہر وقت خدا ہے تیرے ہمراہ — پہچان اپنے کو اے حق آگاہ!
کہلا ئے کمینہ اور بدکار — زیبا نہیں یہ تجھے، خبردار!

اے اپنے خدا کے خاص بندے! — صنّاع وہ کون ہے کہ جس نے
افعی میں سم کیا ہے پیدا — گھوڑے میں دم کیا ہے پیدا
وہ کون ہے جُز جنابِ باری — کیں جسنے ہدایتیں یہ ساری
ذی فہم بشر! ہوشیاری — اُس کو بہ محل اِس سے لے سواری

چوتھا باب

اغراضِ نفس

مغرور نہو کہ جسم تیرا — خلقاً ہوا قبلِ روح پیدا
ہے مغز اگرچہ مرکزِ جاں — اُس پر کیوں اسقدر ہو نازاں
خاتم کو شرف ہے بس نگیں سے — بہتر کب ہے مکاں مکیں سے
گھر کی کوئی منزلت نہیں ہے — تعظیم کا مستحق مکیں ہے

بونے سے پہلے ہی بجستی — کرتے ہیں کھیت کی درستی
آوا بنتا ہے قبل سب کے — برتن بنتے ہیں اُس سے پیچھے
جس طرح وہ کاشتکار کا فرض — اُس طرح یہ ہر کمہار کا فرض

خالق کے حکم سے سمندر — جیسے رہتا ہے حد کے اندر
انسان! تیرے لیے ہی ممدوح — رکھ جسم کو اپنے تابعِ روح
نفسانی خواہشوں کو یکسر — کر تابعِ روح اے خردور

ہے جسم پہ روح کی حکومت — باغی نہو شاہ سے رعیت

گویا کرۂ زمیں ہے پیکر — قائم اوتادِ استخواں پر

جس طرح سمندروں سے بادل ‏ ‏ ‏ اُٹھکر بھرتے ہیں پہلے جل تھل
نکلا تھا مگر جہاں سے پانی ‏ ‏ ‏ لاتی ہے وہیں اُسے روانی
رہتے ہیں یونہیں لہو کے دورے ‏ ‏ ‏ اعضا بھر میں نکل کے دل سے

یکساں اِن دونوں کی ہو رفتار ‏ ‏ ‏ زیرِ حکمِ خدائے قہار

نتھنوں کو پسند تیرے خوشبو ‏ ‏ ‏ ہے تیری زبان ذائقہ جو
لیکن اِن لذتوں کا اکثار ‏ ‏ ‏ دل کو کرے گا تیرے بیزار

آنکھیں ہیں پاسبان لیکن ‏ ‏ ‏ دھوکا کھانا ہے اِن کا ممکن

ہاں روح کو اعتدال میں رکھ ‏ ‏ ‏ ہر دم فکرِ مآل میں رکھ
اخلاق کی اُسکو تربیت دے ‏ ‏ ‏ لیجائے گی راستی کے رستے

کیا ہاتھ ترا نہیں کرامات ؟ ‏ ‏ ‏ وضعاً نافع ترین آلات
بےمثل عطیۂ خدا ہے ‏ ‏ ‏ تجکو لیکن یہ کیوں ملا ہے ؟
صرف اِس لیے تا کہ بادلِ شاد ‏ ‏ ‏ اُس سے کرے بیکسوں کی امداد

کیوں تیری سرشت میں حیا ہے لم اِس میں ذرا بتا تو کیا ہے
اُس شرم کو ہو جو دل میں پنہاں کردیتا ہے رنگِ رُخ نمایاں
ایسا کوئی فعل کر نہ حاشا! جو شرم اُٹھا کے تو ہو رسوا

ہوتا ہے جب اضطراب میں دل رونق ہوتی ہے مُنھ کی زائل
بدکاریوں کے جو ہو مخالف دل اُس کا کبھی نہوگا خائف
توبہ اپنے گناہ سے کر پھر مردِ خدا! تجھے ہے کیا ڈر؟

اِس کے آخر ہیں کون اسباب؟ ہے تو ہی فقط جو دیکھتا خواب
سائے تجھے آتے ہیں نظر کیوں؟ آئندہ کی ملتی ہے خبر کیوں؟
آئینۂ دل کو پاکے روشن روحیں ہوتی ہیں پرتو افگن
سچا ہر خواب جو بھی دیکھے ہوتا ہے خدا ہی کی طرف سے
دلکش جو دکھائیں تجکو منظر اُن صورتوں کا بہت ادب کر

انسان! اے ظرفِ قوتِ نطق دی ہے تجھے حق نے دولتِ نطق
اُس کی بخشش کا حق ادا کر ہر وقت ستائشِ خدا کر
لے نام ادب کے ساتھ، جب لے تعلیم، اولاد کو یہی دے
بنجائیں وہ سب بھی تاکہ انساں دانا، خوش خلق، اہلِ ایماں

پانچواں باب

(روح کی اصلیّت اور محبّت)

مجموعۂ جسم و روح، انساں! خلقت کا تری ہے طرفہ عنواں
خوشدلی و قوّت اور صحّت یہ تینوں ہیں بہرِ جسم نعمت
اِن میں افضل ہے تندرستی رہتی ہے، بدن میں جس سے چستی
درکار ہے، جیسے تن کو صحّت ہے روح کو راستی کی حاجت

ہے یہ تو مسلّمات سے، ہاں! رکھتا ہے بدن میں روح انساں
لیکن ہے، درکِ روح مشکل تو کھوج نہ کر، اگر ہے عاقل
اُس عقدے کے حل کی فکر کیوں کر جو ہے تیری سمجھ کے باہر

جتنے ہیں ترے قوائے دماغی اُن میں سے نہیں ہر روح کوئی
ادراک و قوتِ یاد، خواہش یا فکر، جو خود ہے وجہِ کاہش
ہے روح سے گو تعلق اِن کا افعال ہیں اُس کے یہ نہ اجزا

تو فکر کو دے بہت نہ رفعت ہوگی ورنہ تری حقارت
کر ترک یہ کودنا، اُچھلنا لازم ہے، مہذّبانہ چلنا
کر نفس کو اپنے تو نہ زنہار مانندِ بہائم، ارذل و خوار

بنجائے گا ورنہ اسپ یا خر — بیدانش و بے تمیز ہو کر

مخصوص جو روح میں ہیں اوصاف — اُن سے پہچان لے اُسے صاف
ہیں روح میں خوبیاں بکثرت — جنکی نہیں نہ کچھ نہایت
جس طرح سے بال تیرے سر کے — یا چرخ زمرّدیں پہ تارے

ہوں اہلِ عرب کہ مصر والے — ان سب کے خیال ہیں نرالے
ہو نوعِ بشر میں مشترک روح — یہ بھی ہے ایک امرِ مقبوح
ہر فرد میں ہوں جو چند روحیں — ظاہر ہے جو ہے قباحت اسمیں
یہ سب ہیں تصوراتِ باطل — روح ایک ہو تن میں جس طرح دل
ہر شخص کو خلق میں سراسر — اک روح ملی ہے اور اک جسم

سورج کرتا ہے جبکہ ہو گرم — مٹی کو سخت، موم کو نرم
دونوں متضاد خاصے ہیں — قدرت نے مگر اُسے دیئے ہیں
ہے روحِ بشر بھی یونہیں گویا — مظہر متضاد خواہشوں کا

جب چاند پہ بدلیاں ہیں آتی — خاصیتِ نور کب ہے جاتی؟
رہتا ہے حجاب میں درخشاں — مانندِ چراغ زیرِ داماں
یونہیں تنِ تیرہ بخت میں روح — رہتی ہے ہمیشہ غیرِ مقبوح

رہتی ہے، فنائے جسم پر بھی　　روحِ انساں، ہمیشہ باقی
تبدیلیوں سے ہے، فارغ البال　　یکساں رہتی ہے وہ، بہر حال
ہے روح کے حُسن کو ترقّی　　جس چیز سے، وہ ہے تندرستی
کرتی ہے یونہیں، ریاضتِ تن　　اُس کی دانائیوں کو روشن

نفسانی قوتوں کو حاشا!　　تو روح نہ بھول کے بھی، کہنا
کیسا ہی نہ کیوں ہو جسمِ انساں　　کیا روح کو اُس سے نفع و نقصاں
پوشاک بُری ہو، خواہ اچھی　　کافی ہے، برائے ستر پوشی
جاں تن میں، یہ امر ہے بدیہی　　بعد از تعمیرِ جسم، آئی
جاں ہی، سببِ فروغِ تن ہے　　فانوس میں شمعِ انجمن ہے
چولی دامن کا اِس میں ہے ساتھ　　قدرت نے دیا ہے، ہاتھ میں ہاتھ
کچھ روز کی ہے، یہ ہمعنانی　　باقی پھر روح، جسم فانی
روح آتی ہے، جو بدن کے اندر　　ہوتی ہے وہ پاک و صاف یکسر

ہے ظلم صریح، مردِ دانا!　　اُس کا، چولے بدل کے آنا
انصاف کب اسکا مقتضی ہے　　جو تجکو ملے، وہ ہو بُری شے
یا روح، عطا کرے وہ داتا　　اچھائیوں سے، جو ہو مُعرّا
پھر بد ہوں کہ نیک تیرے اعمال　　تو خود ہے، جوابدہ بہر حال

ممکن نہیں جائے جب جہاں سے — موت آ کے، بچائے امتحاں سے
یا جبکہ مواخذے کا وقت آئے — رشوت تو دے دلا کے بچ جائے
اُس سے نہیں، تجکو واقفیت — خالق کی ترے ہے جو مشیّت
ممکن ہے، وہ مرتبے تجھے دے — جو ہوں نہ گمان میں بھی تیرے

ہے مرغِ سحر کو شب کی پہچان — دیتا ہے وہ بانگ سُن لے نادان!
تا صبح کی اطلاع پا کر — تو محو ہو، ذکرِ حق میں دم بھر
پہچانتا کیا نہیں ہے کُتّا؟ — نقشِ قدم اُسکے جس نے پالا
زخمی بکری کو دیکھ، جا کر — ملتی ہے بدن کو بُوٹیوں پر
جن کو وہ سمجھتی ہے نہایت — ہیں اُس کے لیے مفیدِ صحت،
لیکن جتنے یہ جانور ہیں — جب خاک ہوئے تو بیخبر ہیں
ہے تیری ہی روح صرف زندہ — تا موقفِ معدلت رسندہ

اُن خوبیوں پر نہ تو حسد کر — حیوانوں میں ملتی ہیں جو اکثر
ہے قابلِ رشک ذات اُسکی — جانے جو محلِّ صرفِ خوبی

آہو کی طرح سے ہوں کھڑے کان — اِس بات کا کیوں ہے تجکو ارمان
آنکھیں مثلِ عقاب ہوں تیز — ایسی خواہش ہے حیرت انگیز

کیا قوتِ شامّہ تمہاری
ہوتی، مثلِ سگِ شکاری
یا قوتِ ذائقہ، کچھ ایسی
بندر رکھتے ہیں مُنھ میں جیسی
کچھوے کی طرح جو ہوتا احساس
کیا اِس میں شرف تھا اَیُّہا النّاس!
آیا یہ قوے فنا نہ ہونگے؟
معدوم کبھی یہ کیا نہ ہونگے؟

اِن میں سے ہر کسی میں قوتِ نطق؟
ہر چند ہے سب کو حاجتِ نطق
ظاہر ما فی الضمیر اپنا
کر سکتا ہے کون اِنس بتلا؟

دانا کے ہیں لب درِ خزانہ
دولت ہے کلامِ عاقلانہ
کُھلتے ہیں جہاں لبِ گہر بار
لگ جاتا ہے موتیوں کا انبار
موزوں الفاظِ مردِ ہشیار
ہیں زیورِ نقرہ، طلاکار

غرّہ جس روح پر تجھے ہے
تو جانتا ہے کہ وہ ہے کیا شے؟
خالق کی گرانبہا امانت
مخصوص تجھی پر اک عنایت
پرتو ہے یہ صاف نورِ حق کا
اور اِس سے زیادہ اب کہوں کیا؟
قدر اِس کی، کر اے امینِ ذی ہوش
اِس کا رتبہ، نہ کر فراموش

ہر چیز میں یاد رکھ، مری جان!
ہر نفع کے ساتھ ساتھ نقصان
بس روح بھی اِس سے کب ہے خالی
ہر چند کہ مرتبہ ہے، عالی

مائل رکھ، نیکیوں کی جانب تا اور بلند ہوں مراتب

دربارۂ روح، یہ تو ہم ہو سکتی ہے بھیڑ بھاڑ میں گم
کر سکتے ہیں یا کہ دفن اُسکو پوشیدہ مقام اگر کہیں ہو
ہے محض خیالِ خام تیرا بے اصل ہے یہ کلام تیرا
اے دشمنِ عقل! یہ ہو وہ صید کر سکتا نہیں جسے کوئی قید
خاروں میں کہ یہ رہے گلوں میں ہے اسکو سرور مشغلوں میں
بے شغل کبھی نہیں یہ رہتی بیکار نہ رہ یہی ہے کہتی

اسکو حرکت ہے اک دوامی کوشش میں اسے ہے شادکامی
رہتی ہے یہ مستعد ہمیشہ چستی، چالاکی، اس کا پیشہ

رکھتی ہے نظر یہ تیز ایسی محفوظ جہاں کہیں ہو کچھ بھی
آسان اُسکی ہے تلاش اسکو اور اسمیں اک انتعاش اسکو
ہیں اسکی نظر میں وہ مناظر ہے علم نجوم جن سے قاصر

ہے وجہِ مسرت اسکو تدقیق یہ تشنۂ علم ہے بتحقیق
ریگستانوں میں جیسے انساں ہو بہرِ تلاشِ آب حیراں

اس کا نگرانِ حال تو رہ　　　اس کا محوِ جمال تو رہ
پابندیِ جسم اِسے گراں ہے　　　آزاد ہے مطلق العناں ہے
تو رام گر اس کو غصہ وَر ہے　　　بیخوف بڑی، بڑی نڈر ہے
پانی سے زیادہ ہے یہ سیال　　　اور موم سے نرم تر بہر حال
ہلکی ہے ہوا سے وہ زیادہ　　　ہے جسکی گرفت کا ارادہ
جب جہل ہو روح سے نمودار　　　دیوانے کے ہاتھ میں ہو تلوار

رہتی ہے تلاش اسکی جاری　　　ہے جس کا نتیجہ راستکاری
ادراک وہ جس سے ہے یہ واقف　　　ہے دانش و تجربت پہ موقوف

اسباب یہ جتنے بالیقیں ہیں　　　کمزور ہیں گو غلط نہیں ہیں

ہے جسکی تلاش میں یہ مضطر　　　حاصل وہ راستی ہو کیونکر
ہے اِس کا ثبوت سخت دشوار　　　جاہل ہیں عوام، بحث بیکار

لیکن سُن اے خدا کے بندے!　　　توڑ اُن کو جو دنیوی ہیں پھندے
خود نفس پر اپنے اِک نظر ڈال　　　کر کوشش احتسابِ اعمال
حاصل خالق کا کر پھر ادراک　　　جسنے تجھے خاک سے کیا پاک
جب عقل کا نور ہے مقابل　　　کر دل کو عبادتوں پہ مائل

ہے روح کو آگہی خدا کی ۔۔۔ کیوں پھر ہے تلاش رہنما کی؟
فطرت کے اُصول ہیں مکمّل ۔۔۔ چل جادۂ مستقیم پر چل

چھٹواں باب

(زندگی کا زمانہ اور استعمال)

جیسے چڑیوں کو صبح کا، وقت — جیسے اُلّو کو جُھٹپٹا، وقت
مکھی کو شہد، گدھ کو مُردار — جس طرح سے ہے پسند اے یار
یونہیں انساں کو زندگانی — چاہے غم ہو کہ شادمانی

تیرہ ہو کہ تابناک منظر — رہتی ہے نگاہ دل اُسی پر
اندازہ کریں اب اہلِ تمیز — ہو زیست بھی کیا گرانبہا چیز

ہستی کی قدر سیکھ نادان! — تا پائے وہ منزلِ درخشاں
کہتے ہیں جسے منارۂ عقل — روشن ہے جہاں ستارۂ عقل

ہے مزرعِ آخرت یہ دُنیا — ہر چیز اِسکی مسرت افزا
ناداں ہیں جنھیں خیال یہ ہو — ناقابلِ قدر ہے ہر اک شے
عاقل ہیں بنے ہوئے وہ حضرت — کرتے ہوں جو زندگی سے نفرت
لیکن اپنے لیے نہ انساں — اِس طولِ حیات کا ہو خواہاں
ہو اِس لیئے بلکہ، جتنا رہ جائے — کچھ خلقِ خدا کو نفع پہنچائے

قیمت نہیں زندگی کی سونا — جان اُسکے لیے نہ مُفت کھونا
انبارِ جواہرات، اگر دے — آئیگا نہ پاس دم پلٹ کے
نایابی عمر ہے مسلّم — نیکی میں گزار ایک اک دم
کیوں کہہ کے یہ نام ہے ڈبوتا — اے کاش میں خلق ہی نہ ہوتا
یا یہ کہ اگر ہوا تھا پیدا — فوراً ہی یہاں سے کوچ کرتا
خالق سے پوچھ یہ بھی حاشا — کیا ہرج تھا خلق اگر نہ کرتا
نیکی ترے اختیار کی ہے — ہر خیر کا ترک ہی بدی ہے
معقول ہی سوال یوں بھی — مُلزم ٹھیریگا دیکھ تُو ہی

مچھلی کھاتی کبھی نہ آنٹا — گر جانتی چارے میں ہے کانٹا
ممکن ہے؟ کہ شیر مطلع ہو — یہ جال بچھا ہے پھانسنے کو
پھر بھی وہ جال کی طرف آئے — جنجال میں بدنصیب پھنس جائے
انسان بعینہٖ اسیطرح — باور کرتا اگر کسی طرح
ہے صورتِ جسم روح فانی — کرتا نہ پسند زندگانی
وہ بعدِ فنائے تن جو مرتا — خالق اُسے خلق خود نہ کرتا
انسان! ترا مرتبہ بڑا ہے — تیرے لیے دائمی بقا ہے

کب کُنجِ قفس میں مُرغِ ذی روح — کرتا ہے تڑپ کے جسم مجروح
تُو بھی جو ہو مبتلائے محنت — اے مردِ خدا! نہ ہار ہمت

جس حال میں ہے اُسی ہی بہتر | برعکس، فضول سعی کیوں کر
قانع رہ اُس پہ جو ملا ہے | قسمت کا عبث تجھے گلا ہے
ہیں پست و بلند گو کہ راہیں | گر تجربہ کار ہوں نگاہیں
اکثر نہیں اِن میں سے خطرناک | رکھ دل کو توہمات سے پاک
حالت ماحول کے مطابق | جو شخص بنائے ہے وہ لائق
کر دیگا اُسے ہلاک خطرہ | ہو بحر، نظر میں جسکی قطرہ

بستر جو ہے گھاس پر لگاتا | قالین کا ہے وہ لطف اُٹھاتا
سوتا ہے جو فرشِ گل پر انسان | کانٹوں کا بھی رکھے اک ذرا دھیان

واللہ کہ مرگِ نیکنامی | بدنام کی زندگی سے اچھی
ہو کام کی زندگی یہ اچھا | گر طولِ حیات کی نہ پروا
جب قدر ہو تیری زندگی کی | مرنا چاہے نہ تیرا کوئی
بس تیرا یہ فرضِ منصبی ہے | ضائع نہ ہو عمر جو ملی ہے
شاکی نہ ہو یہ کہ وقت ہے کم | ہے ابلہی اِس طریق کا غم
فکریں جو ہیں لگی ترے ساتھ | گھٹتی رہتی ہیں عمر کے ساتھ

جب عمر کا پیش آئے قصہ | منہا کر دے فضول حصہ
خواب و بیماری و تعطل | پھر عہدِ طفولیت کے دن کُل

جب عمر ہے تو نکال ڈالے
رہجائیں گے دِن بہت ہی تھوڑے

ایامِ قلیل ہی میں اے دِل!
کی ہے برکت یہ جس نے شامل

اُس نے تجویز کرکے کچھ تو
دی ہے عمرِ قلیل تجکو

اچھے نہیں جب نتائج اسکے
کیا فائدہ طولِ زندگی سے؟

ہے طولِ بقا سے کیا ارادہ؟
بدکاریاں تو کرے زیادہ؟

جن کو نہیں خواہشِ تعیُّش
جو عمر ملے اسی میں ہیں خوش

فرزند! زیادہ زندہ رہ کر
دنیا کی مصیبتوں کو سہکر

بتلا تو ہی کہ کیا کرے گا
اک روز ضرور ہی مرے گا

ہے تیرے نفس کی آمد و شد
مُرغانِ قفس کی آمد و شد

پھر کیا ہیں ترے دلی مطالب
کیوں طولِ حیات کا ہے طالب

کھانے پینے کی ہے تمنّا
با پیشِ نگاہ سیرِ دنیا

تُو جن پہ فریفتہ ہے غافل!
یہ ہیں ترے روز کے مشاغل

کرنا متواتر ایک ہی کام
ہے نفرتِ طبع اُس کا انجام

تن پروری اک ذلیل سی شے
اُس سے تجھے اُنس کسقدر ہے

خواہش نہیں کیا بتا یہ تیری؟
دے دانش و خیر کو ترقّی

دنیا میں علوم کی ہے کثرت
لیکن ہے معلّموں کی قلّت

باتیں ایسی جو ہوں ضروری
پھر کون سکھائے تجکو پوری

علی ہر مسئلہ کرے سطے | اتنی فرصت تجھے کہاں ہے
جب تنگ ہی تیرے وقت کا ظرف | کرتا ہے فضول کیوں اُسے صرف
بے ربط نفس کا سلسلہ کیا | کوتاہیِ عمر کا گلہ کیا

علماً جو نہیں کمال تجھکو | اِس کا کیوں ہے ملال تجھکو
دنیا میں جو علم آئے گا ہاتھ | وہ جائیگا قبر میں ترے ساتھ
قائم ایماں پہ رہ کے کر جین | اِس راہ میں ہے فلاحِ دارین

رکھ نفس کو تو منزّہِ فخر | زنہار نہ کہہ یہ از رہِ فخر
کوّے! جتنی ہے عمر تیری | ہے ساتھ گنی زیادہ میری
ہرنوں سے یہ نہ کہہ کہ دیکھو! | آنکھیں ایسی ملی ہیں مجھکو
جن سے نظر آ رہی ہیں بیشک | اولاد کی سات پیڑھیاں تک
کیوں تجھکو ہے فخرِ کامیابی؟ | کیا زیست میں اُنکی ہو خرابی؟
اِس قابل کب یہ جانور ہیں | انساں کرے اُن سے تُو تُو میں میں
اُن کا تیرا ہے کیا تقابُل | تو خار ہے سادگی میں وہ گُل
بیرحم ہے شر پرست مدہوش | احساں کرتا ہے تُو فراموش
اُن کی فطرت میں حق شناسی | تیری طینت میں ناسپاسی
وہ سادہ روش سے خوش فرحناک | دل خواہشِ طولِ عمر سے پاک
حاصل کر اُن سے یہ نصیحت | رکھ طولِ حیات سے نہ اُلفت

انسان، یہ خود سمجھ رہا ہے
ظلم اُس کا ہے چند روزہ اک شے
پھر بھی یہ دُھن کہ نام ہو جائے
ساری دُنیا غلام ہو جائے
ظالم گر موت سے نہ ڈرتا
کیا کچھ کمبخت پھر نہ کرتا

کافی ہے یہ عمر، مردِ خوشخو!
کرتا نہیں قدر وقت کی تُو
ضائع کرتا ہے اِس کو بیکار
پھر شکوہ کمی کا کیوں ہے ہر بار
یہ یاد رکھ اے محبِ ثروت
ثروت نہیں حجتِ امارت
ہے بہرِ حصولِ نیکنامی
پہلا زینہ خوش انتظامی
دانشمندانہ ہے وُہی کام
سوچیں آغاز میں جب انجام

کر تو نہ خیال ہرگز ایسا
دولت ہی جمع جب کرے گا
عیش و آرام ہو گا حاصل
حُسنِ انجام ہو گا حاصل
سرمایۂ وقت ہے جو موجود
کیوں ہو وہ تلف بفکرِ بہبود
جو تیر کلیجے میں سمایا
کیا سمجھے کوئی کہاں سے آیا
ہے تجربہ کار جو سپاہی
رکھتا نہیں عیبِ کم نگاہی

کیا چیز ہے زندگی کہ انساں
اُسکی خواہش کرے مری جاں!
دم، جس کا تجھکو آسرا ہے
اِک سانس ہے اسمیں کیا دھرا ہے

جب بار ہوا، ہر اک نفس ہے — بیکار، اُس کی، تجھے ہوس ہے

دھوکا ہے زیست محض دھوکا — اک سلسلۂ واقعات بد کا
آغاز میں اُس کے، اک جہالت — انجام میں، زحمت و مصیبت
ہے دونوں سروں کے بیچ میں، درد — جس سے رہتا ہے رنگِ رخ زرد
ٹکراتی ہے جبکہ موج سے موج — پاتا ہے حضیض، نقطۂ اوج
یوں ہے انساں کی زندگانی — لہریں لیتا ہو جیسے، پانی
آفت آ آ کے، بعدِ آفت — آساں کردیتی ہے مصیبت
اور خانہ تیرا یوں ہے، خالف! — پا کر اُمید کے تحائف
وہ، جن کا نہیں وقوع ممکن — ہے کاٹتا آسروں میں کیوں دن؟
ہم بشریت آب و گل میں — مانندِ ملک، رہ جائیں دل میں

ہے کون سا زندگی کا حصہ؟ — سمجھیں جس کو خوشی کا حصہ
کرتے ہیں پسند اگر جوانی — ایامِ بہارِ زندگانی
ہے جوش و خروش کا زمانہ — ہیجانِ قوٰے کو تازیانہ
پیری، دل کو پسند اگر ہے — بیماری ضعف کا وہ گھر ہے
انساں، ہوتا ہے جب معمّر — عزّت ہوتی ہے اُس کی اکثر
لیکن ہو جوان، اگرچہ انساں — اور خوبیاں اُسمیں ہوں نمایاں
اُس کی عزّت ہے فرض ہمسر — اک پیرِ خرف سے ہے وہ بہتر

اِس میں کوئی شک نہیں وہ بوڑھا — جو دیکھنے میں فقط ہو بوڑھا
لیکن اُس میں نہوں محاسن — ہو خضر کا بھی اگرچہ ہمسن
زنہار نہیں وہ قابلِ قدر — شایاں نہیں اُس کے مسندِ صدر
ہوتی ہو روحِ پیر دل تنگ — قالب سے زیادہ تر پر آژنگ

ہو جتنی زیادہ عمر اُتنی — ہوتی ہے قدر آدمی کی
کیا اِس کا سبب نہیں یہ اے دل؟ — ہے زیست کی آخری یہ منزل
پیری ہی میں ہوتی ہے بشدّت — ہنگامہ طرازیوں سے نفرت
ہوش آیا اُتر کے نشۂ مے — خوبی پھر اِس میں کون سی ہے؟
ہوتا ہے شباب جبکہ رخصت — بھاتی نہیں دل کو عیش و عشرت
پیری کب عیش سے ہے بیزار؟ — خود عیش کو ہے بڑھاپے سے عار

قبل از پیری جوانِ صالح — بنجائے سوچ کر مصالح
تا شیب میں قدر ہو زیادہ — حاصل کریں لوگ استفادہ

H.M.S. Central Library
NAZIRIA COLLECTION
Jamia Hamdard, N.D.-62

ساتواں باب

(غور و لحاظ)

انساں! کر دل میں اک ذرا غور
کیوں؟ خلق ہوا ہے تو، بہر طور

باطن میں ہوں، خواہ وہ بظاہر
کتنے تجھ میں، قوے ہیں آخر؟

جتنے ہوں، تعلقات و حاجات
کر! نہ بھی، غور و فکر دن رات

معلوم ہوں، تا فرائض زیست
پڑھ جا سارے عرائض زیست

تا عقل میں آئے کچھ صفائی
اور اُس سے ہو دل کی رہنمائی

الفاظ کے وزن کو سمجھ کر
کھول اپنی زبان اے سخنور!

پہلے کر راستے پہ کچھ غور
پھر اپنا قدم اُٹھا بہر طور

عادت میں یہ رنگ اگرچہ گا
شرم و ذلّت سے، تو بچے گا

باندھیگی نشاط سر پہ سہرہ
غم سے نہ اُداس ہوگا چہرہ

ہو جسکی زباں میں بد لگامی
سمجھو اُسے ہرزہ گوے دعامی

ظاہر، ہر بات سے اُسکی
ہو جائے گی اُس کی بیدتونی

کرتے ہیں، بغیر سمجھے بوجھے
کچھ کام جو لوگ، وہ ہیں ایسے

جس طرح سے کوئی شخص مضطر
پھاندے دیوار خوف کھا کر

اور اُس کے اُدھر ہو اک خندق
اُسمیں جا کر گرے معلّق

جس سے پہلے یہ بے خبر تھا　　ہر چند کہ صاحبِ نظر تھا

سُن! غرور و لحاظ کی صدا، سُن!　　آواز نہیں وہ، بے سر و بُن
ہیں ہوش و خرد کی سب وہ باتیں　　دن صرف کر اُن میں، اور راتیں
دکھلائینگی وہ، تجھے رہِ راست　　رکھینگی بخیر بے کم و کاست

آٹھواں باب

(عجز و غرور)

انسان! تیری ہے کیا حقیقت ۔ کیوں عقل پہ اس قدر ہے نخوت؟
علم و ادراک تیرے محدود ۔ پھر کیوں یہ انانیت ہے موجود؟
پہلے، شیخی بگھارتا ہے ۔ ہمت آخر میں، ہارتا ہے

پہلا، دانشوری کا زینا ۔ جاہل، نادان، بن کے جینا
خود بینی، یا غرورِ بیجا ۔ باتیں یہ بُری ہیں ان سے بازآ
دانشمندانہ مردِ صوفی ۔ کھلنے نہ دے، اپنی بیوقوفی

ہر خاتونِ خوبصورت ۔ ہے سادہ لباس، وجہِ زینت
دانش کے لیے ہے، یونہیں زیور ۔ رفتار کی سادگی خرد ورا!

حرفِ مردِ بزرگ، سُن لو! ۔ اُس سے، رونق ہے راستی کو
لفظیں سنجیدگی میں، ڈوبی ۔ چھپ جاتی ہیں جسمیں غلطیاں بھی
اپنی دانش پہ خود بھروسا ۔ کرتا نہیں، کوئی مردِ دانا
کرتا رہتا ہے، وہ بہر طور ۔ احباب کے مشوروں پہ بھی غور
ناآرائیوں سے فائدہ اُٹھائے ۔ خود رائیوں سے ضرر نہ پائے

بھاتی نہیں اُسکو اپنی تعریف　　کرتا نہیں اعتبارِ توصیف
غرہ نہ اُسے کمالِ فن پر　　نازش نہ فریبِ حسنِ ظن پر
جس طرح نظر کے آگے پردا　　کردیتا ہے حسنِ رخ دوبالا
نیکی کھلتی ہے عاجزی سے　　ظاہر ہوتے ہیں وصف اُسکے

لیکن انساں جو ہوگا مغرور　　سمجھے گا وہ اپنے کو بہت دور
بھڑکیلی پہن کر ایک پوشاک　　نکلیگا راستے میں بیباک
ڈالیگا اِدھر اُدھر نگاہیں　　چھانیگا یونہیں تمام راہیں
بھانپے گا بشوق یہ وہ اکثر　　کس کی کس کی نظر ہے مجھپر

اونچا کیے اپنے سر کو چلنا　　اور ٹھاٹھ سے راہ میں نکلنا
تنتے ہوئے ہر طرف گزرنا　　سوئے غربا نظر نہ کرنا
تن پھُن ہر وقت نوکروں سے　　ہر لحظہ خوشامد افسروں سے
اعلیٰ افسر مگر اُسی کے　　ہیں اُسکو خوشامدی سمجھتے

خود رائے وہ اسقدر کہ تنہا　　ہے عقل میں سب سے بڑھکے گویا
ہر شخص اُس کی نظر میں ناداں　　کیونکر نہ رہے وہ پھر پریشاں

اُس کو ہر وقت ہے یہی فکر
ہوتا رہے، رات دن مرا ذکر
جس وقت ہے ذکر اُس کا آتا
ناداں پھولے نہیں سماتا

خوش ہوتا ہے سُن کے اپنی تعریف
تعریف ہیں، نا بلند تخفیف
موقع، جو خوشامدی ہیں پاتے
دیمک کی طرح، ہیں چاٹ جاتے

نواں باب

(محنت و کاہلی)

جو وقت گزر گیا، گیا وہ کیا پھر بھی پلٹ کے آئیگا وہ؟
اُسکو جو کچھ ہے، ہونے والا دیکھے کہ نہ دیکھے تُو خبر کیا
انسان! اے کاہلی میں بدنام موجودہ زمانے ہی سے، لے کام
ماضی پہ، نہ آہِ سرد بھر تو تکیہ آئندہ پر، نہ کر تو

موجود ہے، جس قدر زمانہ ہے مال ترا، وُہی خزانہ
آئندہ کی، کیا خبر کہ کیا ہو اچھا ہو حق میں، یا بُرا ہو
جس کام کا قصد ہو، وہ کر ڈال بہتر ہے یہی زمانۂ حال
کرنا ہے جو، صبحدم وُہی کر تا شام اُسے، نہ ملتوی کر

تکلیف، افلاس، بد نتیجے پیدا ہوتے ہیں، کاہلی سے
محنت، روحِ نشاط و اقبال رکھیگی تجکو، فارغ البال

محنت کا ہاتھ، بے محابا افلاس کو ہے، شکست دیتا
گر تو ہے جفا کشی کا خوگر اقبال کا سہرہ ہے ترے سر

آخر یہ مالدار ہے کون ؟ — اتنا ذی اختیار ہے کون ؟
ہے شہر میں جسکی آج شہرت — کرتے ہیں تمام لوگ عزت
ہے کون ؟ جو ہے رفیقِ سلطاں — اور اُس کا مشیرِ خاص ذیشاں
وہ جسنے کہ کاہلی کو چھوڑا — مُنھ اُس کی طرف سے اپنا موڑا
اور اُس سے چھُڑا کے اپنا دامن — یہ کہدیا تو ہے میری دشمن

سوتا ہے جو نصف شب کو ہشیار — ہوتا ہے علے الصّباح بیدار
کرتا رہتا ہے، غور و محنت — تا دل کو، بدن کو ہو پہنچے راحت
مطلوب اُسے، دونوں کی دُرستی — دل کی قوت، بدن کی چستی

کاہل کو وبالِ زندگانی — ہر وقت یہ لب پہ، نوحہ خوانی
میرے اللہ! کیا کروں میں — بھوکوں کبتک یونہیں مروں میں
ہر کام میں سُستی اُنکی عادت — دِن کاٹتا ہے، مگر بد قت

عمر گزراں ہے، سایۂ ابر — جاتا ہے وہ بے نشاں سوئے قبر
نیکی سے جو تھا عناد اُسکو — کرتے نہیں لوگ، یاد اُسکو

مجموعۂ درد، جسمِ کاہل — ترکِ ورزش سے مضمحل دل
کرتا ہے کام کا ارادہ — تابِ حرکت نہیں، زیادہ

آشفتہ دماغ، ذہن تاریک — کیا سوجھے، جو مسئلہ ہو باریک
رغبت، تحصیلِ علم پر ہے — محنت کے بغیر، بے ثمر ہے
دل چاہتا ہے جو ہاتھ آجائے — بادام کو توڑ کر، گری کھائے
سرمغز، یوں مگر کرے کون؟ — محنت کی طرف قدم دھرے کون؟

گھر اُس کا پڑا ہے، نامرتب — ناکارہ، ملازمین بھی سب
گھر میں ہر وقت شور و شر ہے — افلاس سے، خود قریب تر ہے
اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے — اپنے کانوں، وہ سُن رہا ہے
خود بھی، خواہش یہی ہے دل میں — برباد نہوں، اِس آب و گِل میں
لیکن، اتنی کہاں ہے ہمّت — کچھ کر سکے، محنت و مشقّت
طوفاں، بربادیوں کا اک دن — نازل نہو، یہ کہاں ہے ممکن؟
چھوڑیگی نہ شرم اُسکا دامن — جائیگی وہ ساتھ تا بہ مدفن

دسواں باب

(حسد اور سبقت لیجانے کی فکر)

عزت کی جو ہو، تجھے تمنا — مشتاق جو ہو ستائشوں کا
اُس خاک سے ہو بلند یکسر — جس سے کہ بنا ہے تیرا پیکر
ذی حوصلہ، صاحبِ ارادہ — بنجا اے دل! کم و زیادہ
مائل ہو جانبِ بلندی — حاصل کر اوجِ ارجمندی

ہے وہ جو درخت اک تناور — شاخیں چھائی ہوئی فضا پر
جب تک تھا زمیں میں، تھا یہ کیا چیز؟ — ننھا سا تخم، محض ناچیز

اُس میں، جو بھی ہو تیرا پیشہ — کرتا رہ کوششیں ہمیشہ
ہر کام کر ایسی عمدگی سے — جو بن نہ پڑے کبھی کسی سے
اعلیٰ معیارِ قابلیت — پیدا کر رہ کے نیک نیت
بہتر بننے کی سعی، خود کر — کر رشک و حسد نہ دوسروں پر

حاصل کرنے میں، شہرتِ عام — مذموم طریقوں سے نہ لے کام
دے اپنے کمال کو ترقی — دب جائیگا پھر حریف خود ہی
حاصل کر اس طرح، بڑائی — جیسی، ہو شانِ خود نمائی

کوشش تری، کامیاب ہو گی   عزت تری، لاجواب ہو گی

نیکی کی، کرے جو حرص انساں   ہو گا وہ، بلند طبع و ذی شاں
شہرت کا، اگرچہ حوصلہ ہے   خوش رہنے کا دل میں، دلولہ ہے
لیجا، نیکی میں سب پہ سبقت   ہمچشموں میں ہو گی تیری عزت
گھڑ دوڑ میں، جیسے تیز گھوڑا   چلتا ہے زیادہ دکھا کے تھوڑا

شائق رہ سرفرازیوں کا   مثلِ نخلِ بلندِ خُرما
پرواز دکھا، بخوبی و خیر   مانندِ عقابِ آسماں سیر
رکھ مدِ نظر، وصالِ خورشید   بن، آئنۂ جمالِ خورشید

اعلےٰ فردوں کے کارنامے   تو رات کو خواب میں جو دیکھے
دن کو تقلید کر اُنھیں کی   اِس سے راحت تجھے مِلے گی

منصوبے بڑے جو باندھتا ہے   خوش ہوتا ہے کرکے مرحلے طے
ہر سُو ہوتا ہے اُسکا شُہرہ   تاباں دل مثلِ نجمِ زُہرہ

لیکن جو شخص، ہو گا حاسد   بازار اُس کا رہیگا کاسد
اُس کے دل میں ہے آگ جلتی   مُنھ تلخ، زباں ہے زہر اُگلتی

ہمسائے کی راحتوں سے بے چین ‏ دم بھر ملتا نہیں اُسے چین
نیکی سے، نہیں اُسے محبت ‏ ہمسایوں سے اپنے اک عداوت
کرتا رہتا ہے، وہ مذمت ‏ لیجائے جو کوئی اُسسے سبقت
کم ہے، اعلیٰ صفات میں یوں ‏ در پردہ رہے نہ گھات میں کیوں؟
دل میں چھریاں بھری ہیں یکسر ‏ باندھے نہ کمر شرارتوں پر؟

لیکن انسان، اِس طرح کا ‏ خود رہتا ہے، مبتلائے ایذا
مکڑی کی طرح سے بے تردد ‏ پھنس جاتا ہے اپنے جال میں خود

گیارھواں باب

(دُور اندیشی)

دُور اندیشی، ہے ایک نعمت — ہیں مشورے اُسکے بیش قیمت
وہ، عام نصیحتیں ہیں سُن لے! — دل میں اپنے اُنھیں، جگہ دے
اچھّے اخلاق، نیک اوصاف — سبکی وُہی، تکیہ گاہ ہو صاف
انسانی زندگی کی مالک — خضرِ رہ و سالکِ مسالک

لنگڑے، لولوں پہ ہنسنے والے! — تجھپر، بیتا خدا نہ ڈالے
غیروں کے عیوب پر نہ خوش ہو — جب اپنی خبر، نہیں ہے تجکو
گر اپنی بُرائیاں، سُنے گا — ہو کر آزردہ، سر دُھنیگا

دے اپنی زبان کو لگام اور — ہونٹوں پہ لگا دے مُہرِ فی الفور
مُنھ سے الفاظ ہوں ادا یوں — جن سے پڑے صلح میں خلل کیوں؟
اُن باتوں سے چاہیے ہے پرہیز — سمجھی جائیں، جو فتنہ انگیز
ہو باعثِ شر جو گرمجوشی — اُس سے بہتر کہیں، خموشی

سب کرتے ہیں، ہرزہ گو سے نفرت — ہو جاتا ہے تلخ، لطفِ صحبت
لب، جال ہیں گفتگو کا بُنتے — تھک جاتے ہیں کان، سُنتے سُنتے

ہے لات زنی بہت بُری شے | کرنے لگتا ہے، سامعہ زتے
جب ہرزہ دراز بان کھولے | موقع ہی کہاں، جو کوئی بولے

شیخی نہ بگھار، پست فطرت! | ورنہ ہوگی، تجھی کو خفّت
کیوں دوسرے کو حقیر تو جان؟ | خطرہ اِس میں ہے، دیکھ نادان!

کیوں؟ اپنے عدو پہ خندہ زن ہو | خود اپنے ہی حق میں زہر کیوں بو؟
وہ طعنہ زنی، جہاں نہ کرے گا | بہودت قلق سے، تو مرے گا

بیہودہ ہنسی، مذاق سم ہے | روک اپنی زباں، تجھے قسم ہے
قابو میں نہیں، زبان، جسکی | تکلیف اُٹھائے گا، یقینی

دے اپنے مکان کو زیب و زینت | لیکن وہ، حسبِ استطاعت
صرف آمدنی سے ہو جو زائد | الزام، تجھی پہ ہوگا عائد
رکھ اِتنا خیال، میرے بھائی! | جو کچھ ہو شباب کی کمائی
کام آئے بڑھاپے میں، وہ تیرے | تکلیف نہ تجکو، تاکہ گھیرے

لالچ، بدکاریوں کی جڑ ہے | قلبی، بیماریوں کی جڑ ہے
جو دل کہ ہو، خوگرِ کفایت | ہوگا بے شبہ نیک سیرت

ہے دل کی، محافظِ دوامی — کہتے ہیں جسے، خوش انتظامی

دے اپنے ہی کام کو توانجام — ہے مُلک کی فکر، کارِ حکام

ضائع تفریح میں، نہ کر وقت — مشغول نہ رہ اُسی میں، ہر وقت
حاصل کرنے ہی میں مبادا — ہو رنج خوشی سے کچھ زیادا

جب تجھسے، زمانہ ہو موافق — عیش و عشرت کا ہو نہ شائق
لازم ہے، مردِ دور اندیش! — تیرے لیے جزرسی، کم و بیش
ہو جسکو فضول صرف کی چاٹ — اُس ہاتھ کو جزرسی سے تو کاٹ
جب نفس پرست ہوگا انساں — ہوگا، دمِ احتیاج حیراں
آتا ہو جسے، رقم ڈبونا — وہ روئے گا، مفلسی کا رونا

با تجربہ کاریوں میں کامل — جنکو، کر پند، اُن سے حاصل
اوروں میں نظر جو آئیں اغلاط — تفریط ہو اُن میں، خواہ افراط
لے سب سے سبق، بطیبِ خاطر — رہ بن کے جہاں میں، یارِ شاطر

جب تک نہو، تجربہ کسی کا — اُس پر جائز نہیں، بھروسا
یہ بھی، شایاں نہیں ہے تیرے — سب کو، بے اعتبار سمجھے

اس قسم کی بدظنی بہر حال — ہو گی ترے خبثِ نفس پر دال
جس پر ہو جائے یہ تیقّن — یہ شخص ہے صاحبِ تدیّن
جان اُس کو گرانبہا جواہر — بن قدر شناسیوں کا ماہر

زر دوست کی مہربانیاں کیا — گر تجھ سے کرے سلوک اچھا
اُس پر نہ کر اعتماد زنہار — اور اُس پہ بھی ہو جو زشت کردار
ایسے سب دوست حق میں تیرے — ثابت دائم فریب ہو گئے
ہو گا اِک دن تجھے شش و پنج — ٹھیریں گے یہ لوگ باعثِ رنج

جس چیز کی ہو گی کل ضرورت — آج اُس سے جو کام لیں حماقت
ہر چیز کو کام میں نہ لا تو — جو چیز کہ بچ سکے بچا تو
ہر چند کہ تیری پیش بینی — ہو نفع رساں نہیں یقینی
معلوم کسے کہ روزِ فردا — ہونے والا ہے واقعہ کیا

کچھ قاعدہ کلیّہ نہیں ہر — یہ بات کہیں نہیں، کہیں ہے
نادانی و خانماں خرابی — دانشمندی و کامیابی
تاہم جو ہیں بیوقوف و جاہل — بہجت نہیں ہوتی اُنکو حاصل
یونہیں دانش ہی جسکا پیشہ — غمگیں نہ رہے گا وہ ہمیشہ

بارھواں باب

(تحمّل و شجاعت)

اِس دارِ محن میں جو بھی انساں
کچھ دن ہوتا ہے آکے مہماں

خطرے، نقصان، درد، تکلیف
شدّت کے ساتھ یا بتخفیف

کرنا پڑتے ہیں اُسکو برداشت
ہے ایسی ہی جنس کی یہاں کاشت

اِس واسطے ہے یہی مناسب
قسمت کے ترے جو ہوں مصائب

آمادہ رہ اُن کے جھیلنے پر
پہلے ہی سے دل کو کرلے خوگر

تا دے سکے ضبطِ غم ترا ساتھ
بالا رہے صبر کا ترے ہاتھ

بے صبر بلاؤں میں نہو دیکھ!
ریگستانوں میں اُونٹ کو دیکھ

گرمی میں ہزُ بھوک، پیاس میں ہر
اسپر بھی مگر جو اس میں ہے

چلتا رہتا ہے، کس طرح تیز؟
کرتا ہے، مصیبتوں کو انگیز

یونہیں انساں میں ہو جو ہمّت
ہو کر متحمّلِ صعوبت

کرسکتا ہے بسر زندگانی
بے تنگ دلی و سرگرانی

حاصل ہے جنھیں شرافتِ نفس
جنکو ہے خیالِ عزّتِ نفس

اُن کی نظروں میں درحقیقت
یکساں ہے بلند و پستِ قسمت

رکھتے ہیں جو روح میں سترگی
ہوتی نہیں پست دہ بزرگی

کیسا ہی ہو مد و جزر قسمت ہرگز نہیں ہارتے وہ ہمت
مضبوط دل اُن کا صورت کوہ جیسے کہ سمندروں کا انبوہ
قسمت بگڑے تو کیا اُنھیں ڈر ہوتے نہیں بدحواس و مضطر

ثابت قدم اس طرح کا انسان بحر قلزم میں جیسے چٹان
موجیں ٹکرائیں آکے صدہا لیکن نہیں اُسکو کوئی پروا
ہے رفعت سر کا یہ اشارہ قائم ہے پہاڑ پر منارہ
گو تیر لگائے اک زمانہ اُڑ سکتا ہے کس سے یہ نشانہ؟

جتنے خطروں کا سامنا ہو چھوٹا کرتا نہیں وہ دل کو
ہے مستعدی جو دل سے توام ہمت نہیں ہارتا کسی دم
رہتا ہے مصیبتوں میں محفوظ ہر وقت کمال شاد و محفوظ
جیسے پس جنگ آزمائی ہٹے کوئی جیت کر لڑائی

دل پر بار الم اگر ہو ہلکا کر دے گا صبر اُسکو
کیسی ہی ہوائیں کیوں نہوں تیز ثابت قدمی کرے گی انگیز

بزدل کی مگر طبیعت نرم از بسکہ دلاتی رہتی ہے شرم
ہو کر وہ شکار مفلسی کا فوراً ہے کمینگی پہ جھکتا

افلاس کی ذلّتیں اُٹھا کر مائل ہوتا ہے کج روی پر

ہلکی بھی ہوا چلے تو اکثر ہل جاتی ہے، دکھلاو اپنا در
یو نہیں دل اُس کا ہے لرزتا ہو شائبہ بھی اگر بلا کا

خطرے سے وہ ہوتا ہے پریشاں نکبت کا ذرا بھی ہو جو ساماں
ہمت ساتھ اُس کا چھوڑتی ہے جرأت مُنھ اُس سے موڑتی ہے
مایوسیوں کی گھٹائیں چھا کر کر دیتی ہیں دل کو تیرہ منظر

تیرھواں باب

(قناعت)

انساں! ہے بلند تیرا پایہ
عقل آدمی کا تجھبہ سایہ
ہے لطفِ خدا عطیۂ ہوش
ہرگز نہ کر اُس کو تو فراموش
واقف ہے وہ تیرے رازِ دل پر
پیدا کیا جس نے آب و گل سے
آگاہ وہ دل کی کاہشوں سے
اور تیری فضول خواہشوں سے
اکثر از راہِ لطفِ بیحد
درخواستیں کرتا رہتا ہے رد

با ایں ہمہ چونکہ ذاتِ یکتا
سرچشمۂ موہبت ہے گویا
واجب جو خواہشیں ہوں دل میں
جنکے لیے کاہشیں ہوں دل میں
پاکر اثرِ خلوصِ نیت
دیتا ہے قبولیت کا خلعت

اکرتا ہے جب ایک قلب مایوس
بدبختی و اضطراب محسوس
ہوکر کیفیتیں یہ طاری
پیدا کرتی ہیں بیقراری
آفات میں تو جو مبتلا ہے
خود تیرے ہی نفس کی خطا ہے
یعنے اجزاے امتزاجی
کم عقلی و کبر و بد مزاجی
دکھلاتے ہیں مل کے یہ تماشا
لازم نہیں کوئی اور حاشا

جو کچھ کہ ہو مرضیِ الٰہی
اُس کا شکوہ ہے کم نگاہی
خود کیوں نہ سنوار اپنے دل کو؟
شا کی نظمِ جہاں کا کیوں ہو؟
ایسی باتیں نہیں ہیں جائز
لا دل میں خیال یہ نہ ہرگز
دولت میرے پاس کاش ہوتی
حشمت مرے پاس کاش ہوتی
میں صاحبِ اختیار ہوتا
فرماندہ و تاجدار ہوتا
رہ کر دنیا میں چین کرتا
اِس طرح نہ شور و شین کرتا
یہ خوب سمجھ لے دل میں ناداں!
شاہانہ جو ہوتا ساز و ساماں
تکلیفیں بھی خاص خاص پاتا
روحانی زحمتیں اُٹھاتا

مفلس کو خبر نہیں یہ اصلا
منعم کس فکر میں ہے گھلتا
محکوم کو حسن جو ہو یقیناً
اپنے حاکم سے ہو نہ بدظن
کن آفتوں میں گھرا ہوا ہے
کرتا ہے معاملات جب طے
جو ہے کم فرصتی کا شاکی
کب ہے اُسے اطلاع اسکی
بیکار جو کاہل آدمی ہو
ایذا رہتی ہے کیسی اُسکو
واقف اِس راز سے جو ہوتا
کم فرصتیوں پہ یوں نہ روتا

خوشحالیِ ظاہری سے دل کا
اندازہ غلط ہے مردِ دانا!
جسکی حالت پہ ہے تجھے رشک
خلوت میں وُہی بہاتا ہے اشک

جو کچھ کم و بیش ہو میسّر   لازم ہے تجھے قناعت اُس پر
دانشمندی اسی کا ہے نام   قانع بن، مردِ نیک انجام!
مال و دولت بڑھانے والا   افکار بڑھا رہا ہے گویا
جس دل میں ہے جوہرِ قناعت   مخفی ہے خزانہ، درحقیقت
تکلیف، کرے تلاش، تو بھی   وہ گنج گراں، نہ پا سکے گی

قسمت کے تغیرات تجھکو   اغوا جو کریں نہ تو خبر ہو
نیکی، پرہیزگاری و شرم   انصاف کہ اعتدال، آزرم
فکرِ دولت میں گر رہیں ساتھ   عیشِ نقد آئے گا ترے ہاتھ
فانی انسان! رکھ مگر یاد   ممکن نہیں، غم سے تو ہو آزاد
قسمت میں مسرتِ حقیقی   تیری نہیں، کر نہ فکر اُسکی

منجانبِ ربِّ بندہ پرور   جولانگہِ خیر ہے مقدّر
اِک دوڑ لگا کے کر لے حاصل   خالص عشرت کی ہے جو منزل
لیکن ممکن نہیں پہونچنا   جب تک ترا دور ہو نہ پورا
جس وقت کہ ختم زندگی ہو   عیشِ ابدی ملے گا تجکو

چودھواں باب

(پرہیزگاری اور نفس کشی)

گر موت سے پہلے چاہے کوئی — حاصل ہو مسرتِ حقیقی
ایسے افعال سے ہو تائب — ہوتے ہیں جو مورثِ مصائب
مستوری و عقل و تندرستی — کرتی ہے بدن سے دور سستی
نعمات یہ ہیں مگر خداداد — ہے فضلِ خدا یہ محض بنیاد

حاصل برکات جب ہوں دلخواہ — ایسے حرکات کر نہ للہ
ہو جائیں شباب میں وہ رخصت — پیری میں اٹھائے تو مصیبت
جب شیب کے زینے پر قدم رکھ — قائم ان سب کو بیش و کم رکھ
کرتی ہیں جو چیزیں دستگیری — ضائع نہ کر ان کو تا بہ پیری
عیاشی و نفس پروری سے — رہ دور کہ ہیں برے نتیجے

جب میز پہ ہوں لذیذ کھانے — بو سونگھ کے جنکی دل نہ مانے
قابو میں متنجن اور مزعفر — ہو جن سے مشامِ جاں معطر
بھاری وہ پلاؤ زیب بشقاب — عنبر بو چاولوں کا القاب
خوشرنگ وہ خستہ شیرمالیں — بے بھوک فرشتے جن کو کھالیں
خوش ذائقہ وہ کبابِ شامی — جن پر صدقے نمک حرامی

باریک چپاتیاں، وہ شفاف / دیکھیں، تو دکھائی دے اُدھر صاف
رنگت وہ نفیس، قورمے کی / بادامی، ایک ایک بوٹی
سالن کا رنگ، زعفرانی / باقرخانی، گُل ارغوانی
خستہ، وہ پوریاں پراٹھے / ساٹھے کھائیں تو ہوں وہ پاٹھے
پھر بیمبر شت، وہ ستارے / دیکھے سورج، تو دم نہ مارے
مچھلی، ایسی کہ جس کا کانٹا / چُٹکی سے مَلو تو جیسے آٹا
اعلیٰ، وہ کباب مرغ و ماہی / زینت افزائے خوانِ شاہی
وہ گھی کے تار پر، پسندے / جن کے گُدُو یا شکم کے بندے
خوش طعم بُھنا ہوا، وہ قیمہ / کھا لے تو ہو حاملہ، عقیمہ
پوچھو نہیں، کوفتے ہیں کیا شے / لذّت ہی کو ٹکر بھری ہے
اِس درجہ لطیف اِس قدر نرم / جن سے کرے مغزِ استخواں شرم
چٹنی، آچار، اور مُربّے / لب چاٹیئے، ایسے ذائقے کے
وہ چوگنی کے سفیدے کی ڈِش / جس میں بادام، پستے، کشمش
فرنی کا خوانچوں میں جلوا / شفاف مٹھائی تازہ حلوا
میٹھے ٹکڑوں کا طرفہ منظر / چاندی کے ورق لگے ہیں جن پر
چینی طشتریوں میں ملائی / دیکھے شیریں تو دے دُھائی
پُربرف ولایتی وہ پانی / بُرخوردل کو آبِ زندگانی
شیشے کے گلاس ہلکے ہلکے / آبِ انگور جن میں چھلکے
کھانے پینے کے سب یہ اشیا / اِک دام بلا ہیں بہرِ دانا

ہو کر بے فکر، عیش و آرام
تو چاہے ہے، جو اے حریصِ ناکام!
کر مائلِ اکل و شرب کیوں دل؟
خطرہ ہے سخت اِسمیں، غافل!

ہے دیکھ! یہ امتحاں کا ہنگام
لے عقل و تمیز سے ذرا کام
ہے نفسِ لئیم، دشمنِ خیر
نیکی کے ساتھ ہے، اُسے بَیر
تو مانے گا مشورہ جب اُس کا
کھائیگا ضرور سخت دھوکا

عیّاشیوں سے مِلے جو لذّت
دیوانہ پَن ہے، وہ مسرّت
بندہ نہو نفس پروری کا
اِس سے امراض ہونگے پیدا
جب اِس کی مضرّتیں ہیں ظاہر
کیوں موت کا بَن شکار آخر
دسترخوان عیش نے چُنا ہے
ساماں لذّت کا دس گنا ہے
مہماں ہیں جتنے گِرد اُس کے
اُنکی حالت پہ غور کر لے
اِن سبکو چٹکھوتوں سے ہے کام
ہر دانہ اِنھیں ہے حلقۂ دام
عشرت پہ فریفتہ ہیں یہ سب
اور آتشِ حرص میں معذب

دیکھو! نہیں کیا یہ کُل جماعت
کمزور، مریض، پست ہمت
اِن کے لیے عارضی مسرّت
کیا ہوگی نہ باعثِ اذیت؟
ہوگا اِن سب کا حال ابتر
درد و غم کا شکار ہو کر
کھانے والے غضب کے ہیں یہ
ممبر بیٹو اکلب کے ہیں یہ

نفسانی خواہشوں کو اِن کی — کردے کی تہہ شکم کی سیری
نفسانی لذّتوں میں لذّت — ہے اِن کے لیے نہ اب مسّرت
تھا نفس پرستی اِن کا مشرب — ہیں اپنے ہی نفس کے شکار اب
جو لوگ کہ ایزدی عطایا — کرتے رہتے ہیں صرف بیجا
جز اِس کے نتیجہ اور کیا ہے — الحق اُن کی یہی سزا ہے

یہ سامنے گلعذار ہے کون؟ — خنداں صبحِ بہار ہے کون؟
دلکش انداز، چال پیاری — مانندِ نسیمِ نوبہاری
جولاں، میدان پُر فضا میں — خوشبو پھیلی ہوئی ہوا میں
رنگِ رُخ سے گلاب شرمائے — جنبش ہونٹوں کی پھول برسائے
آنکھیں پیمانۂ مسرّت — چتون میں حیا، نظر میں عفت
مستانہ روش ہے، گا رہی ہے — دلکش سے نغمے سُنا رہی ہے

ہے کون؟ بتا تو یہ حسینہ — موزوں قامت، فراخ سینہ
ہے نام اسی کا تندرستی — اعضا میں سکت، بدن میں چستی
ماں کا نام اسکی ہے ریاضت — تقوے باپ اس کا نیک سیرت
اُتریں جو کلیں ہیں بہاڑی — بچے وہی اِن کے ہیں کھلاڑی

وہ سب ہیں شجاع و چُست و چالاک | زندہ دل، خندہ رو، طربناک
ظاہر ہے اُنھیں کی تندرستی | پھرتیلے بدن میں اُنکے چُستی
رگ پٹھوں میں زور، دل میں ہمّت | محنت اُنھیں باعثِ مسرّت
ہڈی ہڈی ہے اُن کی مضبوط | نسلیں محفوظ، غیرِ مخلوط

اشغالِ پدر، اُنھیں غذا ہیں | ماں کے افعال، ناشتا ہیں
اُن سے، ہو اُن کی بھوک بڑھتی | اِن سے، بوٹی بدن پہ چڑھتی

مرغوب نہیں اُنھیں، تعیّش | رہتے ہیں جہادِ نفس میں خوش
ناپاک، قبیح عادتوں پر | قلبی عظمت سے ہیں مظفّر
آرام میں اعتدال ملحوظ | آفات سے خواہشوں کے محفوظ
ہیں اُن کی مسرّتیں مسلسل | بے خرخشہ راحتیں مکمّل

خون اُن کے بدن میں غیر فاسد | دِل مطمئن و بخیر راشد
اُن کو نہیں چارہ گر کی حاجت | اچھی خاصی بدن کی صحت

لیکن افسوس! بہرِ انساں | عنقا ہے سلامتی کا ساماں
خطرے اکثر مضرِ بہبود | ہوتے ہیں علاوہ سے موجود
دیکھو! کہ ہر ایک شخصِ عامی | آمادہ ہے، نمک حرامی

ہردم اِسی گھات میں ہے بدکار | ہو جائیں بلا میں سب گرفتار

قوت، چالاکی، اور چستی | خوش روئی، اُنکی تندرستی
کانٹا تھی عشق کی نظر میں | رہتی تھی کھٹک دل و جگر میں
خواہش جو تھی نہ اُن کے دل میں | پیدا کردی وہ آب و گِل میں

دیکھو! وہ کھڑا ہے دام بردوش | غارتگرِ عقل، دشمنِ ہوش
کرتا ہے اپنی سمت مائل | مشتاقِ شکارِ طائرِ دل

دِکھلا کے نظرفریب صورت | جیسے کوئی احسین مورت
نرم و نازک سڈول اعضا | پوشاک نفیس، وضع زیبا
آنکھوں سے شوخی آشکارا | سینے میں ہوس کا تیز دھارا
شوخی سے دلوں کا وہ لُبھانا | اُنگلی کے اشارے سے بُلانا
شیریں گفتاریوں میں شاطر | للچائے نہ کیوں طبیعت آخر؟

اُسکے دامِ فریب سے بچ | اور جھُوٹ کو اُسکے کیوں سمجھ سچ
سُن اُسکی نہ دلفریب آواز | پھندے میں پھنسائیگا یہ دمباز
اُس کی شیریں کلامیوں پر | ہانہیں نہ گلے میں ڈال بڑھکر
بنجائے گا ورنہ اُس کا قیدی | تو صید ہے، وہ ہے تیرا صیدی

تو ہو گا جو شہوتوں کا شیدا
اُس کا یہ نتیجہ ہو گا پیدا

فکر و افسوس۔ شرم و افلاس
بیماری و نا امیدی و یاس

دامن پکڑینگے پاس آکر
نازل ہونگی، بلائیں تجھ پر

عیّاشیوں سے یہ ہوگی حالت
قوت اعضا سے ہوگی رُخصت

ہوگی بیزار تندرستی
غالب ہوگی بدن پہ سُستی

گھٹ جائے گی عمر ہوگا رسوا
دینگے غم و رنج تجھکو ایذا

تیری حالت جب ایسی ہو جائے
اُس وقت ہے کون؟ جو ترس کھائے!

پندرھواں باب

(نیکی)

اے صاحبِ احتیاج انساں! — ناقص، نازک مزاج انساں!
کچھ فکر کر اس معاملے میں — کیا کیا تجکو ہیں احتیاجیں
جب عقل و تمیز ہے بہر طور — جو نقص ہیں تجھمیں اُنپہ کر غور
جس نے دی ہے یہ عقل تجکو — اُس کی بخشش کا معترف ہو
خلاقِ جہاں نے کی یہ نیکی — قوت تجھے نطق کی عطا کی
ممتاز بنا کے خشک و تر میں — مخلوق کیا صفتِ بشر میں
تیرے لیے تا کہ ہو مہیّا — موقع امدادِ باہمی کا

کھانے پینے کے ساز و ساماں — رہنے سہنے کے طرز و عنواں
آسائشِ جاں، حفاظتِ مال — ہر قسم کی عافیت بہر حال
حاجت ہر فرد کو ہے جس کی — اوروں کی مدد پہ ہے وہ مبنی
فردوں میں تعامل و تعاون — ہے نام اسی کا بس تمدن
کر شوق سے خدمتِ بنی نوع — رکھ دل میں محبتِ بنی نوع
اوروں سے جو چاہتا ہے نیکی — نیکی کر اُن کے ساتھ تو بھی

ہے مثلِ گلاب، خلقِ نیکو — آسائشِ روح اسکی خوشبو

اُس سے بہر قلوب راحت — کیا چیز ہے جوہرِ شرافت!
نیکوں کے، نیک ہونگے افعال — بد ہونگے ہمیشہ زشت اعمال

ہے قابلِ قدر نیک انسان — اور اُسکی ہے خاص کر یہ پہچان
رکھتا ہو ایک مطمئن دل — ہمسائے کو جب خوشی ہو حاصل
ہو جائے دل اُس کا شاد و خرّم، — بدگوئیاں سُن کے ہو وہ برہم
اوروں میں بھی دیکھ لے اگر عیب — صدمہ ہو اُس سے دل کو لاریب

چاہے کوئی غیر ہو کہ بھائی — ہو سب سے پسند اُسے بھلائی
نیکی ہی کی دل میں آرزو ہو — موقع کی محل کی جستجو ہو
زحمت جو کسی سے کر سکے دُور — از راہِ خلوص دل ہو مسرور

نوعِ انساں کا یہ بھی خواہ — فیاض، کشادہ دل، حق آگاہ
کوشاں سب کی ترقیوں میں — زندہ کر دیگا پاک رسمیں

سولھواں باب

(انصاف)

ہر ایک سوسائٹی، جماعت
اس بات کی رکھتی ہے ضرورت
فردوں میں رہے بہمد گر صلح
ہے عدل پہ منحصر مگر صلح
ہے مُنفرِداً یہ سبکی خواہش
پیدا جو کریں بہ سعی و کاوش
اُس سے حاصل کریں خوشی آپ
بیٹا ہو چاہے اس میں یا باپ
دونوں جذبوں میں ہو تعارض
پیدا ہوتا ہے اک تناقض

پس اِس لیے ہو یہی مناسب
وہ بات ہو، جو ہے ادبِ واجب
یعنی رہے اعتدال ملحوظ
ہوگا اِس طرح قلب محظوظ
انصاف کو رہنما بنائیں
مِل جُل کے بہم خوشی منائیں

ہمسائے کا ہو جو مال و اسباب
چاہے کیسا ہی وہ ہو نایاب
ہرگز نہ کبھی اُسے لگا ہاتھ
ہر دم انصاف ہی کو رکھ ساتھ
دنیا میں طمع، بُری بلا ہے
انجام اِس کا بہت بُرا ہے

لالچ، غُصّہ، نہ کر زیادہ
ہمسایہ، ہلاک ہو مبادا

دے اُسکے خلاف کیوں گواہی؟
لا اُسکے چلن پہ کیوں تباہی؟

بھڑکا نہ ملازموں کو اُس کے — رشوۃ، ترغیب ترک کیوں دے؟
کیوں بات کرے اُس کے ساتھ ایسی؟ — ممکن نہو جس کی پھر تلافی

ہر کام میں عدل و منصفی کر — جو اوروں سے چاہے خود وہی کر

خدمت جو ہو سپرد تیرے — انجام اچھی طرح اُسے دے
جس شخص کو تجھ پہ ہو تیقن — اُسکو نہ کبھی فریب دے، سُن!
یہ جرم فریب دیکھ کمبخت — نظروں میں خدا کی ہے بہت سخت
گر خلق میں چاہتا ہے عزت — لازم ہے امانت و دیانت

بیکس غربا پہ کیوں ستم ڈھا — مزدور کو کم نہ دے اجورا

چیزیں جو منفعت سے بیچے — زائد نہو نفع واجبی سے
ناواقف اگرچہ مشتری ہے — دھوکا نہ دے بات یہ بُری ہے

اپنے دائن کا دَین ادا کر — وعدہ جو کچھ کہ ہو وفا کر
جس نے تجھ پر کیا بھروسا — جائز نہیں اُس کا حق نہ دینا
عزت، انصاف کے، مخالف — کر بات نہ کوئی، مردِ عارف!

انساں! اے دفترِ معائب! ہے نفس کا احتساب، واجب
افعالِ گزشتہ اپنے، کر یاد جنمیں ہوئی عمر تیری، برباد
توبہ کرنے کا اب ہو عازم نادم ہو خطا پہ، یہ ہے لازم
جو خامیاں نفس میں ہوں مستور کر دُور اُنھیں، بہ سعیِ مشکور

ستّرھواں باب

(فیاضی یا خیرات)

انساں ہے وہی مبارک انساں — دل کو جو بنائے اِک گلستاں
بوئے نیکی کا تخم دل میں — پھُولے پھلے جو اِس آب و گِل میں
اُس تازہ شجر میں جب ثمر آئیں — خیرات، احسان، وجود، کہلائیں
ہو چشمۂ فیض، دل سے جاری — اور اُس سے ہو عام، آبیاری
تا لطف اُٹھائے ہر بنی نوع — پیاس اپنی بجھائے ہر بنی نوع
امداد، گروہِ بے نوا پائے — ذرّوں کا ستارہ بھی چمک جائے

سُنتا نہیں مردِ نیک نیّت — اپنے ہمسائے کی مذمت
پہچان کے کینہ جُو کی گھاتیں — باور نہیں کرتا اُس کی باتیں

سُن لیتا ہے، ہر کلامِ دشمن — کرتا نہیں نقلِ قول، قطعاً

پہونچائیں ضرر جب اُسکو اعدا — لیتا نہیں انتقام، اصلا

نفرت ہے بُرائیوں سے کلّی — کرتا ہے بدوں سے بھی وہ نیکی
سمجھانے کی جب پڑے ضرورت — نرمی سے، وہ کرتا ہے نصیحت

دیکھے، جو کسی کو فکر و غم میں — خود ہوتا ہے مبتلا، الم میں
پاتا ہے جو حال، زار اُس کا — ہلکا کرتا ہے، بار اُس کا
ہوتی ہے جب اُسکو کامیابی — بڑھتی ہے مسرت اِسکے دل کی
کس درجہ، بلند حوصلہ ہے — محنت کا جسے، خوشی صلہ ہے

غصّے میں جہاں، کسی کو دیکھا — کرتا ہے غضب کو اُسکے، ٹھنڈا
ہے، رفعِ تنازعات کا شوق — قائم رہے امن، اِس سے اک ذوق
کرتا ہے، وہ شرارتیں دُور — جن سے کہ مخاصمت ہو منظور

دیتا ہے وہ، صلح کو ترقی — ہے سب کے دلوں کو، چاہ اُسکی
ہیں شکر گزار اُس کے انساں — جن جن پہ ہے اُس کا بارِ احساں
کرتے ہیں تمام اُس کی عزت — ہر سمت ہے، اُسکی، عام شہرت

اٹھارھواں باب

(شکرگزاری)

شاخیں جس طرح سے شجر کی — کرتی ہیں، جڑوں سے جذب پانی
ہو کر تروتازہ، پھر جو دیکھو — واپس کر دیتی ہیں، اُسکو
یا جیسے، سمندروں کا پانی — پی پی کے سحاب آسمانی
برساتے ہیں بیشمار قطرے — پانی وُہی دیکھو پھر سمٹ کے
دریاؤں کے راستے گزر کر — گرتا ہے، سمندروں کے اندر
دل، شکر گزار آدمی کا، — اُس کا بھی یہی ہے ٹھیک نقشا
محسن سے جو نفع ہے اُٹھاتا — یعنی جو کچھ ہے فیض پاتا
اُس کا یہ اعتراف پیہم — کرتا رہتا ہے، شاد و خرم
احسان ہی کے معاوضے پر — رہتی ہے نگاہ اُسکی، یکسر
محسن کو جو فائدے ہوں حاصل — خوش ہوتا ہے، اُس کا باوفا دل

خندہ روئی کے ساتھ، ہر آن — کرتا ہے قبول اُسکے احسان
محسن سے اپنے، اک عقیدت — اُس کے دل میں، نظر میں عزت
حدِ امکاں سے ہے جو باہر — احسان کا معاوضہ، تو اکثر
رہتا ہے ادائے شکر سے شاد — رکھتا ہے، مہربانیاں یاد
دل سے کرتا نہیں فراموش — احسان، محسن کا اپنے حق کوش

فیاض، سخی کے ہاتھ گویا ۔۔۔ ہیں صورتِ ابر اوج پیما
جس سے ہنگام بارشِ آب ۔۔۔ ہوتی ہے زمین جبکہ شاداب
پیدا، دیکھو، بوجہِ معقول ۔۔۔ ہوتے ہیں گھاس، پات، پھل پھول
لیکن رکھ یاد مردِ ذیہوش ۔۔۔ احسان کرتا ہے جو فراموش
گویا وہ زمیں ہے رتیلی ۔۔۔ مینہ سے ہو جاتی ہے جو گیلی
پیدا کرتی نہیں مگر کچھ ۔۔۔ لیتی نہیں فیض سے اثر کچھ

محسن سے حسد نہیں ہو شایاں ۔۔۔ اُسکے احساں کو کر نمایاں
احسان جو ہو سکے تو خود کر ۔۔۔ احسان نہ لے یہی ہے بہتر
فیاض کی ہوتی ہے ستائش ۔۔۔ احساں مندوں کی آزمائش
اس بات میں ہے کہ منکسر ہوں ۔۔۔ احسانمندی کے خود مقر ہوں
ہوں دل سے نیاز مندِ محسن ۔۔۔ اعلےٰ ہے، رتبۂ معاون
اس عجز سے ہوگا کبریا خوش ۔۔۔ بندے خوش ہونگے اور خدا خوش
دونوں کی نظر میں ہوگی عزت ۔۔۔ سایہ افگن خدا کی رحمت

فیاضی و جذبۂ تشکر ۔۔۔ دونوں یہ ہیں موجبِ تفاخر
انمیں نہیں کوئی اجنبیت ۔۔۔ انساں کی بخیر ہو جو نیت
ہیں دونوں یہ پھول اک شجر کے ۔۔۔ دل کے گلدستے میں جگہ دے

لیکن مغرور آدمی کا　　احسان کبھی اُٹھا نہ حاشا
طامع جو ہو اور خودغرض ہو　　اُس کا احساں نہ تم اُٹھاؤ
ہوگی، مغرور سے، ندامت　　طامع کی طمع، ہے بے نہایت

اُنیسواں باب

(صداقت و فریب)

دِل غش ہے جو حُسنِ راستی پر | جسکا اک سادگی ہے زیور
اُسکو دل کا بناکے مختار | بن جا خود بندۂ وفا دار
اُس کو ہرگز نہ ترک تُو کر | ثابت قدمی ہے، عمدہ جوہر
بخشے گی جہاں میں تجکو عزّت | ہونی کی آب ہے صداقت
یہ بھی رہے ذہنِ نکتہ رس میں | صادق کی زباں ہو اُسکے بس میں
اک لفظ فریب یا دغا کا | اُسکے مُنھ سے نہیں نکلتا

ہوتا ہے وہ جھوٹ سے پریشاں | ہر حرفِ غلط پہ خود پشیماں
سچ کے لیے مستعد وہ ہردم | اُس کا ہر قول، قولِ محکم

مردانہ وار طرزِ گفتار | آئینۂ شانِ حُسنِ کردار
نفرت ہے فریب سے دغا سے | وعدہ نزدیک تر وفا سے

وہ اپنی زبان کا ہے پابند | دل وعدہ وفائیوں سے خرسند
سچ بولنے کی ہے اُسکو جرأت | ہے جھوٹ سے خوف بلکہ نفرت

دبتے سے ریا کے، پاک دامن　　دل کی حالت، زبان سے روشن

باتیں کُل سوچ کر سمجھ کر　　کرتا ہے، وہ مردِ نیک محضر
ہے صدق کو خوب جانچ لیتا　　بے اس کے نہیں زبان دیتا
ممتاز کلام اسی سے اُسکا　　عالم اُسے جانتا ہے سچا

ہر مشورہ اُس کا دوستانہ　　آزاد اُس کا ہر اک ترانہ
وعدہ ہو وفا، یہ اُسکی عادت　　جھوٹے پہ وہ بھیجتا ہے لعنت

لیکن، جو شخص ہے ریاکار　　کرتا نہیں حال دل کا اظہار
دل میں شیخ اور بغل میں اینٹیں　　دامن پہ منافقت کی چھینٹیں
ظاہر کرتا ہے جھوٹ کو سچ　　کرتا رہتا ہے بات کی پچ

غمگیں رُخ، دل میں خوش وہ ناری　　ہنگام مسرت اشکباری
باطن میں طرح طرح کی گھاتیں　　ظاہر میں مصالحت کی باتیں

ہے نفس خبیث اک بچھو نڈر　　جو کھودتی ہے اندھیرے میں گھر
یہ ذہن نشیں کہ میں ہوں محفوظ　　خاطر میں نہیں مگر یہ ملحوظ
سر کی مٹی کرے گی رسوا　　اُسکو، ہو گا جہاں اُجالا

ناساز، دل و زبانِ بدکیش   مرتے دم تک اُسے بس و پیش

خوش اپنی فریب کاریوں پر   مسرور دغا شعاریوں پر

نافہم انسان! تو جو محنت   کرتا ہے، کہ چھپ سکے حقیقت
یہ ہے اُس سے کہیں زیادہ   بے بہر رہا جو بالارادہ
کھل جائیگا جب فریب تیرا   آ جائیگا آنکھوں میں اندھیرا
کی جائے گی ہر جگہ تری نقل   خندہ زن ہونگے صاحبِ عقل

بیسواں باب

(نمائش وغرور)

انسان کے دل کا ہی عجب رنگ — رہتا ہے کبھی وہ بخل سے تنگ
گاہے خطِ اعتدال سے دُور — گاہے ہا یوسیوں سے معمور
چھائی رہتی ہے گاہ دہشت — ہر لحظہ غرض ہی تازہ وحشت
لیکن ہے خبثِ انتہائی — یہ جذبۂ کبر وخود نمائی
قابض ہو کر یہ سیرتِ بد — رسوا کرتی ہے اُسکو بیحد

انساں کی مصیبتوں پہ ہرگز — گریہ نہ اے دل نہیں ہی جائز
بلکہ اُس کی حماقتوں پر — جی بھر کے ہنسیں یہی ہی بہتر
مغرور نمائشی کی ہستی — جس کا ہے مقامِ قعرِ پستی
کچھ بھی نہیں ہی فقط شکرِ خواب — یعنی ہو ہوم ونقش برآب

طفلانہ بہادری سے مخمور — گو نیک چلن ہو سب میں مشہور
سمجھو خانہ خراب اُسکو — نازک، شکل حباب اُسکو
جو دل ہو تلوّنوں سے ہمدوش — احسان کریگا وہ فراموش
زیبا یہ نہیں کہ مردِ دانا — نادانوں کے ساتھ خود ہو رسوا
اُن کی امداد پُر خطر ہے — اُس میں اپنے لیے ضرر ہے

موجودہ کاروبار سے جو — ناخوش رہ کر کہے کہ دیکھو
آئندہ زمانہ ہے خوش آیند — اُس میں ہوگی نہ اِحتیاج دہ چند
سمجھو یہی وہ ہے شیخ چلّی — حاصل اُسکو نہوگا کچھ بھی
دل کی نہ کبھی کلی کھلے گی — کھانے کو فقط ہوا ملے گی
قلعے جو کرے ہوا پہ تعمیر — اِس خواب کی ہو خراب تعبیر
فاقوں میں گزاریگا یہ ہفتے — کھیتی چر جائیں گے اُسے لفتے

کوشش ہو باقتضاے احوال — کر دے گی تجھے وہ فارغ البال
ہوگا جب کچھ عروج تیرا — موقع خجلت کا کم ملے گا

ہے آنکھوں کا دل کا نور کھوتا — سب کچھ ہے یہی غرور کھوتا
خود کو نہیں دیکھتا اگر میں — اوروں کی نگاہیں دیکھتی ہیں

رتبہ ہے بلند اگر کسی کا — اور خود وہ کمال سے مُعرّا
اُسکو لالے کا پھول سمجھو — رنگت کو گر فضول سمجھو
خوشرنگ ہے دیکھنے میں تو کیا — خوشبو ہی نہیں جب اُسمیں اصلا

قانع بھی اگر ہو مردِ مغرور — ہوگا راحت سے منزلوں دور

فکریں خوشیوں پہ ہونگی غالب — بے روح سمجھیے اُسکا قالب

چھوڑے گی نہ فکر مرتے دم تک — اندیشہ ستائے گا عدم تک
کوشش نکر ایسی نکلیں راہیں — مرنے پہ بھی سب مجھے سراہیں
ہے مدح کا ٹھیکہ جو بھی لیتا — دیتا ہے تجھے وہ محض دھوکا

اس کی ہے بعینہٖ وہ حالت — جیسے کوئی قریب رحلت
بیوی سے اپنی لے یہ اقرار — بیوہ رہنا بس اب خبردار!
ورنہ مری روح ہوگی بے چین — مرقد میں کروں گا شور اور شین
یا آس ہو جسکو، قبر میں بھی — کانوں سے سنوں گا مدح اپنی

رہ عہدِ حیات میں نکوکار — اسکی پروا بھی کر نہ زنہار
یعنی جو کچھ ہیں میرے حالات — اُن کی نسبت ہیں کیا خیالات
قانع رہ واجبی ثنا پر — ہر بات کو چھوڑ دے خدا پر
تیری اولاد مدح تیری — سُنکر خوش ہوگی یہ ہی کافی

خوشرنگ پروں کو اپنے تتلی — جسطرح نہیں ہے دیکھ سکتی
نکہت گل یاسمن کی جیسے — خود پھول نہیں ہیں سونگھ سکتے
یونہیں وہ ہے جسکو ہو یہ سودا — دیکھے مجھے زرق برق دُنیا

وہ جانتا ہے کہ رخت زریں — پہنا ہے جو میں نے بہر تزئیں
یا خوان پہ یہ لذیذ کھانے — چنوائے ہیں میں نے جو بہت سے
اُن سے کیا فائدہ جو کوئی — کچھ، دیکھ کے داد دے نہ اُنکی
لیکن سُن رکھیو اے نکونام! — تعریف کا تیری ہے وہ ہنگام
ننگوں کو تو پہنائے پوشاک — بھوکوں کو کھلا کے ہو فرحناک

جھوٹی تعریف دوسروں کی — صرف اس لیے ہے کہ ہو مری بھی
ظاہر ہے خوشامدی کی حالت — ہر بات میں جھوٹ ہے بشدت
تاہم تو سُن کے اُسکی ہر بات — کرتا ہے ادائے شکر بہیہات!
دل سے جو پسند کر صداقت — حاصل ہوگی تجھے نصیحت
انسان جو فطرتاً ہے مغرور — خوش ہوتا ہے سُن کے اپنا مذکور
افسوس وہ یہ نہیں سمجھتا — کیا ہوتا ہے حشر خود ستا کا
اُن باتوں سے جنہیں ہو مشیخت — کرتے ہیں تمام لوگ نفرت

گر قابلِ مدح بات کی ہے — یا قابلِ قدر ہے کوئی شے
دل چاہیگا یہ وہ مشتہر ہو — ذکر اُس کا تمام اِدھر اُدھر ہو

لیکن بالکل فضول ہے یہ — اک خواہشِ ناقبول ہے یہ
کیسا ہی نہ کیوں مفید ہو کام — جو کام کرے گا، ہو گا بدنام

کوئی نہیں دیکھتا کیا کیا　　کہتے ہیں کہ فخر اسے ہے کتنا

کام ایسے بھی ہیں جہاں میں اکثر　　ہوتا نہیں التفات جن پر
بہتر سہی کام وہ، مگر دل　　ہوتا ہے، رفتہ رفتہ مائل
لیکن جو ہے بندۂ نمائش؛　　از بسکہ ہے، تشنۂ ستائش
فوراً ہی وہ بول دیگا دھاوا　　مقصد ہوگا فقط دکھاوا
شائق نمائش صنائع　　کردیتا ہے، اصل کو بھی ضائع
سعی اُس کی ہے، آب پر تگ و دو　　گویا کہ حباب کا ہے پیرو
یکساں ہے جسکی بود و نابود　　موہوم وجود محض بے سود
عزت کا ذریعہ خود جو شے ہو　　کرتا ہے یہ پائمال اُسیکو

اکیسواں باب

(بے استقلالی)

انسان! ترا عجیب دل ہے — ہر بات میں غیر مستقل ہے
دل سے ہشیار رہ ہمیشہ — غافل! بیدار رہ ہمیشہ

طبع بشری میں ہے تلوّن — دل نقش ہے بے ثبات اک اُن!
فانی دل کا وجودِ ذاتی — ہے مزرعِ تخم بے ثباتی
وہ نقش بر آب جس کا دل ہو — کیونکر مضبوط و مستقل ہو

جس نے تجکو یہ جسم بخشا — کمزور کیا اُسی نے پیدا
ملحوظ تھی شانِ امتزاجی — دی روح کو مستقل مزاجی
ثابت قدمی سے ہے اگر کام — ہو جائیگا ہر طرف ترا نام
رکھے گا ثبات کو جو محبوب — ہوگا دانشوروں میں محسوب
حاصل ہوگی دلی مسرت — دنیا تیری کرے گی عزت

دے کام جو عمدگی سے انجام — لے فخر سے اپنے سر نہ الزام
انساں سے جو کوئی کام بنجائے — شایاں یہ نہیں کہ اُسپہ تن جائے
اپنی مرضی سے شاذ و نادر — ہوتے ہیں امورِ خیر صادر

تو جس سے ہے مستحقِ تبریک | شاید خارج سے ہو وہ تحریک
یا یہ کہ بوجہِ بے قیامی | ہو خواہشِ سعیِ نیکنامی
سمجھیں اُسے حسنِ اتفاق آپ | جس سے کہ ہیں مرکزِ وفاق آپ
بس ہے وہی قابلِ ستائش | دنیا ہے محلِ آزمائش

یہ امر ہے تیرے اختیاری | دے سعیِ عمل کو پائداری
ہو دل میں ثبات کا تکوّن | پیدا نہو طبع میں تلوّن
دو عیبوں پر اپنے فتحیابی | حاصل ہو اگر تو کیا خرابی؟

رہنا گر چاہتا ہے مسرور | رکھ دل کو تعصّبات سے دُور
ہر دم بکمالِ ہوشیاری | قائم رکھ دل کی استواری
اِس طرح وہ عیب دُور ہوگا | حاصل تجھکو سرور ہوگا

جو قلب کہ غیرِ مستقل ہے | تبدیلیوں سے وہ مضمحل ہے
پاتا ہے جب اپنے میں تغیّر | کرتا ہے اِسپہ خود تحیّر
لیکن ہر فعل، راست ناراست | جاری رہے جبکہ بے کم وکاست
رفتہ رفتہ دلوں میں تیرا | ہو جائیگا اعتبار پیدا

قائم کر اصولِ رہنمائی | چل اُنپہ اِسی میں ہو بھلائی

قائم کر جب اصول اپنے — یہ جانچ لے پہلے ہیں وہ کیسے؟
وہ سب ہوں اگر درست و واجب — اُن پر چلنا ہے پھر مناسب
اس طرزِ عمل سے مردِ خوشخو! — مغلوب نہو گا نفس سے تو
ہو تجھ میں جو مستقل مزاجی — دے اُسکو نہ داغ بے رواجی
کر بلکہ اِک استفادہ حاصِل — تا ہوں غم و فکر و یاس زائل

آنکھوں سے نہ اپنی دیکھ جب تک — ہرگز کسی شخص پر نکر شک
شاید ہو غلط یہ بدگمانی — کرنا پڑے تجکو نوحہ خوانی
ہاں، دیکھ لے اپنی آنکھ سے جب — دل سے نہ بُھلا کہ ہے مجرّب

مشکل سے بنے گا دوست، دشمن — کر اُسپہ نہ اعتماد فوراً!
اصلاحِ عیوب، آدمی زاد! — کرتا نہیں جلد، یہ رہے یاد
پابندِ اصولِ رہنمائی — رہِ زیست ہے ورنہ بیحیائی
کیونکر ہوگا درست وہ کام — جس کا کوئی سوچ لے نہ انجام
مقصود اگرچہ ہو درستی — بے عقل ہے کام، کر نہ سُستی

قائم نہیں بات پر جو انساں — ہو صُلح کا اُس سے تو نہ خواہاں!
بدلیگا وہ رنگ مثلِ حربا — تجکو کب چین لینے دیگا

جو راہ ہے اُسکی زندگی کی — ہموار نہیں ہے وہ ذرا بھی
بے قاعدہ اُس کی حرکتیں ہیں — یا سازِ شکستہ کی گتیں ہیں
موسم ہی کے ساتھ تبدیل — ہوتی ہے وہ روح بھی بتعجیل

تجھ سے اُسے آج ہے محبت — ہو جو بھی، ہوگی کل عداوت
ظالم اگر آج ہے تو پھر کل — ہوگا متحمل تحمل
واقف نہیں خود بھی وہ بہر حال — کیوں ہیں؟ یہ تغیراتِ احوال

ہیں آج فضول خرچیاں اور — کل جُز رسیوں کا ہوگا اک دَور
کھائیگا بھی خود نہ پیٹ بھر کے — قصّے کہکر اِدھر اُدھر کے
کر دیگا، وہ اپنی زندگی تیر — ہے قابلِ دید یہ اُلٹ پھیر
لے گا جو نہ اعتدال سے کام — اُس کا ہوگا یہی بس انجام

گرگٹ کو سیاہ کون ٹھیرائے؟ — کچھ دیر میں جب وہ سبز ہو جائے

ہے جس کے مزاج میں تلوّن — گہ اُسکو خوشی گہے تحزّن
اِس وقت ہیں خوش اگر نگاہیں — کچھ دیر میں ہیں بلند آہیں

خوشدل ہو کبھی، کبھی جو بیتاب ایسے کی ہے زیست منظرِ خواب
خوش خوش ہوتا ہے صبح بیدار جب ہوتی ہے دوپہر نمودار
غم میں ہوتا ہے مبتلا وہ انسان ہے یا کوئی بلا وہ
مانندِ ملک ابھی دل آویز کچھ دیر میں ایک کرمِ ناچیز
ہنستا ہے کبھی، کبھی ہے روتا کمبخت ہے آبرو ڈبوتا
اک وقت ہو دل میں جس سے کاہش رہتی نہیں یاد پھر وہ خواہش

تکلیف ہو خواہ، خواہ آرام دل اُس کا نگینِ سادہ بے نام
یہ بھی اُسکو نہیں ہے معلوم ہنسنے رونے کا کیا ہے مفہوم
القصہ الم ہو یا مسرت قائم نہیں اُسکی کوئی حالت

انساں جس میں کہ ہو تلون ہے ریگ کی اک جدا رہے بُن
جھونکے سے ہوا کے ہے جو ہلتی گر کر پھر خاک میں ہے رلتی

لیکن یہ بزرگوار ہے کون؟ ذی صولت و ذی وقار ہے کون؟
طلعت سے عیاں تجلّیِ طور آہستہ خرام حسبِ دستور
اک شان سے جو قدم ہے بڑھتا گویا ہے ستوں زمیں میں گڑتا
قامت ہے کہ طورِ ارجمندی تصویرِ شکوہِ سربلندی
پیشانی کیا جھلک رہی ہے صہبائے طرب چھلک رہی ہے

ہے مستعدی سے وضع دلکش	گدوز وہ جامۂ منقّش
سینہ آئینۂ نظر ہے	جمعیّتِ قلب کا جو گھر ہے
جاتا ہے جدھر یہ کرّ و فر سے	ڈرتا نہیں راہِ پرخطر سے
روکیں جو زمین و آسماں بھی	بدلے گی کبھی روش نہ اِسکی
قدموں سے پہاڑ اِسکے دب جائے	ہو خشک یہ سوے بحر جب جائے
ہیبت وہ کہ شیر مضمحل ہو	کیا تاب جو راہ میں مخل ہو
دل پر کب موت کا اثر ہے؟	میدانِ وغا میں بےخطر ہے
طوفان اُٹھیں مگر اِسے کیا	بجلی کی نہ بادلوں کی پروا
کوئی موسم ہو کوئی ہنگام	ہے اُسکو بس اپنے کام سے کام
اِستقلال اِس کو کہتے ہیں سب	جاں بخش ہے اسکی جنبشِ لب
نظریں اِسکی وہ تیز و طرّار	جو قطب کے سینے سے بھی ہوں پار
دنیا کے کنارے پر سکونت	اِس کا گھر معبدِ مسرّت
رہتا ہے وہیں طواف اسکا	سینہ کینے سے صاف اسکا

انسان! اے خوگرِ تلوّن! کیا کہتی ہے راستی؟ ذرا سُن!
سب سے بڑھکر یہی ہے تعریف گر راست روی میں تو نہ تخفیف
اے رحمتِ ایزدی کے راجی! ہے زہر تلوّنِ مزاجی

بائیسواں باب

(ضعفِ عقل)

کمزور انسان! سُن ذرا سُن ۔۔۔ تیرا یہ غرور یہ تلوّن
بے وجہ نہیں کہ تو ہے کمزور ۔۔۔ مخلوقِ ضعیف، صورتِ مور
کمزوری اور بے ثباتی ۔۔۔ رکھتی ہے علاقہ تجھسے ذاتی
دراصل یہ تیری ناتوانی ۔۔۔ ہے تیرے غرور کی نشانی
چولی دامن کا ہے یہ ساتھ ۔۔۔ قدرت نے دیا ہے ہاتھ میں ہاتھ
محفوظ رہ ایک کے ضرر سے ۔۔۔ بچنا ہے جو دوسرے کے شر سے

جس میں مضبوط اُسمیں کمزور ۔۔۔ جب ہے، پھر کیوں یہ فخر یہ شور
جن پر تجھے ناز ہے سبک سر! ۔۔۔ قبضے سے نہیں جو تیرے باہر
سب سے تجھ میں ہیں جو زیادہ ۔۔۔ اُن خوبیوں سے کر استفادہ

کیا سب تری خواہشیں ہیں واجب؟ ۔۔۔ کیا تیری ہر آرزو مناسب؟
پا جاتا ہے گو کہ شیئِ مطلوب ۔۔۔ ہوتا نہیں پھر بھی سیر کیا خوب!

ہر چیز جو سامنے ہے تیرے ۔۔۔ لذت حاصل نکر اُسی سے؟
یہ کیا! کہ ہے مائل اُسطرف دل ۔۔۔ قبضے میں نہیں جو تیرے داخل

کیا نفع ہے اُس میں کیا ضرر ہے
تو اس سے بھی جبکہ بےخبر ہے
پھر کیوں ہو وہ اس قدر دل آویز
دندانِ طمع ہیں اُس پہ کیوں تیز
گر لذّتِ نقد ہے دل سیر
اِسکو سمجھ اپنی عقل کا پھیر
ورنہ وہ چیز ہے قناعت
ہے میں جسکی ہے ہر مسرّت

رکھ دیتا جو کارسازِ دنیا
تیرے آگے تمام اشیا
اور تجھسے یہ کہتا وہ کہ سُن لے
جو تجھکو پسند ہو وہ چُن لے
شاید اُس وقت ہوتا تو شاد
دنیا ترے دل کی ہوتی آباد

لیکن نہیں جب بھی خوش نہوتا
کمزوریِ دل سے یونہیں روتا
اے خوگرِ عیشِ اتفاقی!
یہ بزمِ نشاط و جام و ساقی،
ان سب کا فراق جانگسل ہے
عشرت ہر وُہی جو مستقل ہے

کھوئی ہوئی شے کا تجکو غم ہے
قدر اُسکی نہیں کہ جو بہم ہے

ہر شے پھر ہے جو بعد والی
اُس کی نسبت یہ بدسگالی
کیوں اسکو کیا پسند میں نے
ایذا پائی دو چند میں نے
رہتا ہے غرض یونہیں تاسُف
ان خام خیالیوں پہ ہے تف

راضی برضائے حق رہے دل — لازم ہے اسی میں سعیِ کامل
تا ہو نہ سکیں خطائیں سرزد — ورنہ تری خواہشیں ہیں بے حد
کیوں بات کر ایسی جس میں ناداں! — کمزوریاں تیری ہوں نمایاں

پا کر کوئی عمدہ شے بھی منحوس — کرتا نہیں عمدگی کو محسوس
افسوس! کہ خوشگوار اشیا — قدرت کے عطیہائے اعلےٰ
اُس کے حق میں ہیں چشمۂ تلخ — ہر غُرّہ نظر میں صورتِ سلخ
ہوتا ہے خوشی سے درد پیدا — اور عیش سے رنگِ زرد پیدا

ہنگامِ طرب اگرچہ منعم — رکھے حدِ اعتدال قائم
لے وقت خوشی کے عقل سے کام — پھٹکیں گے نہ پاس رنج و آلام

ہے آہوں میں عشق کی شرارت — اور پستی دکاہلی نہایت

دل آتشِ شوق میں ہو جلتا — ارمان مگر ہے جب نکلتا
رہتا نہیں سیر ہو کے پھر جوش — ہو جاتی ہو دل کی آگ خاموش
مطلوب پر اختیار پا کر — ہوتا ہے تنفّر اُس سے یکسر
انساں کا ہے الغرض عجب رنگ — جس کا شیدا اُسی سے دل تنگ

تعریف سے قدر و منزلت سے — پیدا کر ڈھنگ دوستی سے
حاصل ہوتا کہ وہ قناعت — جسمیں کہ خوشی ہو بے نہایت

کچھ حق کے عطیوں کی خبر ہے؟ — ہر خیر کے ساتھ ایک شر ہے
ایسی بھی دی ہر لیکن اک چیز — ہو جس سے کہ نیک و بد میں تمیز

ہر نوش کے ساتھ ہے یہاں نیش — تہر درویش و جانِ درویش
خالی ہے خوشی سے کب کوئی غم — رنج و راحت ہیں دونوں توام
اک دوسرے کے ہیں گو کہ برعکس — دل کے آئینے میں ہے ہر عکس
اب یہ ہے پسند اپنی اپنی — کر لیں ہم انتخاب جو بھی

ملتی ہے بعدِ رنج راحت، — بجد جس وقت ہو مسرت
ہوتے ہیں فوراً اشک جاری، — اللہ ری دل کی بیقراری

اچھی سے بھی چیز ہو جو اچھی — ناداں کو ہے باعثِ تباہی
لیکن جو شخص ذی خرد ہے — اُسکو وُہی چیز جو کہ بد ہے
بہبود کا ہوتی ہے وسیلہ — لگ جاتا ہے ہاتھ ایک حیلہ

انساں! اگر وہ ہے تری خو — بن سکتا کب ہے نیک ہی تو؟

اور بدبھی، اِسی طرح ترا دل ۔۔۔ بالکل بنجائے یہ ہے مشکل
خوش ہو تجھ میں برو بے خلقت ۔۔۔ نیکی پہ نہیں بدی کو سبقت
امکانی خوبیوں پر اپنی ۔۔۔ قانع رہنا یہی ہے خوبی

دنیا میں ہیں مختلف فضائل ۔۔۔ یہ فکر نکر کہ سب ہوں حاصل
پا جو کچھ اُسپہ کر قناعت ۔۔۔ باقی کی تلاش ہے حماقت

دولتمندوں کی طرح فیاض ۔۔۔ بنکر، بھی نہ پورے ہونگے اغراض
مثلِ غُربا نبے جو قانع ۔۔۔ ہے عقلِ سلیم اِسے بھی مانع
کیا زوجہ سے تو کریگا نفرت؟ ۔۔۔ اِسواسطے بس کہ تیری عورت
رکھتی نہیں ذات میں وہ اوصاف ۔۔۔ اک بیوہ میں جلوہ گر جو ہیں صاف

مُلکی کسی جنگ میں ترا باپ ۔۔۔ جا کر شامل اگرچہ ہو آپ
اِس بات کا مقتضی ہے انصاف؟ ۔۔۔ اُسپر تو' ہاتھ ہونے دے صاف؟

ہو عالمِ نزع میں جو بھائی ۔۔۔ کیا رنج نہ ہوگا انتہائی؟
پھر رحم کب اِس کا مقتضی ہے ۔۔۔ تو قصہ کرے یہ زہر سے طے
آساں ہوتا کہ جلد مشکل ۔۔۔ بھائی کا بنے گا کون قاتل؟
یکساں ہے راستی ہمیشہ ۔۔۔ تشکیک ہی تیرے دل کا پیشہ

لیکن خلاقِ خیر و خوبی | جو ذات کہ ہے وُہی تجھے بھی
قدرِ خوبی بتا چکی ہے | سیدھا رستہ دِکھا چکی ہے
گر عقل سے اپنی لے گا تو کام | ہو گا تیرا بخیر انجام

تئیسواں باب

(ناکافی واقفیّت)

ہے کون سی چیز سب سے اعلے؟   جسکی خواہش نہیں ہے بیجا
کیا چیز ہے وہ؟ حصول جس کا   امکان میں ہر بشر کے گویا
کیا چیز وہ ہے؟ کہ در حقیقت   ہے لائقِ صد ہزار مدحت
کچھ اور نہیں فقط وہ ہے علم   بے شبہ کہ ہے عجیب شے علم
لیکن ہے علم کس کو حاصل   دے اِس کا جواب گر ہے عاقل

کیا سب یہ مفنّن و مدبّر   کہتے ہیں جو، ہم ہیں اِسکے ماہر
عالم ہیں؟ نہیں یہ سب غلط ہے   عالم ہونا ہے اور ہی شے
کیا علم کا اُسکے سر ہے سہرا   جو شخص ہے عالمِ رعایا؟
یہ بھی نہیں، وہ ہے خاک ذی علم   ہے اور ہی چیز واقعی علم

ذی علم کی پھر شناخت کیا ہے؟   علمی زیور کی ساخت کیا ہے
ہے علمِ شریف، علم الاخلاق   سرتاجِ علوم، زیبِ آفاق
نااہل کو اہل جو بنا دے   دشوار کو سہل جو بنا دے
انساں کو بنا دے اک فرشتہ   دے غم سے نجات کا نوشتہ
جس علم کو ہے عمل ہی درکار   ہے بہرِ جہادِ نفس تلوار

نافع سب کے لیے ہے تعلیم — پیدا کرتی ہے جسکی تعلیم
انسان میں عفت و شجاعت — حکمت پھر جذبۂ عدالت
ہرچند کہ یہ نہیں ہے زیبا — ہو ذکر کسی کی منقصت کا
تاہم ہے یہ بات قابلِ غور — کر ذہن نشیں اِسے بہر طور
قانون سے کی جو چشم پوشی — پیدا ہوں گے نتیجے بد ہی

انسان! اے حاکمِ بنی نوع — تابع تیرے ہے جب تری نوع
اقوام پہ کر بہ شادمانی — دانشمندی سے حکمرانی
دی گر کسی جرم کی اجازت — خود ٹھیریگا لائقِ عقوبت
دس جرموں سے بے سزا جو بچ جائیں — بدتر اِسے کیوں نہ لوگ ٹھیرائیں

بے گنتی ہو جب تری رعیت — اولاد تری ہو یا بکثرت
بھیجے اُسے تو مقاتلے کو — آمادہ کرے مقابلے کو
قتل اُن کو کریں یہ بے محابا — جو لوگ ہوں بے قصور اصلا
اِن کا تھا اُنھوں نے کیا بگاڑا؟ — جا کر جو نشانِ ظلم گاڑا

تیری خواہش سے دیکھ بجرو! — کیوں قتل ہوں بے گناہ دس سو
ایسا ارمان کیوں ہو پورا — کر عقلِ رسا سے پہلے شُورا
تیرا اُن کا ہے ایک خالق — پھر قتل کا اُن کے کیوں ہی شائق؟

اُن کا تیرا ہے خون یکساں — وہ بھی انسان تو بھی انساں

دل میں یہ خیال کر نہ زنہار — ہے ظلم بغیر، عدل دشوار
اپنے الفاظ ہی سے مجرم — ٹھیرے گا تو خدا ہے عالم

جو شخص ہو جرم میں گرفتار — جھوٹی نہ دلا امید زنہار!
کر دے تا جرم کا وہ اقبال — ہے جرمِ صریح یہ تری چال
اُس کو جو نہیں سزا کی قدرت — کب جرم سے ہے تری برائت

اِس چال سے اپنی یہ تو بتلا! — پوری ہو گی تری غرض کیا؟
اُس کا اقبالِ جرم اس طرح — آسودہ کرے گا تجھ کو کس طرح
ایذا کے خوف سے یہ اقبال — اُن باتوں کا ہو کہ جو بہر حال
اُس سے سرزد نہیں ہوئی ہیں — باتیں ترے حق میں یہ بُری ہیں
ایذا کے ڈر سے ہر گرفتار — بنجاتا ہے بے خطا خطاوار

پھانسی نہ کسیکو ہو بلا وجہ — یہ ٹھیک ہے لیکن اِسکی کیا وجہ؟
تو کرتا ہے سختیاں وہ اُن پر — پھانسی سے بھی جو کہیں ہیں بدتر
ملزم قبل از ثبوتِ الزام — بیجا ہے کہ ہو اسیرِ آلام

انسان! اے راستی کے دشمن — ہے خفّتِ عقل تیری روشن
جس دن حاکم حساب لے گا — بتلا تو کیا جواب دیگا؟
اے کاشکہ دس ہزار مجرم — تو چھوڑتا، بے سزا کے ظالم!
لیکن اک بے گنہ پہ ہرگز — رکھتا جور و ستم نہ جائز
اُس کی تیرے خلاف فریاد — محشر میں کرے گی تجھکو برباد

سچائی سے جب ہو واقفیت — تب عدل کی ہوگی قابلیت
بے اِسکے بتا دے مجکو کیونکر — تو پہونچے گا تختِ راستی پر؟

اُلّو کو ضیائے مہرِ روشن — اندھا کر دیتی ہے یقینا
نظروں کو تری کرے گا خیرا — تابندہ جلال راستی کا

ہے مسندِ راستی مقدس — اے طالعِ نارسائے بے بس!
جا کر بہ امیدِ دستگیری — چوم اُسکے قدم کی پہلی سیڑھی
ہو اپنی جہالتوں سے واقف — بن اُن کا معاند و مخالف
واقف پھر راستی سے ہوگا — تیرے حق میں یہی ہے اچھا

ہے جوہرِ بے بہا صداقت — رکھتا ہے تلاش کی جو نیت
لازم ہے تجھکو ہوشیاری — یہ بات ہے تیرے اختیاری

ہیں لعل و زمرد اور پکھراج — سب ہیچ کہ وہ ہی تیری سرتاج

دن رات اُسی کا رہ طلبگار — ہرگز نہ خیال کر خبردار!
پیدا وہ کرے گی دشمنی کو — اُس سے رہوں دور چاہے جو ہو
ہوتا نہیں صدق فتنہ انگیز — اُس سے لازم نہیں ہی پرہیز
مانا کہ جو شخص ہے ریاکار — باندھیگا وہ دوستی کا طومار
اُس دوست کو جسمیں راستی ہو — فوق اسپہ ہے جو خوشامدی ہو

اے شخص اہے راستی عجب شے — جو دل کو پسند فطرتاً ہے
لیکن جب سامنا ہے پڑتا — تو ہے اُسے دیکھکر بگڑتا
جبراً وہ تیرے پاس اگر آئے — ناخوش ہوگا کہ یہ چلی جائے

کیا اس میں خطائے راستی ہی؟ — وہ ہی ہر دل عزیز اک شے
کمزور نگاہ چشم پُر آب — لاتی نہیں اُسکے نور کی تاب
کمزور ہے تیرا ناتواں دل — جسمیں غلطی ہی تیری شامل

گر عجز سے حس نہیں ہی تجھکو — مصروفِ عبادتِ خدا ہو
مذہب کی غرض ہی یا رجائی! — تو جان لے، اپنی ناتوانی
چاہے اپنا جو نیک انجام — رکھتے ذاتِ خدا سے بس کام

مذہب کا یہ قول واقعی ہے   اک خاک کا پتلا آدمی ہے
ہر شخص ادنیٰ ہو خواہ اعلیٰ   پھر خاک میں ایکدن ملے گا
بتلا تو سہی کہ توبہ تیری   آیا نہیں عجز ہی پہ مبنی؟

کھا کھا کے قسم جو اک ریاکار   اس بات کا کر رہا ہے اقرار
یعنی نہ دغا کبھی کروں گا   اخلاص و وفا کا دم بھروں گا
ہوگا دل اگرچہ پاک و طاہر   چہرے سے ہوگی شرم ظاہر

منصف بن اور بادیانت   توبہ کی نہ پھر قسم کی حاجت

نادانوں کی کمی ہے بہتر   لیکن حاشا نہ یہ گماں کر!
رہکر دنیا میں تجھ سے کوئی   سرزد ہوگی، نہ بے وقوفی

سنکر اپنے قصور انساں   ہوتا ہے کسی قدر پشیماں
لیکن، ہوں غیر سے جو سرزد   لعنت اسپر کرے گا بیحد

منکر معقولیت کا جو ہے   ہوگا انصاف اسکے درپے

ہو جرم کا اشتباہ جس پر
لازم ہے جواب دے وہ فر فر
آزاد کو کیا غمِ مخالف
ہوتا ہے قصور وار خائف

یہ نرم دلی کی ہے علامت
جب کیجیئے منت اور سماجت
فوراً ہی تو مان جائے گا وہ
تعزیر سے ہاتھ اُٹھائے گا وہ
لیکن متمردِ سنگدل سے
کچھ آپ جو عاجزی سے کہیئے
ممکن ہی نہیں جو وہ اثر لے
پہلے سے سوا کریگا لے دے
مُنصف کو کبھی نہ آئے گا جوش
کہیئے جو کھری سُنے گا خاموش
ٹھنڈے دل سے عیوب سُنکر
اصلاح کر اپنی اے خرد ور!

چوبیسواں باب

(مُصیبت)

انساں! تو نیکیوں میں ہے خام — سیرت میں نہیں ثبات کا نام
اک حال سے دل مگر ہے مربوط — جس رنگ میں تو بہت ہے مضبوط
حالت ہے وہ تیری جزوِ فطرت — ہے نام اُسی کا بس "مصیبت"

وہ خاصہ تیری ذات کا ہے — محکوم اثر ہر اک رگ و پے
تیرے سینے میں اُسکا مسکن — چولی تو ہے تو وہ ہے دامن
پیدا ہوتی ہے وہ کہاں سے — خود تیرے ہی نفسِ پُر زیاں سے

ساماں ترے واسطے مہیّا — سب جس نے کیے وہ رب ہے تیرا
اُس نے تجھے دی ہے عقل و تمیز — ورنہ تو کیا تھا محض ناچیز
غالب آجا مصیبتوں پر — کوشش سے پائمال انھیں کر

کیا تیری نظر میں بے بصیرت! — ہے قابلِ شرم وضعِ خلقت؟
کیا وجہِ فروغِ اہلِ عصیاں — دنیا میں نہیں ہلاکِ انساں؟
دیکھو! جن اسلحہ سے انسان — لیتا ہے بیگناہوں کی جان
کرتا ہے براہِ فخر کیا کیا — اُن سبکو مرصّع و مطلّا

لیکن وہ جو خالقِ بشر ہے — اُسکی ہر بات پر نظر ہے
ہوتے ہیں گنہ جو تجھسے سرزد — آتی ہے شرم اُسکو بیحد
تو قتلِ نفوس پر ہے مغرور — وہ فرطِ حجاب سے ہے مستور

یہ بات مگر نہ کر فراموش! — تو حق کی نظر میں ہی غلط کوش
کب رسم و رواج میں ہی قوت — تبدیل جو کر سکے حقیقت
انسان کی رائے بھی ہی کیا رائے — انصاف کا خون جس سے ہو جائے
کیا جاہ و جلال کو علاقا — خونریزیوں سے بتا! خدارا
پیدائش کو ہے کون نسبت؟ — اُس سے جسکو کہیں ندامت
مستعمل، فخر کی جگہ شرم — یا مصرفِ فخر جائے آزرم
دونوں یہ اصطلاحیں ایجاد — تو نے ہی تو کی ہیں آدمی زاد!
زنگی کے لیئے مثل ہے مشہور — برعکس نہند نام کافور

افسوس کا ہے مقام! انساں — خالق کا اگر نہو ثنا خواں
خونریزوں کو دے جہاں میں عزت — قبضے میں ہو اُن کے ملک و دولت
ہرچند کہ ہے قضیہ برعکس — آئینۂ دل میں لیں اگر عکس
جو شخص کہ ہو کثیر الاولاد — زیبا یہ نہیں کہ وہ ہو آزاد
لازم یہ ہے کہ ہو بافراط — دنیا کے معاملوں میں محتاط
قاتل کو مگر نہیں ہے اُٹھتا — کچھ لطف خود اپنی زندگی کا

ایسی حرکت کرے جو کوئی — پابندِ رواج، نیم وحشی
بچہ پیدا ہو تو کرے غم — ہو مرگِ پدر پہ، شاد و خرم
ان باتوں پہ خود ضمیر اُس کا — اُس کو بے رحم ہی کہیگا

انسان کی زندگی میں اکثر — ہوتی ہیں خرابیاں مقدر
گھبرا کے کرے جو آہ و زاری — کیا بارِ الم نہ ہوگا بھاری

انسان کی زندگی میں شامت — جس سے آئے، وہ ہے مصیبت
پیدائش کے وقت سے ہے یہ ساتھ — قدرت نے دیا ہے، ہاتھ میں ہاتھ
لازم نہیں اُسکو سر چڑھانا — بیجا ہے اُس کا دل بڑھانا
ہے بےخبری و ضد بہر کیف — انساں کے گلے کے واسطے سیف

رنجِ خلقی رفیق تیرا — عشرت کا کبھی کبھار پھیرا
وہ شے جسکا لقب خوشی ہے — انسان کے دل سے اجنبی ہے
لیتا رہے عقل سے اگر کام — پھٹکیں گے نہ پاس رنج و آلام

انساں بن جائے دور اندیش — راحت پائیگا بیش از بیش
جسمانی قوتیں ہیں کمزور — آفت پہونچادے لبِ گور؟

ہیں تنگ بہت خوشی کی راہیں   ڈال اُنکی طرف نہ تو نگاہیں

کہتے ہیں جسے خوشی مبصّر   حاصل ہوتی ہے شاذ و نادر
انبارِ الم کا کیا ٹھکانا   پڑتا ہے جو راتدن اُٹھانا

جس طرح سے دیکھو پھوس کی آگ   بجھتی ہے معاً سلگ کے بے لاگ
یونہیں سمجھو خوشی کا بھی جوش   ہو جاتا ہے اک ذرا میں خاموش

راحت ملتی ہے شاذ و نادر   غم کو جب دیکھیے وہ حاضر
راحت ہے مشکلوں سے ملتی   پیدا ہوتا ہے درد خود ہی
غم میں مفقود اثر خوشی کا   لیکن ہے خوشی سے غم ہویدا

ہوتی نہیں قدرِ تندرستی   کھلتی ہے مگر ذرا بھی سستی
یونہیں یہ بات بھی ہے گویا   کیسی ہی نہ کیوں خوشی ہو اعلےٰ
اُس کا اتنا اثر نہ ہوگا   جتنا ہوتا ہے غم سے پیدا
ہے دل کے لیے غم اک مضرِ شے   تھوڑا سا رنج بھی بہت ہے

ہے عشق ہمیں غم و الم سے   خوشیوں کو مگر ہے بُعد ہم سے
حاصل ہو خوشی جو اتفاقی   دینا پڑتی ہے قیمت اُسکی

واجب ہے ہمیں کہیں زیادہ
مشکل ہے خوشی سے استفادہ

راحت کا اگر ہے اپنی طالب
انساں کو ہی غور و فکر واجب
اپنی حالت سے پوری پوری
آگاہی اُسکو ہے ضروری
لیکن دیکھا گیا ہے اکثر
انساں عیش و طرب میں پڑکر
ہے اِتنا خوشی سے بھُول جاتا
اپنی حالت ہے بھُول جاتا
بس کیا یہ نہیں خدا کی رحمت
چونکاتا ہے بھیجکر مصیبت
ہے بعدِ زوال، قدرِ نعمت
جب غم نہو کیا خوشی میں لذت

آنے والی جو ہو مصیبت
ہو جاتی ہے اُس سے واقفیت
رہتا نہیں، رنجِ اتفاقی
رہ جاتی ہے اُس کی یاد باقی
لیکن، خود اصلِ غم سے بڑھکر
دل کے لیے، یادِ غم ہے نشتر

تکلیف میں، جبکہ مبتلا ہو
دردِ دل کی جبھی دوا ہو،
آئندہ کا ڈر، گذشتہ کی یاد
رکھتے گی ہمیشہ دل کو ناشاد

قبل از تکلیف وائے ویلا
بالکل ہے فضول محض بیجا
انسان کا ایسے وقت رونا
گویا کہ ہے آبرو ڈبونا
سمجھیں گے یہی تو سب بظاہر
گریہ ہے اِسے پسندِ خاطر

بھالا پڑتا ہے جب ہرن پر — اُس دم روتا ہی زخم کھا کر
اور اُودبلاؤ کے بھی آنسو — جاری ہوتے نہیں سرِ مو
جب تک ظالم سگِ شکاری — ہو بچا ئیں نہ اُسکو زخمِ کاری
لیکن انساں کا ہی عجب رنگ — رہتا ہی بخوفِ مرگ دلتنگ
حالانکہ یہ خوف بہرِ انساں — ہی موت سے بڑھکے غم کا ساماں

دینا ہے تجھے جوابِ اعمال — رہ مستعد اے بشر بہر حال
گر موت کا انتظار خوش خوش — ہے مرگ سے دل کو کیوں تو حش
سب سے عمدہ ہی بس وہی موت — جب دل کو نہو تاسفِ فوت

پچیسواں باب

(عقل و تمیز)

ہیں عقل و تمیز سب سے بڑھکے — تیرے لیے نعمتیں یہ سُن لے!
تجکو جو یہ نعمتیں ملی ہیں — وجہ تقویّتِ دلی ہیں
واقف جو ہو صرفِ با محل سے — ہوتے ہیں قدم مبارک اُسکے
جسطرح سے اک پہاڑی چشمہ — دکھلاتا ہے دلربا کرشمہ
چیزیں لیجاتا ہے بہاکر — حائل ہوں راہ میں جو آکر
ہوتا ہے اسی طرح پریشاں — بک بک سے خامیوں کی انساں
موقع گفتگو و سوچنے کا — کھلتا نہیں یہ کہ تہ میں ہے کیا
ہوجاتا ہے الغرض خردمند — اقوالِ عوام ہی کا پابند

کرنا ہو جو کوئی امر تسلیم — رکھ اِس کا لحاظ تو بتعمیم
تصدیق بغیر سوچے سمجھے — زیبا نہیں خوب یہ سمجھ لے
دھوکا نہو اگر لے جانچ اِسکی — ہو بات وہ راستی پہ مبنی
یہ اِس لیے ہے کہ بے تحاشا — جو بات کا ہے یقین کرتا
اکثر وہ غلط ہی ہے نکلتی — ہے اُسکو حماقت اپنی کھلتی

ثابت قدم اور مستقل بن — مضبوط ارادہ رکھ یقیناً

ورنہ خفّت اُٹھائیگا تو — بگڑی ہی کیونکر بنائے گا تو

کوئی کام اس غرض سے حاشا — سمجھیں تجھے تا کہ لوگ دانا
نادانی محض ہے سمجھ لے! — قبضے میں نہیں یہ بات تیرے
ہر کام کا نیک ہی ہو انجام، — مشکل ہے کبھی نہ تو ہو ناکام،
جیسے کچھ بھی ہوں اتفاقات — تجکو معلوم کب ہے یہ بات
ممکن ہے نتیجہائے اعلیٰ — شاید غلطی ہی سے ہوں پیدا

عائب ہی سمجھ کے رائے اپنی — تحقیر عبث ہے دوسروں کی
جس وقت ہو اختلافِ آرا — کیوں رائے پر اپنی کر بھروسا
رائیں ہیں تیری میری دونوں — ممکن ہے، دونوں ہی غلط ہوں

تو شخص خطاب یافتہ کی — تعظیمیں کر رہا ہے اتنی
جسکا نہیں کچھ خطاب اُسکی — وقعت ہی نہیں نظر میں تیری
اندازۂ حُسن و قبحِ ناقہ — کیا اس سے مہار کو علاقہ
لیکن تو ہے اُسی کے مانند — ایسے ہی حُمق کا جو ہو پابند

دشمن کو قتل کر کے حاشا! — ہوتا نہیں انتقام پورا
زنہار خیال تو نہ یہ کر — قبضے سے وہ تیرے اب ہی باہر

ساکن ہے گوشۂ لحد میں ۔۔۔ آرام سے عافیت کی حد میں
یعنی جو ہے ضرر کا پہلو ۔۔۔ اُس سے اب ہے علیحدہ تو

زشتی ہے کسی کی ماں کا لیں نام ۔۔۔ زوجہ کو لگائیں یا کہ الزام
اُس شخص کو کیا نہ ہو گا صدمہ ۔۔۔ ایسی باتیں وہ سُن سکے گا؟

بالفرض اگر وہ ہوں بُری بھی ۔۔۔ اس شخص پہ کیا ہے ذمہ داری
اِس وجہ سے جو حقیر سمجھے ۔۔۔ بیہودہ ہیں خود خیال اُسکے

قبضے میں ترے ہیں جو جواہر ۔۔۔ بیقدر وہ کیوں ہیں کہہ تو آخر
قبضہ جن پر نہیں ہے تیرا ۔۔۔ کیوں تو اُنھیں جانتا ہے اعلےٰ
عاقل کے ہاتھ میں ہو جو چیز ۔۔۔ سمجھے گا اُسیکو وہ دل آویز

بیوی کو سمجھ نہ اپنی لونڈی ۔۔۔ مانا ماتحت ہے وہ تیری
حاصل تجھے فوقیت ہے اُس پر ۔۔۔ عزت میں مگر کمی نہ تو کر
جو رائے دے برخلاف اسکے ۔۔۔ خود اُس کو ذلیل تو سمجھ لے
خوش خلقیوں سے مطیع وہ ہو ۔۔۔ ماتحتی کچھ نہیں بُری شے
وہ ہے تری رہینِ منت ۔۔۔ کم کر اس وجہ سے نہ اُلفت

تو نے بکمالِ رغبتِ دل　　اپنی جانب کیا کھا مائل
شادی کے بعد ہو نہ غافل　　ہوگا اندوہ ورنہ حاصل

بیوی بیوی کو سمجھے گا جو　　ہر چند نہ عقلمند وہ ہو
تجھ سے بڑھکر رہیگا خوشحال　　عاقل سہی تو نہیں ہر کچھ مال

اُس رنج کا جو ہو دل کے اندر　　اندازہ نہ آنسوؤں سے تو کر
بیحد جو رنج ہو گرانبار　　اُس کا ممکن نہیں ہے اظہار

ہر کام میں شور و گرمجوشی　　اس سے بہتر سمجھ خموشی
کامل جو شریف ہیں وہ ہر کام　　دیتے ہیں چپکے چپکے انجام

شہرت کا کبھی نہ روگ پالے　　حیرت زدہ ہونگے سُننے والے
لیکن دِل مطمئن اگر ہے　　اس سے بڑھکر نہیں کوئی شے

پانا جو کسی کا کام معقول　　کرنا بد نیتی پہ محمول
یا اور طرح سے عیب جوئی　　یہ سب ہے دلیل زشت خوئی
بازار اُس کا نہ ہوگا کاسد　　سمجھینگے تجھی کو لوگ حاسد

اُن باتوں میں جو کہ ہوں ریائی — شامل ہے بدی و سُست رائی
ظاہر داری سے ہے یہ اچھا — پکا ایمان دار بن جا!

احساں کر انتقام کی جا — ویسا ہی ملے گا تجھکو بدلا

افزوں تر رکھ ادب کی نسبت — دل میں تو جذبۂ محبت
تا بڑھ سکے دوستوں کی تعداد — احباب سے دل ترا رہے شاد
خالی ادب آشنا بڑھے بھی — تو اس سے نہوگا نفع کوئی
جن جن سے ہو تجھکو واقفیت — تعریف بھی کر، مگر نہ مذمت
تا وہ بھی کریں تری بڑائی — در پر کریں آکے جبہہ سائی
احباب جانیں بصد خموشی — تیرے عیبوں سے چشم پوشی

نیکی، فی نفسہ ہے نیکی — پھر کیوں نہ مداومت کرو اُسکی
لا دل میں نہ یہ خیال حاشا — ہے قدر شناس مُلک اُس کا
یوں نہیں کر ہر بدی سے پرہیز — ڈال اُسپہ نظر حقارت آمیز
لیکن نہو اس لیے یہ تدبیر — جمہور کرے نہ تا کہ تحقیر

ہو دل میں اگر خلوص نیت — ایمان رہیگا خود سلامت
پابند اصول جو نہ ہوگا — کام اُس کا اگر ہوا بھی اچھا

اُس میں ہوگا اُسے بس و پیش
ہوگی شامل غرض کم و بیش
یعنی کچھ فائدہ اُٹھائے
اِس کام میں ہاتھ جب لگائے

نادان کے مُنھ سے ہو جو تعریف
دانا کو وہ ہوگی وجہِ تکلیف
اِس ڈر سے کہ مدح اِسطرح کی
ویسا ہی بنا نہ دے اُسے بھی
لیکن تنبیہ مردِ زیرک
بیشک ہے مفیدِ عام، بیشک
اِس سے اصلاحِ حال ہوگی
حق میں اک نیک فال ہوگی

جو تجھ سے نہ ہو سکے خبردار!
اُس بات کا کر کبھی نہ اقرار
ایسا نہو تجھپہ طعنہ زن ہوں
وہ لوگ جو ماہرانِ فن ہوں

تعلیم نہ دے وہ دوسروں کو
جس سے تو خود ہی نابلد ہو
ورنہ تری ڈینگ اور شیخی
ہوجائے گی قابلِ ملامت

جس سے تجھے کچھ ضرر ہو بیجا
نیکی کی توقع اُس سے بیجا
جس نے تیرا کیا ہو نقصان
بہتر ہے یہی، کر اُسپہ احسان
اِس کا یہ نتیجہ ہوگا ذہوش!
تجھ کو نہ کریگا وہ فراموش

تھوڑا سا فائدہ اُٹھانا
گویا ہے دوستی گھٹانا

حاصل کیا نفع گر زیادا ‏ دشمن وہ بنا نہ دے مبادا؟
ناشکرہ نہ بن یہ بد ہے عادت ‏ ضدِ فطرت، کمینہ خصلت
جس سے یہ سلوک تو کرے گا ‏ غصہ ہوگا فرو نہ اُس کا
ناشکرگزار ہے جو انساں ‏ وہ ذکرِ ادائے فرضِ احساں
سُنکر ہوتا ہے چیں بہ ابرو ‏ کرتا ہے رم بشکلِ آہو
ہوتا ہے خجل پھر اُس کے آگے ‏ نقصاں پہونچا ہے جسکو اُس سے

پہونچے کچھ نفع جب کسیکو ‏ رنجیدہ نہ سُن کے تو کبھی ہو
دشمن کو ترے ضرر جو پہونچے ‏ زنہار! کبھی نہ خوش ہو اس سے
بتلا! ترے ساتھ اہلِ دنیا ‏ کیا ہو جو کریں سلوک ایسا؟

کیا یہ نہیں چاہتا ترا دل؟ ‏ سبکی خوشنودیاں ہوں حاصل
بس چاہیے تجھ کو یہ رہے یاد ‏ اپنی نیکی سے سبکو رکھ شاد!
خوشنودیِ خلق تو نے غافل! ‏ اس طرح سے کی اگر نہ حاصل
پھر تو ہی بتا ہے کیا ذریعہ؟ ‏ ممکن نہیں دوسرا ذریعہ
تجھ سے جب خوش نہو خلائق ‏ رہ شاد کہ تھا اسی کے لائق

چھبیسواں باب

(شیخی و غرور)

ہے کبر و کمینگی ہیں گو ضد — جسپر کہ مشاہدہ ہے شاہد
لیکن انساں حریص و طامع — اکثر ہے دو ضدوں کا جامع
جیسا کہ اذلِّ کلِّ عالم — ویسا ہی اجلِّ کلِّ عالم

کبر و خرد ان میں ہے تخالف — انجام ہے کبر کا تاسف
دیکھو! اسی کبر ہی کے بیمار — اکثر بن جاتے ہیں غلط کار
پھر بھی یہی کبر سمِ قاتل — انساں کی سرشت میں ہے داخل

دانا اپنے کو سب کو ناداں — دنیا میں جانتا ہے انساں
اعلےٰ اپنے کو سب کو ادنےٰ — ہے دل میں یہ ناسمجھ سمجھتا

باطل ایماں کی اصل، باطل — دیکھو! اقوام کے مشاغل
ذاتِ باری تھی برتر از فہم — پیدا ہوئے دل میں اُن کے وہم
دنیا میں بسا کے بستیوں کو — کرنے لگے بُت پرستیوں کو
از بسکہ تھے کم نگاہ و کم بیں — جاری جھوٹی پرستشیں کیں

یکساں ہے ہماری بود و نابود / ادراک ضعیف، عقل محدود
تاہم اُسے کام میں جو ہم لائیں / ممکن ہے کہ راہِ راست پا جائیں
جب قابلِ بندگی نہیں اور / حق کی عظمت پہ کچھ کریں غور
لیکن ہم تو دمِ عبادت / دیتے نہیں اپنے دل کو رخصت
ارفع ہے شانِ ذاتِ یکتا / توحید کا اُس کی بول بالا

انساں، قابو پرست انساں / رہتا ہے کس قدر ہراساں
اُس سے، جو اِسپہ حکمراں ہو / حاکم ہو یا شہِ زماں ہو
کہتا نہیں برخلاف اک بات / ڈرتا رہتا ہے دل میں دن رات
لیکن، کس درجہ ہے یہ ناداں / رکھتا نہیں دل میں خوفِ یزداں
کاموں میں ہے اُس کے دخل دیتا / جس نے اسکو کیا ہے پیدا

مطلق آتی نہیں اسے شرم / انسان بھی کسقدر ہے بے شرم
اپنے فعلِ دروغ پر بھی / خالق سے ہے چاہتا گواہی
ہے بے ادبی مگر سمجھتا، / لیتا نہیں نام بادشہ کا

دے حکم سزا اگرچہ حاکم / سنتا ہے اُسے خموش مجرم
لیکن جو ہو خدا کی مرضی / سو عیب نکالنا ہے فرضی
جس وقت کہ احتیاج اسے ہو / خوش کرنا چاہتا ہے اسکو

نذریں بھی مانتا ہے صد ہا — کرتا ہے خوشامدیں بھی بیجا
جب ہو نہ قبول اُسکی درخواست — جز بز ہوتی ہے طبعِ ناراست
جس سے پہلے ہے گڑگڑاتا — ہے بعد میں اُسپہ بڑبڑاتا

انساں، کہ عقل پر ہے مغرور — انصاف کا وقت ہی ابھی دور
اس واسطے یہ بچا ہوا ہے — ورنہ مستوجب سزا ہے

کرنے کو رعد و برق سے جنگ — آمادہ ہے پُر غرورِ بے ننگ!
اک دن فرمانروائے مفضال — دیگا تجھ کو سزائے اعمال
ہے ضبط کا جن سوار تجھپر — ہو تجھے نہ ضرر؟ خدا سے تو ڈر!

خالق کی بندگی میں غفلت — پھر لاف زنی کی اُسپہ شدت
اُس کا عبدِ عزیز ہونگیں — خوش طالع و خوش تمیز ہونگیں
اپنے محسن کو بھول جانا — پھر اُسپہ ستم یہ بھول جانا
تجکو رسوا کرینگے زاہد — نخوت آمیز یہ عقائد

کُل خلقِ خدا میں مثلِ ذرّہ — انساں مخود ہے گر یہ غرّہ
یعنی یہ زمیں یہ آسماں کُل — سب خلق ہوے ہیں بے تأمل
میرے ہی لیے کہ میں ہوں افضل — اب کون کہے کہ نہیں یہ پاگل

کیا خوب! انھیں کے واسطے ہے
قدرت کی درست کردہ ہر شے

ہو باغ کہ راغ سایہ سب کا
پانی میں ہے دکھائی دیتا
سمجھے جو اُسے مفید مقصد
ٹھیریگا وہ ہو تو فن تجید
اُس شخص سے کم نہیں کسیطرح
وہ جس کو خیال ہوا اسیطرح
جو کچھ کہ بنائے ہیں خدا نے
میرے لیے ہیں یہ کارخانے
قدرت دیتی ہے جو سرانجام
مقصود ہے اُس سے میرا آرام

گرمی سے ضیاے مہر کی جب
حاصل کرتا ہے اپنا مطلب
اُس وقت ہے، تُو یہی سمجھتا
میرے ہی لیے ہے نور اُس کا
یونہیں جب شب کو ماہِ انور
گردش کرتا ہے آسماں پر
کرتا ہے خیال تو کہ یہ شے
میری تفریح کو بنی ہے

انسان! اے بے شعور انسان!
انسان! اے پُر غرور انسان!
بنکر متحمل اور عاجز
سُن لے اور سُن کے ہو نہ جز بز
دنیا کے تمام کارخانے
وابستہ نہیں ہیں تیرے دم سے
گرمی، سردی ہو، یا کوئی فصل
مخصوص نہیں تجھی سے دراصل

دل میں ہرگز نہ لا یہ وسواس
چاہے تو ہو کہ تیرے اجناس

پیدا یہ ہوتے، یا نہ ہوتے دنیا چلتی اِسیطرح سے
مخلوق خدا کی انتہا کیا خلقت کا ہر تو بھی جزوِ ادنےٰ

اپنے کو چڑھا نہ آسمان پر ہے فوقِ سما فرشتوں کا گھر
ہمجنس کی اپنے، کر نہ تحقیر مخلوقِ خدا ہے، گو ہو دلگیر

ایذا تجھکو نہ دے جو ذی رُوح اُسکو نہ ستا کہ ہے یہ مفتوح
اے لطفِ خدا سے شاد و خرّم! جانداروں پہ ظلم ڈھا نہ ہر دم
بیچاروں پہ تو نے گر کیا جبر تجھپر ایسا نہو پڑے صبر

تیرا اُن کا ہے ایک خالق ہیں جسکی وہ بندگی کے شائق
سب کے لیے اُسکا ایک قانون تیری ہی طرح ہیں وہ بھی مامون
تو حق کے خلاف حکم کیوں کر ہیں جس کی نظر میں سب برابر

دانا تر سب سے اپنے ہی کو ہرگز نہ سمجھ، اگرچہ تو ہو
ادراک سے تیرے جو ہے باہر اُسکو جھٹلا نہ لغو کہکر
کس نے تجھ کو دیئے یہ اوصاف؟ جن سے کرے دوسرونکا انصاف
دنیا والوں کو تا نہ ہو خبط خود حقِ پسند کرلیا ضبط

انسان کا نقطہ نظر کیا | ہمراہِ زمانہ ہے بدلتا
یعنے پہلے جو چیزیں تھیں لغو | دیکھو وہ اب نہیں رہیں لغو
ممکن ہے جو ہیں درست فی الحال | آئندہ ہوں نادرست اشغال
فرمایئے آپ ہی بظاہر | کس بات کو ہے ثبات آخر؟

جس چیز کو تو درست سمجھے | حاصل ہو گی خوشی اُسی سے
لیکن ہے علم سے زیادہ | خوبی ہیں، خیر ہیں افادہ

جس بات کو ہم نہیں سمجھتے | پھر اُس پہ لگا ئیں حکم کیسے
در بارۂ صدق و کذبِ احکام | یہ صرف قیاس ہی کا ہے کام

جو بات کہ ہو سمجھ کے باہر | کر لینا اعتبار اُس پر
پھر اپنی سمجھ پہ فخر کرنا | آخر یہ نہیں حُمق تو ہے کیا؟

ایسا زود اعتبار جو ہو | جاہل، متکبر اُسکو سمجھو

اپنی عقل اور پرائی مایا | افزوں ہر شخص ہے سمجھتا

سب چاہتے ہیں کہ بے تردّد | قائم رہیں اپنی رائے پر خود

لیکن سب سے زیادہ خود رائے
ہوتا ہے وہ مرتبہ جو پا جائے
بس چاہتا ہے جو لب ہلائے
دنیا بھر ہاں میں ہاں ملائے
دیتا ہے فریب وہ نہ لگے ہاتھ
ہر شخص کو اپنی روح کے ساتھ

یہ بھی لازم نہیں ہے زنہار
مدّت میں ہو راستی کا اظہار
یا جس پہ ہوں متفق بکثرت
دراصل ہو راست وہ عقیدت

مذموم ہو خواہ امرِ محمود
ہے سب کے لیے ثبوت موجود
لیکن عقلِ سلیم ماہر
کر دیتی ہے اختلاف ظاہر

ستائیسواں باب

(لالچ)

کر فکر معاش حسبِ معمول — دولت کی تلاش کو نہ دے طول
ہر چیز کی خواہش اُسکی خوبی — انسان کی راے پر ہے مبنی
دہقانیوں کی نہ راے تو مان — ورنہ ٹھہریگا سخت نادان
خود جانچ کے حسن و قبح ہر شے — لالچ کے معاملات کر طے

دولت کے لیے تلاطمِ دل — ہے روح کے حق میں زہرِ قاتل
جتنے ہیں مفیدِ روح اوصاف — سبکو کر دیتی ہے طمع صاف
کر لیتی ہے دلمیں جب طمع گھر — ایمان لپٹتا ہے بستر
زر کی جس دل میں ہو محبت — رہتی نہیں پھر کسی کی اُلفت

انسان پڑ کر طمع کے پالے — اولاد تک اپنی بیچ ڈالے
مرجائیں بھی باپ ماں تو حاشا — بٹوے کا نہ اُس کے مُنھ کھلیگا
کیون ماں کی خبر لے کیوں مرکی — اندھا ہے وہ طمع میں زر کی
دین و مذہب ہے زر پرستی — ہر وقت تلاش ہے خوشی کی
رکھتا ہے زدہ کچھ ایسی حالت — جیسے کوئی صاحبِ مصیبت

جو شخص اپنے سکونِ دل کو
دیتا ہے تلاشِ مال میں کھو
لرزاں ظاہر میں صورتِ بید
لیکن دل میں خوشی کی امید
اُس کی وہ مثال ہو کہ جیسے
کوئی اپنا مکان بیچے
پھر اُس سے خریدے بے تحاشا
سامان آرائشِ مکاں کا

انسان پہ جب طمع ہو غالب
ہوتی ہے تباہ روحِ قالب
سمجھے جو زندگی کا مقصد
جمعِ مال و منالِ بیحد
وہ نفس کی پیروی میں گویا
کھوتا ہے کُل صفاتِ اعلےٰ

انسان! اوصافِ برگزیدہ
یا تیرے خصائلِ حمیدہ
کیا قابلِ منزلت نہیں ہیں؟
بہتر دولت سے جو کہیں ہیں
آیا نہیں مُفلسی سے بدتر؟
عصیاں کی طرف ذرا نظر کر
حاجت کے بقدر جب ہو قادر
تُو کسبِ معاش پر تو کیوں؟ پھر
دولت کی تلاش میں ہو بیتاب؟
دن رات حرام ہو خور و خواب
جو کچھ کم و بیش ہو میسر
قانع للّٰہ رہ اُسی پر
اِس طرح رہیگا شاد و خرم
اور خندہ زنی کرے گا پیہم
اُس پر، جو بہرِ مال و دولت
رہتا ہے تعب میں بے ضرورت

چاندی، سونا زمیں کے اندر
ہے دفن اسی لیے خرد و را!

تا کوئی اُدھر نظر نہ ڈالے | مُردوں کو نہ کھود کر نکالے
جب زیرِ قدم ہو اُنکا مسکن | کر شوق سے پائمال تو سن
چاندی کچھ مال ہے نہ سونا | قدرت کا فقط یہی ہے منشا
زنہار! اُدھر نہ تو ہو مائل | جو چیزیں نہیں ہیں تیرے قابل

کمبخت! یہ عقل کی ہے خامی | دولت کی نہ کر کبھی غلامی
اکثر دولت ہی کی بدولت | انساں اُٹھاتا ہے مصیبت
رہزن لگے رہتے ہیں کمیں میں | گڑتے ہیں ہزارہا زمیں میں

پیدا سونا ہو جس کے اندر | ہوتی ہے زمین تک وہ بنجر
سونا تہِ خاک ہو جہاں پر | اُگتی نہیں گھاس تک وہاں پر

ہو سکتی نہ ہو جہاں زراعت | بوئیں جو تیں تو ہے حماقت
اُگتی نہیں جب چری چریں کیا؟ | رہتا ہے مواشیوں کو فاقا
کیسا زیتون، کیسا انگور؟ | پیدا کچھ ہو یہ ہے بہت دُور
گھیرے گی یونہیں شکستہ حالی | اُس دل کو جو ہو غنا سے خالی
دن رات حصولِ زر کے پیچھے | ہو گا وہ خراب و خستہ سُن لے!

دولت دانشوروں کی محکوم | دولت ظالم، سفیہ مظلوم

طامع دولت کا ہے پجاری — دولت نہ کرے گی خدمت اسکی
جس طرح مریض کو تپ دق — رکھتی نہیں خوشدلی کے لائق
رگ رگ میں ہی خون ہی جلاتی — مرتے دم تک نہیں وہ جاتی
یونہیں انساں کو بے سرد برگ — رکھتی ہے حرص تا دم مرگ

زر کے ہاتھوں ہوئے ہیں برباد — لاکھوں کے خلق، کیا نہیں یاد؟
کس کے ساتھ اس نے کی بھلائی؟ — ہے خاصہ اس کا بیوفائی
پھر کون سی ایسی ہے ضرورت — تیرے قبضے میں آئے دولت
دولتمندی میں ہو کے مشہور — کرنا کیا ہے؟ بنا تو مغرور!

دانا تو گزرے ہیں وہی لوگ — دولت کا نہ پالتے تھے جو روگ
جو شے ہے مسرتِ حقیقی — کیا عقل ہی جڑ نہیں ہے اسکی

اکثر وہی لوگ ہوں گے زردار — جو ہونگے زیادہ زشت کردار
جو ہیں نے کہا وہ کیا نہیں سچ؟ — کہدے سچ، کر نہ بات کی پیچ
ایسے لوگوں کا لیکن انجام — ہوتا ہے بُرا، سُن اے نکو نام!
مفلس کو بحالتِ فلاکت — چیزوں کی پڑتی ہے ضرورت
چیزیں ہوں موجود سب بکثرت — پھر بھی نہیں لاتی کو راحت

کرتا نہیں لالچی کبھی بھی　　حاجتمندوں کے ساتھ نیکی
لیکن پاؤگے سب سے بڑھکر　　اُس کو بے رحم اپنے اوپر

پیدا کرنے میں دولت و زر　　محنت کر تو جفاکشی کر
موقع جب صرف کا مگر آئے　　لازم ہے تجھے نہ پیٹھ دکھلائے
فیاض اُس وقت بن سخی بن　　کر داد و دہش نہ بند قطعاً
خوش کر کے کسی کو دل ہو جب شاد　　در اصل خوشی وہی ہے رکھ یاد!

اٹھائیسواں باب

(فضول خرچی)

پُرزورِ طمع کے بعد کوئی | بُجھ میں جو ہے بدنما خرابی
وہ ہے اِسراف، اور وہ کیا | رسمی کاموں میں صرفِ بیجا

اِسراف اِسی لیے ہے مذموم | حق سے غُربا رہیں گے محروم
ہیں جو کہ عیالِ ربِّ غفّار | اموال میں اغنیا کے حقدار

ضائع جو کرے نقودِ موجود | کرتا ہے وہ راہِ خیر مسدود
چھُٹ جائیگی مشق جب سمجھ لے! | محروم رہے گا نیکیوں سے
نیکی وہ، خوشی ہے جس کا انجام' | کردے جو بلند، خلق میں نام

کم ملتی ہے آدمی کو راحت | جس وقت ہو اُسکے پاس دولت
لیکن دولت اگر نہو پاس | راحت میں گزاریگا وہ انفاس
بات اتنی ہے، وقتِ تنگدستی | ہو سکتی ہے ضبط خود پرستی

مفلس کو فقط ہے حاجت اِسکی | دنیا میں کرے وہ ایک نیکی
نیکی وُہی جس کا نام ہے صبر | یعنے دل پر تحمّلِ جبر

لازم ہے امیر ہوکے اُسکو — محتاط و کریم و دُور بیں ہو
ورنہ ٹھیریگا پھر گنہگار — راضی ہوگا نہ ربِ غفار

مفلس کو ہے صرف اپنی ہی فکر — دولتمندوں میں اس کا کیا ذکر
صدہا غُربا کی فکرِ بہبود — رہتی ہے اُنکے دل میں موجود

کرتا ہے جو صرف مال و زر کو — اُس وقت کہ صرفِ بامحل ہو
یا کرامداد اہلِ حاجت — دیتے ہیں دعا بصدقِ نیّت
ٹلتی ہیں بلائیں اسکے سر سے — بچتا رہتا ہے ہر خطر سے
ایسا جس کو بھی آپ پائیں — کم کرتا ہے اپنی وہ بلائیں
دولت کی طمع میں جو کوئی ہو — لیتا ہے وہ مول رنج و غم کو

اک غیر کو بھی جو ہو ضرورت — برلا جلدی سے اُس کی حاجت
اپنے بھائی سے اے نکوکارا — اُسکے دینے میں کر نہ انکار
تیرے مصرف کی جو نہیں شے، — حاجت اُسکی مگر اُسے ہے

لاکھوں وہ روپے جو پاس تیرے — رکھے رہتے ہیں یونہیں اُنسے
بہتر ہے کہیں وہ ایک پیسا — جسکا مصرف ہو بہجت افزا
اک صاحبِ احتیاج کو جو — تونے بخلوصِ دل دیا ہو

اُنتیسواں باب

(انتقام)

خود جذبۂ انتقام اے دل! کمزورئ روح پر ہے شامل
خصلت ہے یہ بزدلانہ خصلت اِس سے لازم ہے سخت نفرت
سرتاج کمینہ خصلتوں کی انسان میں ہے یہ زشت خوئی

جن سے نفرت ہو اُن کو ایذا بزدل کے علاوہ کون دیگا؟

بزدل کے سوا ہے کس کا یہ حال؟ لے جان بھی اُسکی جسکا لے مال

پہلے ہوتا ہے رنج پیدا پھر دل میں قصاص کی تمنا

انسان جو ہے شریف طینت اِس ذکر سے وہ کریگا نفرت
ہرگز نہ نکالیگا زباں سے پہونچا ہے ضرر مجھے فلاں سے
توجا ہے نہ کر اُدھر توجہ، نقصان، اگر ہے واقعاً وہ
نقصان رساں جو ہے وہ پُرپیچ تیری نظروں میں ہوگا خود ہیچ
کیا تیری بھی ہے یہی تمنا؟ ادنےٰ طبقے میں تو گنا جا

نیکی کر تو عوض بدی کے — موذی سے بھی کر سلوک اچھے
اِس طرزِ عمل پہ رہ جو عامل — ہر وقت رہیگا مطمئن دل
بے خواہشِ انتقام و تدبیر — پا جائیگا خود حریف تعزیر

ہو رعد کہ برق اثر کسی سے — لیتے نہیں سورج اور تارے
لیکن کوہ و شجر پر اے دل! — ہوتی ہیں بلائیں اُن سے نازل
یونہیں اشرار کی طبیعت — ظاہر کرتی ہے جو شرارت
اُس سے کوئی شریف طینت — ممکن نہیں پا سکے مسرت
ہیں بلکہ ضرر وہی اُٹھاتے — جو دوسروں کا ہیں دل دُکھاتے

خود جذبۂ انتقام گویا — ہے روح کے سفلہ پن سے پیدا
لیکن شُرفا کو درحقیقت — رہتی ہے ہمیشہ اُس سے نفرت
فیاض و شجاع ہے جو کوئی — کرتا ہے بدوں سے بھی وہ نیکی

کیا تیری غرض ہے اے انسان؟ — کیوں ہے عوض بدی کا خواہاں؟
فکریں یہ اِس لیے تو ہیں نا؟ — پہونچے دشمن کو تا کہ ایذا
رکھ یاد اگر یہ بات میری — تکلیف تجھی کو اِس سے ہوگی

جس دل میں ہو انتقام کا جوش — جلتا ہے وُہی یہ سُن لے ذی ہوش!

وہ جس سے ہے انتقام مطلوب ہوگا اُس سے ذرا نہ مرعوب

ہے رنج دہی خلافِ انصاف اللہ کی ہے ممانعت صاف
تجھ سے وہ فعل ہو نہ سرزد جسکی پاداش ہو بہت بد
مغرور کو تو پھنسا نہ زنہار! خود زیست ہے جسکو وجہِ آزار
اُس درد میں درد کیوں بڑھا تو جس سے نالاں ہو خود وہ بدخو

جو شخص قصاص کا ہو خواہاں دراصل بڑا ہی وہ ہے ناداں
یعنی جو اُٹھا چکا ہے ایذا کرتا نہیں کچھ بھی اُسکی پروا
ہے بلکہ مزید خواہشِ دل اُس رنج میں ہو سزا بھی شامل
جس امر کی ہے اِسے تمنّا دراصل وہ حق ہو دوسروں کا

آغازِ ارادۂ مکافات ہے مؤلم و دردناک، ہیہات!
انجام بھی سربسر خطرناک اس عیب سے اپنے دلکو رکھ پاک
شاذونادر ہی ہوگی یہ بات تونے تجویز کی ہے جو گھات
دشمن تیرا وہاں پر آئے اور ہاتھ سے تیرے چوٹ کھائے
شاید ہو نتیجہ بد سے بدتر ہو وار نہ رد کہیں تجھی پر

رکھ دل میں نہ خواہشِ مکافات دیکھا یہ گیا ہے اکثر اوقات

دشمن کا جو چاہتا ہے اِضرار — ہوتا ہے ضرر میں خود گرفتار
ایک آنکھ پرائی پھوڑنے کا — جو قصد کرے تو ہو گا ایسا
دونوں پھوٹیں گی خود اُسکی — تعزیر ملے گی دشمنی کی
انساں کی صلاحِ نفس کو صاف — غارت کرتا ہے خونِ انصاف
تعزیر سے وہ بچے یہ افکار — کردیتے ہیں دوستوں کو بیکار

کیا تجھکو کرے گی مرگِ دشمن — آسودہ و مطمئن یقیناً؟
وہ قبر میں جب اُتارا جائے — تو جان میں تیری جان آئے

اہلاک میں اُس کے کر توقّف — تا اُسکو خطا پہ ہو تأسُّف
وہ مر جو گیا تری بزرگی — تسلیم نہ کر سکے گا کوئی
سمجھے گا وُہی کہ ہے جری تو — رکھتا ہے غضب پر اپنے قابو
بٹھلا کر نقشِ جرأتِ نفس — ثابت کر اُسپہ قوّتِ نفس

جب تونے لیا قصاص اپنا — حاصل گو فتح کی مگر کیا
فوراً یہ تاڑ لیگا دشمن — غصّہ تیرا ہے انتقاماً
اُس سے تو بے خبر رہے گا — خاموشی سے جو ہو گا بدلا
نقصاں کے عوض جو کر محبت — سب سے بڑھکر ہے اسمیں رفعت

نقصان کا بدلہ اے خرد دار
لیتے ہیں پست ہمت اکثر
اس طرح قصاص لینے والا
ڈرتا رہتا ہے یہ ہمیشا
زندہ جو رہے گا میرا دشمن
لے گا مجھسے عوض یقیناً

کردے جو کسی کا ختم قصّہ
نیکی میں رہیگا پھر نہ حصّہ
قائم نہ رہے گی نیکنامی
اچھی نہیں نفس کی غلامی
ہمت کا نہیں یہ کام حاشا
چالاکیِ محض ہے سراپا
قاتل نہ بچ جائے یہ ہے ممکن
عزّت ایماں کا ڈر ہے لیکن

لینا تاوان کا تو ہے سہل
لیکن عفوِ قصورِ نا اہل
بیحد مشکل ہے اے حق آگاہ
عالی ظرفی یہی ہے واللہ

خود نفس پر اپنے فتح پانا
کہتے ہیں اسیکو فتح دانا
نقصان کی آگہی سے نفرت
بیشک ہے منافیِ خصومت
تردید ہے اک ضرر رساں کی
تائید ہے اپنے اوجِ شاں کی

رکھنا دشمن سے اپنے کینہ
ظاہر کرتا ہے یہ قرینہ
تجھ کو اُس سے ضرر ہی پہونچا
دل پر ابتک اثر ہے جسکا
اور اس لیے تو ہے اُس کا شاکی
یہ بھی غلطی ہے انتہا کی

دشمن کا دماغ اِس طرح اور
پہونچے گا فلک پہ کر ذرا غور

ہرگز یہ نہیں ہنر کا معمول
واقع ہو کبھی بطورِ مجہول
سمجھے گا حقیر اُسے جو اصلا
کیوں لیگا وہ انتقام اُسکا؟

تیری نیکی سے تیرا دشمن
کٹ جائیگا دل ہی دل میں قطعاً
روحانی تیری یہ شرافت
تجھ کو نہ پہونچنے دیگی زحمت

نقصان ہو جس قدر زیادہ
اُتنا ہی معاف کر زیادہ
کر نیکیوں سے دلوں کی تالیف
اُتنی ہی زیادہ ہوگی تعریف
رکھ یاد کہ انتقام تیرا
واجب جتنا زیادہ ہوگا
خود رحم کی تیرے درحقیقت
اُتنی ہی زیادہ ہوگی وقعت

ہو خود ہی فریق خود ہی مُنصف
جائز یہ کب ہے مردِ عارف؟
زیبا نہیں مُستغیث بنکر
خود حکمِ سزا لگا کسی پر

تجویز جو کر سزا، تو پہلے
موقع تو دوسروں کو بھی دے
تا سمجھیں وہ اُس سزا کو واجب
ہے ورنہ سزا یہ نامناسب

جتنا ہو قصاص نفرت انگیز　　اُس سے کرتے ہیں لوگ پرہیز
ہو جاتی ہے مُنتقم سے نفرت　　ہوگی اُس رحمدل کی عزّت
جسکی عادت میں درگزر ہو　　دل نرم ہو، عفو پر نظر ہو
اُس شخص کے تا ابد معرّف　　سب ہونگے موافق و مخالف
ادنےٰ اعلےٰ تمام اشخاص　　اُس سے رکھیں گے الفتِ خاص

تیسواں باب

(بے رحمی، دشمنی، اور حسد)

کہتے ہیں جسے قصاص اے دل! نفرت کے اگرچہ ہے وہ قابل
بیرحمی کیا ہے کر ذرا غور ناحق کسی بیگناہ پر جور
بے رحمی، ضدِ مہربانی بیفائدہ اک ضرر رسانی
جسکو غصّے کا بھی بہانہ ملتا نہیں مشفقِ یگانہ!

زنہار نہیں یہ خبث اے دل! انساں کی سرشت میں بھی داخل
وہ تو شرماتا ہے خود اس سے نالاں، غمِ جذبۂ نجس سے
اس شر کو بشر بصدقِ نیت کہتا ہے خلافِ آدمیت

پس اصل پر اسکی کر ذرا غور اسباب وجود سن بہر طور
ہے باپ کا نام خوف اسکے وحشت ماں اسکی خوب سن لے

بزدل کا، بہادر آدمی کا ہنگامِ وغا یہ ہوگا نقشا
مطلب رکھنے گا صرف اس سے لائق جو ہو مقابلے کے
تلوار اٹھائے گا جب اسیر ہوگا آسودہ فتح پاکر
کمزوروں پہ صاف اگر کیا ہات کب قابلِ فخر ہوگی یہ بات؟

اپنے سے جو آدمی ہو ادنے
خوبی نہیں ذلت اسکو دینا
جو شخص کہ ہو شریر، گستاخ
لٹکا اُسے باندھ کر سرِ شاخ
مسکیں عاجز کو دے نہ ایذا
فاتح کا لقب جبھی ملے گا

لیکن جس میں نہ ہو یہ خوبی
یا دل میں نہ رکھے ہمّت ایسی
جس سے حاصل ہو اوجِ عزّت
اکثر وُہی مردِ پست فطرت
حاصل کرتا ہے قتل سے فتح
اِس فتح کو بس وُہی کہے فتح
سب پر وُہی ہاتھ ہے اُٹھاتا
جو دل میں ہو سب سے خوف کھاتا
بیرحم اسی سے ہے ستمگر
خائف رہتا ہے خود وہ اکثر

دیکھو لاش ایسے جانور کی
ہیبت کبھی جسکی اس قدر تھی
ممکن یہ نہ تھا کہ دیکھ اگر پائے
پِلّا کُتّے کا سامنے جائے
مرنے پہ اُسی کے ہے یہ اندھیر
پِلّا کُتّے کا ہو گیا شیر
لاشہ وُہی پھاڑنے کو دوڑا
کوسوں پہلے جو بھاگتا تھا
لیکن دیکھو اسگِ شکاری
پھاڑیگا کبھی نہ لاش اسکی
جسکا وہ شکار خود کرے گا،
کیوں؟ دونوں کا تمنے فرق دیکھا؟

خانہ جنگی ہے سخت خونریز
اُس سے لازم ہے تجھ کو پرہیز
یہ جنگ ہے بُزدلانہ اِک جنگ
سرمایۂ عار و مایۂ ننگ

سازش جو کریں وہ سب ہیں قاتل — پرہیز کر اِن سے گر ہے عاقل
اِہلاک ہیں لاکھ ہو خموشی — پہ خون مگر رہے گا طاری
ہو جائیں نہ ایک دن گرفتار — یہ فعل ہے بدترینِ کردار

بنا بے رحم اگر نہ چاہے — ساری دنیا تجھے سراہے
پرہیز کر اُس تنا تنی سے — جو ہو نفرت سے دشمنی سے
ہو گرچہ پسند آدمیّت — رکھ بغض و حسد سے پاک نیّت
خارج انسانیت سے ہونا — ہے نام خرد وری ڈبونا
انساں کی جانچ کے لیے ہیں — دو راستے، سُن تو کچھ کہوں میں
یا ہو گا معاملہ کچھ ایسا — جسمیں ہو شاکی بہت وہ ہوگا
یا ہو گی کچھ اِس طرح کی حالت — پہونچا ئیگا جس میں کم اذیّت
اُس راستے لے چل اُسکو ہمدم — جسمیں پہونچا سکے ضرر کم
اِس سے تجھے فائدہ یہ ہوگا — نقصان اُس کا نہ کر سکے گا

وہ کون سی شے ہے مردِ عاقل؟ — ہوتا نہیں نفع جس سے حاصل
سُن لے مجھسے اب اُسکی تعریف — "ہو سب سے زیادہ جسمیں تکلیف"
کر شوق سے شکوہ و شکایت — رکھ دل میں نہ کینہ و عداوت
ممکن اصلاح اُس کی لیکن — اِس کی اصلاح غیر ممکن
ہو سکتی ہے رفع ہر شکایت — نفرت کا نتیجہ قتل و غارت

کردے تجھے نفع سے جو محروم — ظالم وہ شخص تو ہے مظلوم
فوراً ہی مگر نہ ہو غضبناک — تا ہو نہ زیانِ عقل و ادراک
خوب اِس کو سمجھ کہ درحقیقت — ہے رخصتِ عقل ہی مصیبت

چھینے تجھ سے جو ایک کپڑا — کیا دوسرا تو اُتار دے گا؟

جسکی حالت پہ ہو تجھے رشک — عزت پہ بہائے جسکی تو اشک
جسکے اعزاز سے کہ ہر دم — اُٹھے ترے دل میں غصہ و غم
اُس کی نسبت ہے تجھ کو لازم — پہلے تحقیق کا ہو عازم
کیا ہیں وہ حصول کے ذرائع — جن میں کی عمر اُس نے ضائع
نفرت کے عوض پھر اے خردور! — آئیگا ترس تجھے خود اُس پر

مذموم اُسی روش پہ مشروط — وعدہ و دولت کا ہو جو مضبوط
ہے تجھمیں اگرچہ عقل و انصاف — انکار کرے گا غالباً صاف

دنیا داروں کے طرز و رسوم — شاید تجھ کو نہیں ہیں معلوم
پاتے ہیں خطاب یہ سمجھ لے — خوگر جھوٹی خوشامدوں کے

خود بن کے غلام شاہ ہیہات! — انساں پاتا ہے اختیارات

آزادی نذر کر کے اے دل — ہو جاتا ہے اختیار حاصل
آزادیاں دوسروں کی چھینے — جو کرتے ہیں یہ وہ ہیں کمینے
ایسوں پہ کیوں ہاں تجھے حسد ہے — جن کا ہر فعل، فعلِ بد ہے

اُن کو اپنے سے ہوں جو اعلیٰ — انساں دیگا معاوضہ کیا؟
معمول یہی ہے اے خرد ور — قیمت سے معاوضہ ہو بڑھکر
تیرے امکان سے یہ ہے دور — دُنیا کو بدل دے عام دستور
یہ کیا، جو تیرے خریدی — قیمت بھی اُسکی اور وہ بھی
تو دونوں کو چاہتا ہے رکھ لے — باز آ اِس طرح کی طمع سے

تو جس کو نہ چاہتا ہو لینا — لالچ پیدا نہ ہوگا اُسکا
بے رحمی و نفرت اسے برائیں! — گر نفس سے اپنے دور یہ نہیں

عزت حاصل ہے جو خرد ور! — اُس کو ضائع نہ تو کبھی کر
بتلا تو سہی عزیز دانا! — عزت بھی تو لیگا پھر کیا؟
تجھ میں جو کچھ کہ ہے نکوئی — گر اُسکو کمینہ پن سے کوئی
ضائع کردے، تو پھر بتا کیا؟ — تجھ کو صدمہ نہ ہوگا اسکا؟

افسوس اُسپر، تو کریگا؟ ٹھنڈی سانسیں نہ کیا بھریگا؟

اِس طرح سے تربیت کر اپنی سُن لے جو کسی کی حالت اچھّی
اُس پر تجھکو نہ آئے افسوس ہو بلکہ خوشی بجائے افسوس
حاصل، اُس وقت تجھ کو ہو گی دنیا میں مسرّتِ حقیقی
جاہ و حشمت، عروج، عزت پاجائے جو کوئی ذی لیاقت
خوش ہو گا وہ دل جو خود ہی معقول دانشمندوں کا ہے یہ معمول

ہو دوسروں کی خوشی سے بھی خوش حاصل ہو گا جبھی تعیّش

اکتیسواں باب

(آزردہ خاطری)

گو رنج و مصیبت و الم ہو
ہر چند کہ مبتلائے غم ہو
لیکن ہے زندہ دل جو انساں
پاؤ گے ہمیشہ اُسکو شاداں
انسان افسردہ دل اگر ہے
موقع سے خوشی کے دور تر ہے
پاؤ گے ملول اُسکو ہر دم
دیکھو گے کبھی نہ شاد و خرم

کمزوری روح ہے اُداسی
چاہے وہ بہت ہو یا ذرا سی
ہمت کی کمی سے یا رِ جانی
بڑھ جاتا ہے زورِ ناتوانی
تجھسے ہے اگر اُسے سروکار
جو وقت دغا کو ہوگا تیار
قبل اسکے کہ آئے نوبتِ جنگ
دل ہوگا فرار تا بفرسنگ

آزردہ دلی ہے تیری دشمن
خارج کر دل سے اُسکو فوراً
ادنےٰ باتوں میں بھی وہ یکدست
کردے گی نفس کو ترے پست
جو بات لحاظ کے ہو قابل
ہونے دیگی اُدھر نہ مائل
ہو عہد کوئی، کوئی زمانہ
کرنی ہی رہیگی وہ بہانہ

آزردہ دلی سے دیکھ!! اکثر
پڑ جاتا ہے پردہ خوبیوں پر

اُس پردے کا نام کاہلی ہے　　سرمایۂ کاہش دلی ہے
رکھے گا یہ پردہ اُن سے مخفی　　کرتے ہیں جو قدر خوبیوں کی
کرتی ہے یہ پست خوبیوں کو　　دیتی ہے شکست خوبیون کو
حالانکہ یہ امر تھا ضروری　　کی جائے اشاعت اُنکی پوری

دل کو تیرے خرابیوں سے　　صدمے پہونچاتی ہے وہ کیسے؟
ہے تیرے وہ ہاتھ باندھ دیتی　　کرتی ہے تباہ تیری کھیتی
ہوتا نہیں پھر بھی کچھ تنبّہ　　کرتا نہیں اُس طرف توجہ

کیا تو نہیں چاہتا بتادے؟　　کیا یہ نہیں مدعا بتادے؟
تو اپنے کمینے پن کو چھوڑے　　مُنھ جذبۂ بزدلی سے موڑے
یا جذبۂ غیر منصفی کو　　دل میں نہ جگہ دے چاہے جو ہو

آنے نہ دے اپنے پاس زنہار　　آزردہ دلی کو تو خبردار!
اُس پر نہ چڑھا خلاف موقع　　دینداری کا ذرا ملمع
تجھکو وہ کہیں سکھلے خزانے　　دھوکا نہ دے عقل کے بہانے

تجھ کو مذہب تو ہے سکھاتا　　خوف داور خدائے یکتا
ڈال اُسپہ نہ کاش پردۂ غیب　　بیکار نہ کھینچ گردۂ جیب

آزردہ دلی سے کیوں اذیت — دے عقل کو جو ہے وجہِ راحت
اِن دونوں میں اختلاف ہے سخت — تو اُسکو بڑھا نہ اور کمبخت!

جس پر پڑ جائے کچھ مصیبت — آزردہ دلی ہے اک علامت
کیوں ترک خوشی کرے گا کوئی — اک چشمہ ہے جسکا دل میں جاری
بے وجہ بھی دل کو مردِ دانا! — اچھا نہیں غمزدہ بنانا

صورت غمگیں فقط بنانی — اجرت لیکر ہے نوحہ خوانی
چہرے کا اثر پڑے گا دل پر — افسردہ رہے گا وہ سراسر

موقع پہ انحصارِ غم کیا؟ — ہوتا ہے وہ جس سبب سے پیدا
دیکھو تو وہی سبب کسی جا — ہے مایۂ انبساط گویا

جب راہ میں تیری ابر چھائے — تو چہرہ جو منقبض بنائے
مٹ جائینگے اُس سے کیا وہ بادل — خود ٹھیریگا تیرا فعل مہمل
دانا تر ہیں وہ تیرے ساتھی — کرتے ہیں جو اُسکی مدح خوانی
جو ہو متحمّلِ مصائب — گھیریں جو وقت اُسے نوائب
بے صبر سے کام ہو نہ مغموم — ہمت سے نہ دل ہو اُس کا محروم
مصنوعی واہ واہ حالی — پیدا ہوتی ہے دکھا دکھی

افسردہ دلی ہے عکسِ فطرت — رک جاتا ہے اُس سے جوشِ قدرت
فطرت کو جو ہے پسند دیکھو! — کرتی ہے یہ ناپسند اُسکو
بھاری طوفاں سے جیسے گرکر — اُٹھتا نہیں پھر درخت کا سر
یونہیں دلِ مردہ کی ہے حالت — دیتی ہے جواب اُسکی قوت

بارش جب ہو پگھلتی ہے برف — یونہیں جب آنسوؤں کا ہو صرف
جاتی رہتی ہے تازہ روئی — کرتی نہیں عود نرم خوئی

موتی تیزاب سے جو چھو جائے — بے آب ہو ساری آبرو جائے
تیزاب میں ڈال دو جو اُسکو — گل جائے ذرا نہ دیر پھر ہو
یونہیں، آزردہ خاطرِ انساں! — ہوتا ہے خوشی کا تیری نقصاں
افسردگی آہ تیرے دل پر — چھائی رہتی ہے زندگی بھر

سڑکیں ہوں، خواہ شاہراہیں — افسردہ دلی پہ کر نگاہیں
یہ چیز ہے ایسی نفرت انگیز — کرتے ہیں سبھی تو اس سے پرہیز

نہوڑائے ہوئے سر اپنا ہے کون؟ — ہر گل ہے جیسے درختِ خوش لون
جڑ جسکی تبر سے کٹ گئی ہو — یعنی قسمت پلٹ گئی ہو

افسردہ دلی ہے اور آہیں   پیوست زمین میں نگاہیں
کچھ کام نہیں جز اشک ریزی   جسمیں نہیں کوئی نفع خیزی
خاموش زباں سیئے ہوئے لب   بے عقل و تمیز، نا مہذب
لاعلم اس سے بھی بے ادب ہو   افسردہ دلی کا کیا سبب ہو؟

قوت نے دیا جواب اس کی   حالت بالکل خراب اس کی
کس درجہ اُتر گیا ہے چہرا   کیا جانیے ہو گیا اسے کیا
کُھلتا نہیں کچھ بھی کیا ہو اسرار؟   جنگل میں ہے موت کے گرفتار

فہمیدہ ہے دلنواز ہے تو   دیندار ہو راستباز ہے تو
اس کی غلطی کو خوب پہچان   دانشور ہے نہیں ہو انجان

خالق جو ہے رحم کرنے والا   رحمت سے کیا ہے اُس نے پیدا
اس حزن کا تیرے پھر سبب کیا   خوش رہنے کو کیا نہیں بنایا
ہوتی نہ خوشی جو تیری مقصود   پیدا کرتا نہ تجھکو معبود
اُس کے جاہ و جلال کو دیکھ   اُس کے حُسن و جمال کو دیکھ
مُنہ اُس سے بتا چھپائے ہو کیوں؟   رونی صورت بنائے ہے، کیوں؟
جو لطف و کرم ہے تجھپر اُس کا   کیا اُس کو حقیر ہے سمجھتا؟

رہ کر رہتا ہے شاد و خرم
عزت کر اپنے رب کی ہر دم
ہو کر نہ اسیرِ یاس و حرمان
کر نعمتِ ایزدی کا کفران

کی ہے قدرت نے ساری دنیا
حادث متغیر اس نے پیدا
کیوں اس کے تغیرات پر تو
بیوجہ بہائے اپنے آنسو
ایسی جرأت ہے نامناسب
وہ تجھکو دیا جو تھا مناسب

قدرت کے جسقدر ہیں آئین
دینگے وہ تیرے دل کو تسکین
قانون سے تو نہو جو آگاہ
تیرا ہی قصور ہے یہ واللہ
آنکھوں کے سامنے ہے مشہود
ہے سب میں ثبوت اس کا موجود

تو خوب سمجھ لے مردِ دانا!
دراصل نہیں یہ کام تیرا
دنیا کے لیے بنائے قانون
اس کا جو ہو مدعی وہ ملعون
قانون بنے ہیں جو وہ متعمیل
کر صدق دلی سے اُن کی تعمیل
کیسے ہی وہ کیوں نہوں تجھے کیا
معذوم اگر اُن سے تو رہے گا
بڑھ جائے گی اور دل کی تکلیف
غم میں ہرگز نہو گی تخفیف

قدرت کے ہیں جس قدر قوانین
تعمیل کر اُن کی ہو گی تسکین
پہونچے گی نہ پھر کوئی اذیت
چہرے پہ رہیگی اک بشاشت

گردن پہ جُوا اُٹھائے ہے بیل — دل پر نہیں اُس کے اک ذرا میل
گو پشت پہ ہے سوار کا بار — بے فکر ہے اسپ تیز رفتار

تو غم کا نہ سُن کبھی ترانہ — یہ اُس کا فقط ہے اک بہانہ
کر دے گا وہ دُور سب مصیبت — مجھ سے سُن غم کی تو حقیقت
گر اُسکو دوا کے طور پر بھی — جائز رکھے جہاں میں کوئی
ثابت ہوگا وہ زہر قاتل — ہو جائے گی نیست ہستی دل
غم تجھ سے اگر کرے سر دست — سینے میں ہو تیرے تیر پیوست
آہستہ سے میں نکال لوں گا — راحت اس طرح تجھکو دونگا
تو خوب سمجھ کہ ہے یہ تدبیر — سینے میں اک اور اُتار دے تیر

آزردہ دلی ہے سخت عیّار — کرتی ہے یہ دوستوں کو بیزار
مائل ہوا جسکا اسطرف دل — رہتا نہیں بات کے وہ قابل
ہے گوشہ نشیں جہاں بناتی — دُنیا کو ہے یہ خبر سُناتی
اتنا افسردہ اس کا دل ہے — حالت سے اپنی خود خجل ہے

قابو سے ہے گو یہ تیرے باہر — دل میں ترے تیر جو کرے گھر
اُس سے نہ گزند کوئی پائے — یعنی ایذا نہ کچھ اُٹھائے
یہ بھی نہیں مقتضائے عقلی — محسوس نہو اذیّت اس کی

لیکن تیرا ہے بس یہی فرض سُن کان لگا کے تو مری عرض!
مایوسِ حیات ہو نہ بالکل مردانہ وار کر تحمّل

آنکھوں سے بہیں ہزار آنسو فرق آئے نہ صبر میں سرِ مو
لیکن بے وجہ اشکباری ہر دم بے موقع آہ و زاری
اِن باتوں سے اک ذرا حذر کر دامن کو، نفس کے نہ تر کر

ممکن نہیں آنسوؤں سے اظہار اُس غم کا جو دل میں ہو گرانبار
یونہیں الفاظ سے ہے مشکل درکِ اثرِ مسرتِ دل

انساں غم سے ہے زندہ در گور کر دیتا ہے روح کو یہ کمزور
انسان انساں نہیں ہے رہتا عمدہ کوئی کام کر سکے کیا
پژمردہ دلی کا ہے یہ انجام ہوتا نہیں نیک بھی کوئی کام

اے نفس! ذرا بہت خبردار! آزردہ دلی سے خوب ہشیار!
نقصان اِس میں جو بالیقیں ہو اُس کی کوئی جزا نہیں ہو
اِس طرح سے ہو نہ گرمِ فریاد نیکی بعوضِ بدی ہو برباد

بتیسواں باب

(اُمید و بیم)

امید کے وعدہائے رنگیں
مانندِ گلاب، عطر آگیں
شیریں، دلکش نظر میں مقبول
جیسے کھلتا ہوا کوئی پھول
لیکن ہے بیم، خارِ سر تیز
دل کے لیے سخت وحشت انگیز
اُسکی دھمکی ہی جانستاں ہے
گویا اک زخم خونچکاں ہے

کاموں میں نہ دے بارے سُستی
ملحوظِ نظر رہے درستی
کیوں نفع کی رکھ کسی سے اُمید؟
کیوں بیم سے کانپ صورتِ بید؟
خاموش معاملات سُلجھا
ہمواریِ طبع تا ہو پیدا

واجب کاموں میں کر نہ اہمال
ہو موت کا خوف بھی تو کر ڈال
بے خوف بدی سے کر نفور
لیکن زیبا نہیں تفاخُر
نیک آدمیوں کا یہی ہو دستور
دل کو کر نیکیوں سے معمور

رکھ دل میں امیدِ کامیابی
کاموں میں پڑے نہ تا خرابی
مایوسیِ کو سمجھ کے منحوس
کر دل کو کبھی نہ اُس سے مانوس

کر بیم سے کیوں دو نیم دل کو؟ قوّت دے قلبِ مضمحل کو
روحِ پژمردہ، ہمتِ پست کردیتی ہے آدمی کو بیدست

ہر خوف ہے باعثِ مصیبت اے مردِ خدا نہ ہار ہمّت!
اُمید کو جان، قوّتِ دل کر اپنی مدد بہمّتِ دل

دیکھا ہو تو نے گر شترمرغ مخفی کرتا ہے سر شترمرغ
ہوتا ہے دوچار جب محن سے، رہتا ہے بے خبر بدن سے
یونہیں بزدل کا خوف اُسکو رسوا کرتا ہے جب خطر ہو

کیسا ہی ہو سخت کام لیکن تو اُسکو سمجھ نہ غیرِ ممکن
کردے گی وگرنہ اور مشکل خود تیری ہی نا امیدیِ دل
ثابت قدم آدمی کا ہر کام پاتا ہے بغیرِ دقّت انجام

اُمیدِ فضول سے نہ ہو خوش جان اُسکو ذریعۂ توحّش
ہے اُسپہ بھروسا بیوقوفی کانٹوں میں اُلجھ نہ مردِ صوفی!

بھول اسکو نہ تو کہ یہ ہے واجب ہوں خواہشیں تیری سب مناسب
ناممکن بات کی نہ کر آس ورنہ دُکھ دے گی شدّتِ یاس

ہر قسم کی کامیابیوں کا سہرا یوں تیرے سر بندھے گا
مایوسی سے نجات پاکر پائے گا مرادِ دل سراسر

تینتیسواں باب

(راحت و غم)

اتنا نہ خوشی میں مست ہو جائے — انساں کا دل، جو پست ہو جائے
یا رنجِ گراں سے اتنا دب جائے — جو چہرۂ دل پہ مردنی چھائے
دنیا میں ہے کون چیز ایسی؟ — جو تیری خوشی کو دے ترقی
یا ایسی ہے کون سی خرابی؟ — تحلیل ہو جس سے روح تیری

کرلے منظور میری درخواست — ڈال ایک نظر ذرا چپ و راست
وہ داہنے ہاتھ والی تعمیر — ہے بارے نگہ کے حق میں زنجیر
مندر یہ کیسا بنا ہوا ہے — سورج سا جگمگا رہا ہے
باہر سے منقّش و مصوّر — آراستہ ہے تمام اندر
ہر سو جس کے بہارِ صد رنگ — دیکھے تو شگفتہ ہو دل تنگ
جس کا ہر جزو ہے خوش اسلوب — سر سے پا تک ہے خوب ہی خوب
ہے صحن بھی دلکشا لق و دق — کچھ لوگ مچا رہے ہیں ہُو حق
تو دیکھلے اُن کی رنگ رلیاں — کرلیگا شناخت خود مری جاں
کس کا یہ مکاں ہے خلد آثار — جسکے در و بام سب طلاکار
دروازے پہ بالکہ کھڑی ہے — رستے کی طرف نظر لڑی ہے
ہنستی ہے کبھی کبھی ہے گاتی — راہگیروں کو ہے غرض بلاتی

کہتی ہے کہ آؤ جلد آؤ　　بس عیش کرو مزے اُڑاؤ
جتنی ہیں نعمتیں یہاں پر　　ہوں گی نہ کہیں تمھیں میسّر

لیکن سُنلو ذرا، خبردار!　　آنا جو کبھی اِدھر تو ہشیار
داخل ہونا نہ اِس مکاں میں　　فرق آئیگا ورنہ عزّو شاں میں
رکھتے ہیں یہاں جو آمد و رفت　　پہنے ہوئے جامہائے زربفت
رکھنا اُن سے نہ تم سروکار　　ہو جاؤگے ورنہ پھر گرفتار

اولاد خوشی کی ہیں وہ بنتے　　اِس بات پہ فخریہ ہیں تنتے
ہر وقت ہیں قہقہے لگاتے　　شاد و خرّم نظر ہیں آتے
مانے اُن کا کہا نہ انساں　　دیوانے وہ سب ہیں اور ناداں

اُن کا ہر بدی کے ہاتھ میں ہاتھ　　ہردم صدہا خرابیاں ساتھ
جاتے ہیں کشاں کشاں سوئے مرگ　　پاس اُن کے نہ ساز ہے نہ کچھ برگ
خطرے چاروں طرف ہیں موجود　　آرام و سکوں ہے دل سے مفقود
قدموں کے نیچے پُرخطر غار　　اُن سب کے نگلنے کو ہے تیار

ہاں بائیں طرف بھی اب نظر ڈال　　معلوم تو ہو وہاں ہے کیا حال؟

وہ تیرہ و تار ایک وادی　　رہبر نہ جہاں، نہ کوئی ہادی
بھولے سے جو آنکھ ادھر کو اٹھ جائے　　انساں کی نگاہ ٹھوکریں کھائے
پُر ہول اک دشت پُر خطر بن　　رنج و غم کا یہی ہے مسکن

ہر غار یہاں وہاں عفریت　　فریاد و فغاں کا نام ہے گیت
آہیں اُٹھتی ہوئی جگر سے　　بارش اشکوں کی چشمِ تر سے
غم دشمنِ خلق، دیو پیکر　　خوش ہوتا ہے جو مصیبتوں پر
چنگھاڑ کے کہہ رہا ہے ہر آں　　یعنے میں ہوں عدوے انساں

انساں کے واقعات سُنکر　　روتا ہے یہ زار زار اکثر
انسان اِس کی نظر میں ہیہات!　　ہستی کمزور اور بد ذات
رکھتا ہے اُسی کا تذکرہ یہ　　کرتا ہے اُسی پہ تبصرہ یہ

گویا اِس کی نظر میں دُنیا　　اک گھر ہے خرابی و بدی کا
ہے دودِ جگر سے اپنے رنگتا　　ہر چیز کو یہ جحیم آسا
ہے اِس کا مکان تیرہ و تار　　ہر سمت شکایتوں کا انبار
چھائی ہوئی ہر طرف اُداسی　　کُل گھر کی زمیں لہو کی پیاسی

غافل! یہ ہے ایک قید خانا　　ہاں! اِسکے قریب تو نجانا

ہر سانس یہاں ہے زہر آلود — راہیں عشرت کی جملہ مسدود
وہ پھول وہ پھل وہ تازہ ہر شے — آراستہ جن سے باغِ جاں ہے
پاؤ گے یہاں پہ خشک یکسر — ٹکنا اِس میں محال دم بھر

دیکھا پہلے خوشی کا مامن — دیکھا پھر تو نے غم کا مسکن
دونوں یہ ہیں قابلِ تنفّر — ہنر لگہ خاص بہرِ تغیّر
انساں تو ہے اگرچہ دانا — اِن کے اندر کبھی نہ جانا
ہاں دونوں کے بین بین اک راہ — ایسی بھی ہے جو ہے تیرے دلخواہ
اِس رہ پہ تو اگر چلے گا — محفوظ مقام اک ملے گا
یہ باغ ہے امن و صلح کا باغ — ہر لالے کا دل یہاں ہے بے داغ
خود صلح و حفاظت و قناعت — ہیں اس میں مقیم در حقیقت
آسودہ دلی یہاں ہے موجود — ہنگامۂ فتور و شین مفقود
رہنے والوں کی طبع یکلخت — سنجیدہ تو ہے مگر نہیں سخت
یاں راحت و غم کو رہنے والے — ہیں دیکھتے ایک ہی نظر سے

بالا خانے پہ صلح چڑھ کر — ہے دیکھتی رہتی اُن کو اکثر
جن کو گھیرے ہوئے ہے ادبار — جہل و زحمت میں ہیں گرفتار
ہاتھوں سے خوشی کے کوئی برباد — کوئی بیدادِ غم سے ناشاد
دونوں ہی جماعتیں ہیں روتی — بیٹھی ہوئی مفت جان کھوتی

انسان! مآل بیں جو تو ہو — عبرت کی نظر سے دیکھ اُنکو
ہے جادۂ اعتدال پُر اَمن — یہ راستہ ہے کمال پُر اَمن
چلنا ہے اگر تو چل اِسی پر — دنیا میں چین سے بسر کر

چونتیسواں باب

(غُصّہ)

طوفان آتا ہے جب بہت سخت — گرتے ہیں درخت اُکھڑ کے یک لخت
درہم برہم تمام اشیا — کردیتا ہے اک ہوا کا جھونکا
یا زلزلہ صفحۂ زمیں کو — جنبش دیتا ہے جب تو دیکھو!
گرتے ہیں ہزارہا مکانات — ہوتے ہیں تباہ شہر و دیہات
غصہ بھی بعینہٖ اسیطرح — ان دونوں سے کم نہیں کسی طرح
غصہ ور کے غضب کی شدت — برپا کرتی ہے اک قیامت
غصہ اِک قسم کا جنوں ہے — اُس سے بھی بلکہ کچھ فزوں ہے
اِک آتشِ مشتعل ہے غصہ — اِک دیوِ سیاہ دل ہے غُصّہ
غصہ بدمست اک شرابی — جسکو گھیرے ہوئے خرابی
خطرہ، بربادی اور نقصان — غصے کے یہ سب ہیں سازوسامان
غصہ ہی برقِ خرمنِ عقل — نقصان رسان و دشمنِ عقل

اپنی کمزوریوں پہ کر غور — رکھ مدِ نظر اُنھیں بہر طور
پہونچے جو دوسروں سے نقصان — غصہ کے عوض کر اُنپہ احسان

غصے کی ادا پہ ہو نہ لہلوٹ — وہ تیرے ہی دل کو دیگا اک چوٹ

ہے تیرے لیے وہ آفتِ جاں — تیری دولت کا اُس سے نقصاں

غصے کا نہ لے کبھی اثر تو — تا ہو دانش سے بہرہ ور تو
آنے نہ دے اُسکو اپنے دلمیں — بوئیگا وہ زہر آب و گل میں
جب تک سر پر یہ جن رہیگا — دل تیرا نہ مطمئن رہیگا
ہوگا ہر دم مخلِ راحت — بھیجے گا تجھی پہ پھر یہ لعنت

جب جوشِ غضب ہو لے ہکو نام! — اُس وقت کبھی نہ کر کوئی کام
طوفاں میں جو ہو جہاز رانی — کیا تجھ کو ڈبو نہ دے گا پانی؟

غصّہ سے عقلِ غصّہ ور پر — پڑ جاتا ہے پردہ اے خردور!

ہے ہوش و حواس میں اگر تو — اُن کی حالت پہ کر نظر تو
غصّے میں جو راہ سے ہیں بے راہ — عبرت حاصل کر اُن سے للہ
کر اپنے مزاج کی درستی — اچھّی نہیں دیکھ اس میں سستی

غُصّے کا اگر ہو ضبط مشکل — حملہ پہلے ہی روک اے دل!
غُصّے کے ہوں جسقدر مقامات — پرہیز رکھ اُن سے دیکھ دن رات!
غُصّہ کرتا ہے جس طرح دار — اُس سے رہ خوب ہی خبردار!

بدلہ لینے کی بد ہے خواہش — پیدا کرتی ہے دل میں کاہش
دے غُصّے کو بھی جگہ نہ دل میں — ورنہ ترے قلبِ مضمحل میں
ہر دم تکلیف ہی رہے گی — صدمے تری روح خود سہیگی
اچھے ہیں جس قدر خیالات — خون اُن کا کرے گا غیظِ بدذات

رہ خواہشِ انتقام سے دُور — نقصان رساں ہو تیرا مشکور
نقصان کی مانگ خود معافی — دکھلا اندازِ سینہ صافی

بدلے کی جو گھات کا ہے جویا — وہ اپنی ہی گھات میں ہے گویا

ہو تیرے جواب میں جو نرمی — ٹھنڈی ہو گی غضب کی گرمی
ہو جاتی ہے سرد آگ جیسے — پانی کے دو جب اُس پہ چھینٹے
دے نرم جواب پھر بنا دوست — دشمن بن جائے گا ترا دوست

گستاخیوں پر وہ ہو غضبناک — جس شخص میں کم ہو عقل و ادراک
عاقل سُن کر کلامِ پُرجوش — ہو جائیگا ہنس کے آپ خاموش
دانشمندانہ طرزِ تحقیر — دراصل ہے بدترینِ تعزیر

اے دل ہیں بہت کم ایسی چیزیں — قابِل غُصّے کے جن کو سمجھیں
غیر از ناداں کرے جو غصّا — تو خود مُتعَجِّب اُسپہ ہو گا

وہ چیز ہے جس کا نام غُصّا — کمزوری و جہل سے ہے پیدا
پہلے غُصّہ کرے گا ناداں — انجام میں ہو گا خود پشیماں
شرم آئے گی پھر پسینہ بن کر — افسوس سوار ہو گا اُسپر

لیکن غُصّہ جہاں ہوا جب — پرہیز اُس سے نہیں مناسب
رہ اپنے ضرر رساں سے ہشیار — غفلت اِس میں نہ کر خبردار!
جب تو اِسپر عمل کرے گا — تجھ سے "اندھیر" خود ڈریگا
جُھکتیں گے سزا ستانیوالے — دب جائینگے سب دبانیوالے

پینتیسواں باب

(ترحّم)

موسم میں بہارِ جانفزا کے — ہوتے ہیں شگفتہ پھول جیسے
پھل جاتے ہیں تا بہ صیف اشجار — پک کر ہوتی ہے فصل تیار
ہیں رحم کے بھی یہی نتائج — بر آئیں گے تیرے کُل حوائج
اُن پر جن کے ہوں غمزدہ دل — کر رحم کی برکتوں کو نازل

اوروں پہ رحم جو کرے گا — اُس کی ہمدرد ہوگی دُنیا
جو دل نہیں خوگرِ ترحّم — اُس کے ہمدرد کیوں ہوں مردُم؟

بزغالے کی بیکسی پہ قصّاب — کرتا نہیں اپنی آنکھ پُر آب
بے رحم کا بھی اسی طرح دِل — ہوتا نہیں غمزدوں پہ مائل

جو چشم رحیم سے بہا ہے — شبنم سے وہ اشک خوشنما ہے

سُن کر غُربا کی آہ و زاری — احساس جسے نہو وہ ناری
بے جرم اسیرِ غم اگر ہو — کر نرم کچھ اپنے سخت دِل کو

ہو خواہ یتیم خواہ بیوا — مانگے جو مدد اگر اُسکی سیوا
امداد اُنھیں نہ جب کوئی دے — لے اُن کی مدد کو اپنے ذمے

مفلس کوئی راہ کے کنارے — مرتا جو ہو سردیوں کے مارے
دے اُسکو نجات اُس بلا سے — جا کر کمل کوئی اُڑھا دے
خیرات جو کر تو حق ہو راضی — حاصل ہو مسرتِ حقیقی

بستر پہ مریض جب پڑا ہو — تکلیف سے آہیں کھینچتا ہو
زنداں میں ہو یا کوئی گرفتار — آفت زدہ، نامراد، ناچار
یا پیرِ ضعیف کوئی کمزور — پژمردہ دلی سے زندہ درگور
یہ تیری طرف جب آنکھ اُٹھائیں — یعنے بہرِ مدد بلائیں
لازم نہیں تجھکو چشم پوشی — بیجا اِس وقت ہے خموشی
ضائع ہو فضولیات میں مال — اُس سے بہتر ہے یہ بہر حال
ایسے مجبوروں کی مدد کر — اور اُن کے سوال کو نہ رد کر

اِس بات کو یاد رکھے انساں — کس کام کا ورنہ اُس کا ایماں
ہوں گی اُمیدیں بارور سب — خیرات کرے بصدق دل جب
خالی لفظیں مفیدِ مطلب — ہو سکتی ہیں ورنہ جانِ من کب؟
یعنی درکار ہیں بہر حال — اقوال کی طرح نیک اعمال

کس کام کا کہیے وہ ترحّم؟ جس سے نہ ہو رفعِ رنجِ مردم

چھتیسواں باب

(محبت اور خواہش)

ہشیار! اے نوجوان ہشیار!
بد مستیوں سے ذرا خبردار!
دامِ زنِ فاحشہ میں ہرگز
پھنسنا تجھکو نہیں ہے جائز
جوشِ دیوانگی ہے بیڈھب
ہو جائے نہ فوت اصل مطلب
جب خواہشِ نفس ہوگی غالب
ہونگے برباد کُل مطالب
اندھا کر دیگا تجھکو یہ جوش
سوجھیگا نہ کچھ اڑینگے یوں ہوش

سُن کر شیریں کلام اُس کا
اُس کے بہلانے میں نہ تو آ
میٹھی میٹھی یہ اُس کی باتیں
سوچی سمجھی ہوئی ہیں گھاتیں
خضرائے دِمن پہ شیفتہ ہو
بد اصل پہ کیوں فریفتہ ہے؟

چشمہ دل کی مسرتون کا
ہو جائے نہ خشک ہوش میں آ
چھوڑیگا نہ تو اگر یہ عادت
منھ موڑیگی تجھسے اپنا راحت
گھیر یگا شباب ہی میں پھر شیب
پیدا ہوں گے ہزار ہا عیب
ڈھلتے ہی شبابِ عمرِ فانی
ہو جائیگی تلخ زندگانی
ہوں گی یہی قدریانِ خود کام
طعنہ زن تجھپہ سرو اندام
تجھ میں نہیں مردمی کی قوت
کیونکر وہ کریں تری رفاقت

ہو نیک صفت اگر حسینہ　　وہ شرم و حیا کا ہو خزینہ
تارے ہوں فلک کے یا کہ ہو چاند　　سب کا نور اُس کے آگے ہو ماند
اُس کا حُسن و جمال دلکش　　اُس کی ہر چال ڈھال دلکش
شکل و سیرت کی دلفریبی　　کر دے گی دو چند جامہ زیبی

سینے پہ اُبھار ہلکے ہلکے　　دو پھول دھرے ہوئے کنول کے
پیاری دلکش، وہ مسکراہٹ　　شرمائے، لجائے پائے آہٹ
ہر آنکھ بلا ہی کی رسیلی　　چتون کریں قہر کی نشیلی
بھونرا آنکھوں کو دیکھ اگر پائے　　اُن کے اُس بھولے پن سے شرمائے
پاکیزہ و سادہ قلب روشن　　عفّت کا حیا کا جسمیں مسکن
شیریں وہ اُن لبوں کے بوسے　　زنبورِ عسل بھی دل مسوسے
ہر سانس وہ اُسکی عطر آگیں　　جسپر صدقے شمیمِ نسریں

اِس حُسن پہ تو اگر ہو شیدا　　دل پر اچھا اثر ہو پیدا
لیکن ہو پاک وہ محبت　　اُلفت میں نہ ہو ہوس کی شرکت
بلبل کی طرح نہ جوش دکھلا　　پروانہ صفت خموش جل جا
اِس آگ سے دل جو گرم ہوگا　　شیشہ یہ پگھل کے نرم ہوگا
خود شعلۂ عشق اے ہوسناک!　　کر دیگا جلا کے روح کو پاک

سینتیسواں باب

(مستورات کے فرائض)

اے نیک نہاد، نیک اختر! | پاکیزہ مزاج، پاک دختر!
دو چیزیں ہیں عشق دوربینی | لے دونوں سے درس تو یقینی
سچی جو نصیحتیں ہوں سن کے | اپنے دل میں انہیں جگہ دے
بڑھ جائے گی دل کی اور خوبی | ہوگی ترے حسن کو ترقی
رہنا ہے گلاب دیکھ کیونکر | مرجھانے کے بعد بھی معطر
اے پاک نظر! رہیگی دائم | دل میں تری یاد یونہیں قائم

جب ہو ترا عالم جوانی | ایام بہارِ زندگانی
کچھ بوالہوسانِ نوجواں جب | تجھ سے چاہیں حصول مطلب
ظاہر کریں گرمیِ محبت | ڈالیں تجھ پر نگاہِ الفت
اُن کا یہ رنگ جب نظر آئے | تہ کو مقصد کی تو پہنچ جائے
اُس وقت یہ چاہیئے مری جان | اُن سے رہے ہوشیار ہر آن
اُن کی باتوں پہ تو نہ جائے | اُن کے بھلانے میں نہ آئے
سُن لے اہلِ غرض کی گفتار | اُسیر نہو کا ربند زنہار!

دنیا میں ہوئی ہے خلقتِ زن | کیوں؟ اس لیے تا کہ انتظام

ہمدرد کی مونس و مددگار | غمگیں جو وہ ہو تو یہ ہو غمخوار
اس واسطے خلق کب ہوئی ہے | ناپاک معاملے کرے سطے
کچھ بوالہوسوں کا دل لبھائے | نفسانی خواہشیں بڑھائے
عورت ہے مرد کی مددگار | تا زندگی اُسکو ہو نہ دشوار
دکھلا کے خلوص کی تجلّی | دیتی رہے رنج میں تسلّی
جب اُسکو ہو فکرِ خانہ داری | باتیں کرے اُس سے پیاری پیاری
گھر بھر کا وہ بار جب اُٹھائے | یہ مہر و وفا سے دل بڑھائے
ہر فرد کا وہ رہے خبرگیر | دل کو یہ کرے ادا سے تسخیر
اطفال کی پرورش کرے مرد | دے اُسکو مدد یہ بن کے ہمدرد
غمخوار ہے، مونسِ محن ہے، | ہمدم، ہمدردِ مرد زن ہے

وہ کون ہے غیرتِ گلِ ورد؟ | جسکے قابو میں ہے دلِ مرد
خاوند کا جذبا حنا ذاں ہے | اُسپر ملکہ یہ حکمراں ہے

بھولی صورت وہ موہنی ہے! | جسپر غش پاکدامنی ہے
دلکش چہرہ نقاب آلود | عارض شرم و حجاب آلود

اشغال سے کب ہو اُسکو فرصت | ہرزہ گردی سے سخت نفرت

پوشاک ہے پاک صاف اُسکی
شہرت ہے اختلاف اُسکی
انداز ہیں رنگِ خوش ادائی
تصویرِ حیاتِ پارسائی
ہر بات میں عجز و انکساری
اخلاق کا تاج سر پہ بھاری

آواز سے دلکشی نمودار
خوش رنگ عقیقِ لب گہر بار
ہے دست ہیں میں دُور بینی
باتیں میں تمیزِ ہمنشینی
باتیں اُس کی حجاب آمیز
عنوانِ جواب راستی خیز
روحانی نیکیوں کا جوہر
قدموں پہ نثار اُس کے یکسر

آنکھوں میں تلطّف و محبّت
نظروں میں ترحّم و مروّت
پہنے ہوئے خوبیوں کا زیور
عِفّت کا سہرا اُس کے سر پر
اُس کے آگے ہو کون بیباک؟
ہے بند زبانِ ہر ہوسناک
لب جلوۂ راستی سے خاموش
دِل میں لیکن خلوص کا جوش
فرمانبرداری اور عزّت
شوہر کی محبّت و اطاعت
یہ اُس کے اصولِ زندگانی
سامانِ نشاط و کامرانی
اُس کا دل امن و صلح کا گھر
ہے نیک جزا اُسے میسّر

وہ مرد ہے کس قدر خوش اختر
جسکی بیوی میں ہوں یہ جوہر
ایسی ماں سے اگر ہو پیدا
بچّہ کیا خوش نصیب ہوگا

بطنِ زنِ پارسا سراسر   بچّی سیپی سے بھی ہے بہتر

گھر ہوگا وہ امن و صلح کا گھر   ایسی عورت ہو جس کے اندر
ایسی عورت جو منتظم ہو   گھر کو رشکِ بہشت سمجھو
زیبا ہے اُسکو حکمرانی   شوہر کی مطیع، گھر کی رانی

ہونا بیدار اُسے سویرے   کرنا کُل کام مُنھ اندھیرے
گھر والوں کو بانٹنا فرائض   سُننا اُن سب کے پھر عرائض
سارے گھر کا ہے جسقدر کام   دیتی ہے وُہی اُسے سرانجام

مصروفِ امورِ خانہ داری   مختارِ حسابِ ماہواری
محنت سے اُسے دلی محبّت   سب کی راحت سے اُسکو راحت
گھر کی ترتیب اور دُرستی   اس میں کرتی نہیں وہ سُستی
اچھی دیکھے جو گھر کی حالت   ہوتی ہے کمال اُسے مسرّت

اُس کی اعلےٰ خوش انتظامی   خاوند کی وجہِ نیکنامی
ملحوظِ نظر اُسے کفایت   اِسراف سے اُسکو سخت نفرت
ہو حُسنِ صفات کا جو مذکور   دل ہی دل میں وہ ہوگی مسرور

اطفال کی تربیت میں مشاق | تا عقل و تمیز میں وہ ہوں طاق
اچھی باتیں ہیں جتنی آتی | اپنے بچوں کو ہے سکھاتی

بچوں کو زبان اسکی قانون | انداز سخن پر اُسکے مفتون
اچھی جب تربیت ہیں پاتے | چلتے ہیں اشارے پر اُسیکے

ہیں لطف و عطا کے بسکہ خوگر | آواز پہ دوڑتے ہیں نوکر

حد سے نہ زیادہ خوش خوشی پر | آمادہ نہ غم میں خودکشی پر
ہر وقت اک اعتدال ملحوظ | ہر لحظہ دل اُسکا شاد و محظوظ

جو وقت ہو فکر مند شوہر | بہتر سے صلاح دے گی بہتر
اس طرح کرے گی دل کی تالیف | ہو جائے گی رفع اُس کی تکلیف
شوہر کو جہاں ملول پانا | شیریں سخنی سے دل لبھانا
ہے دل میں جو اُسکے جوشِ الفت | پاتی ہے جزائے حسنِ خدمت

اڑتیسواں باب

(سلسلۂ ازدواج)

بنتا نہیں بے دلھن کے دولھا | بے زن کے ہے مرد اُٹھا دُوجھا
انساں کو چاہیئے تاہل | اس میں نہ کرے کبھی تاَمّل
قدرت کا ہر ایک یہ بھی قانون | عاہل نہوا سے جو وہ ملعون
کر عورتوں میں سے منتخب ایک | بیوی ایسی جو ہو بہت نیک
پیدا کر جوہر شرافت | ہو جا! پھر داخل جماعت

حسب مرضی جُن ایک مطلوب | شادی سے پہلے جانچ لے خوب
تیری آئندہ زندگی کا | ہے دارومدار اسی پہ گویا

آفت ہے بلا ہے ایسی عورت | جسکو ہو پسند زیب و زینت
اپنی صورت پہ ہو جو نازاں | اپنی سج دھج پہ آپ قرباں
ہر وقت رہے بناؤ سے کام | آئینہ سحر ہمیشہ شام
پوشاک رنگی بندھی پسند آئے | تعریف پہ باغ باغ ہو جائے
گھر سے باہر قدم نکالے | نامحرموں پر نگاہ ڈالے
علانیہ وہ شوخ دیدہ جیرہ بانک | کھیلے جو مرد کی چھڑیوں سے بانک
غیروں کو دکھا کے اپنا جوبن | ہو صورتِ کبک قہقہہ زن

عورت جس میں ہوں یہ چلتر — ہو چاند سے بھی اگر وہ بہتر
اُس کو نظرِ دل میں تو سمجھ خوار — حاشا نہو دام میں گرفتار

رکھتی ہو مگر جو کوئی عورت — اچھّی سیرت حسین صورت
سنجیدہ مزاج و صلح جو ہو — دانشمند و شریف خو ہو
کر اُسکو پسند بہرِ تزویج — اچھّی ہو زمیں تو بوتے ہیں بیج
بیوی بننے کے ہے وہ قابل — ہر دم بہلائے گی ترا دل
عزّت کر ایسے دِلربا کی — اُسکو برکت سمجھ خدا کی

کر اُسکے سپرد اپنا گھر بار — گھر کی تیرے وُہی ہو مختار
نوکر چاکر تمام تیرے — فرمانبردار ہوں اُسی کے

اُس کے دل کو نہ مار ہرگز — فرمائشیں جسقدر ہوں جائز
پورا کر اُنھیں کہ ہے وہ تیری — فکروں میں شریک غم میں ساتھی
خوشیوں میں اُسے شریک تو کر — دل اُس کا نہ تا کہ ہو مکدّر

نرمی سے ہو مصلحِ طبیعت — سختی سے نہ لے کبھی اطاعت

تو اُس سے چھپا نہ رازِ دل کے — دیگی تجھے مشورے وہ اچھے

گر اُس کی صلاح پر عمل تو　　جانِ اُسکو رفیقِ بدعمل تو
یہ طرزِ عمل جو ہوگا تیرا　　دنیا کے فریب سے بچے گا

تیری ہمجنس و ہمزباں ہے　　تیری اولاد کی وہ ماں ہے
تو بھی ہو غمگسار و غمخوار　　بن کر اک شوہرِ وفادار
سختی اُس پر نہیں ہے زیبا　　کمزور ہے جسم، نازک اعضا
مُنصف ہے تو کر نہ جبر اُس پر　　خود اپنے عیوب پر نظر کر

تکلیف میں جب وہ مبتلا ہو　　ایذا جب درد کی سوا ہو
دے مہر و وفا سے اُسکو تسکیں　　دل تاکہ رہے نہ اُس کا غمگیں
تیری نظرِ محبت اُس پر　　ثابت ہوگی دوا سے بہتر

اُنتالیسواں باب

(والدین کے فرائض)

بخشے تجھکو خدا جو اولاد — کچھ فرض ہے تیرا رکھ اُسے یاد!
وہ کیا ہے، یہی کہ پرورش کر — اُن بچّوں کی اے امینِ داور!

اِس میں نہیں دوسرے کا کچھ بس — ناکس اُنھیں خواہ تو بنا، کس
اُن پر برکت ہو خواہ لعنت — ہوگی وہ تیری ہی بدولت
چاہے نالائق سکھا تو — یا فردِ مفید اُنھیں بنا تو

دے نیک ہی بچپنے میں تعلیم — پیدا کر اُن میں خوے تسلیم
دل میں سچّی نصیحتیں بھر — تا لہو و لعب کے ہوں نہ خوگر
اُن کا نگرانِ حال تو رہ — صورت گرِ خط و خال تو رہ

دے گا نشو و نما جو اِس طرح — معلوم ہے؟ وہ بڑھیں گے کس طرح
پھیلیں گے وہ اِس طرح کہ جیسے — جا کر سرِ کوہ تو جو دیکھے
ہوگا سروِ سہی سرافراز — جنگل کے درختوں بھر میں ممتاز

بیٹا وہ بُری ہو جس کی خصلت — ہے باپ کے حق میں طوقِ لعنت

برعکس اِسکے شریف بیٹا
پیری کا عصا، شرف کا تمغا

تیری ہی وہ کاشت کی زمیں ہے
اوروں کو دخل کچھ نہیں ہے
جسطرح بھی کر درست اُسکو
جو بوئیگا، کاٹے گا وُہی تو!

اولاد کو تو سکھا یہ الفت
فرمانبرداری و اطاعت
تیرے لیے خود، کہ ہے مُربّی
وجہِ برکت یہ بات ہوگی
کر جانبِ زُہد و وَرَع مائل
خجلت نہ کبھی ہو تا کہ حاصل

دے شکر گزاریوں کی تعلیم
ہوگی یہ مفید اُسے بتعمیم
یونہیں سکھلا اُسے سخاوت
ہر دل کو ہو تا کہ اُس سے اُلفت

محتاط بنا کہ تندرستی
پیدا کر دے گی دل میں چستی
سکھلا اندازِ دُوربینی
اقبال بڑھے گا خود یقینی

بچہ جو ہے محنتی، جفاکش
ہوگا نہ تعب سے وہ مُشوش
عادت محنت کی جب رہیگی
دولت میں کرے گا خود ترقی
بہرِ اصلاح دے جو تنبیہ
کر ذہن نشیں سب اُس کی توجیہ
تا نفس ہو مائلِ ستر گی
مالوفِ کریگی وہ بزرگی

تو نے انصاف اگر سکھایا — اُس کی عزّت کرے گی دنیا
سیکھے گا اگرچہ وہ صداقت — دل خود نہ کرے گا پھر ملامت
گر علم سے ہوگا بہرہ اندوز — بنجائیگا شمعِ بزم افروز
دیندار بنا تو بے توحّش — دارِ فانی سے جائیگا خوش

چالیسواں باب

(فرزندانہ اور برادرانہ فرائض)

مخلوقِ خدا سے جبکہ تو نے
حاصل کیے عقل کے نمونے
ہوں جتنی نصیحتیں زیادہ
حاصل کر سب سے استفادہ

جنگل میں جا کے دیکھ فرزند!
سارس کا بچۂ ہنرمند
ماں باپ کو لیکے بازوؤں پر
کس طرح ہلا رہا ہے شہپر
اُن کو لیجائے گا اُڑا کے
محفوظ جگہ میں تا بٹھا کے
ہو جائے وہاں سے پھر روانہ
اُن کے لیے لائے آب و دانہ
اولاد میں جبکہ ہو سعادت
دل کو ہوتی ہے ایسی فرحت
جس پر کہ تصدق اے مری جاں
مجموعۂ عطرِیاتِ ایراں
قربان عرب کے کُل مصالح
اُس پر، فرزند ہو جو صالح

کر شکرِ پدر کہ حکم رب ہے
وہ تیرے وجود کا سبب ہے
ہرگز ماں سے نہ اپنی گھبرا
نو ماہ شکم میں جس نے رکھا

اُس کی باتیں بگوشِ دل سُن!
موتی کی طرح نصیحتیں چُن!
اُن سب سے خلوصِ دل ہو پیدا
اولاد پہ ہے بڑا حق اُس کا

ہر وقت رہی تری خبر گیر
دل خون کیا تجھے دیا شیر
برسوں تکلیف خود اٹھائی
راحت جب جا کے تو نے پائی
ہنگامِ ضعیفی اُس کی خدمت
تجھ پہ واجب ہے اور عزت
تو اُس سے ادب کے ساتھ پیش آ
سُن بات کو، مان اُس کا کہنا

بچپن کو نہ اپنے کر فراموش
ماں باپ کے جبکہ تھا سرِ دوش
اب وہ کمزور و ناتواں ہیں
گویا اک مشتِ استخواں ہیں
امداد کر اُن کی پرورش کر
سامانِ اقامت و خورش کر
دنیا سے وہ تا کہ مطمئن جائیں
تجھ سے بچے ترے سبق پائیں
وہ بھی کریں یونہیں تیری خدمت
خدمت کی تجھے ہو جب ضرورت

اک باپ سے ایک ماں سے جب ہو
تم سب ہو پھر ایک غیر کب ہو
اک باپ نے کی ہو پرورش جب
اک ماں سے تھیں ملی خورش جب
تم سب نے پیا ہے شیر اُسی کا
ہر فرد میں ہے خمیر اُسی کا

بھائی بھائی، بہن بہن ہو
مل جل کے رہو تو خوش چلن ہو
فکریں وہ کرو کہ جن سے دائم
گھر میں رہے صلح و امن قائم

مجبور کریں جب اتفاقات
رہنا سہنا الگ ہو دن رات

ہو قطع نہ رشتۂ محبّت بھولو نہ برادرانہ اُلفت
اپنے بھائی بہن پہ ترجیح غیروں کو نہ دو کہ ہوگی تفضیح

اپنے بھائی بہن کو امداد دیتے رہو جب کہ ہوں وہ ناشاد
اک باپ کی ایک ماں کی اولاد کرتی رہے باہمی جو امداد
آپس میں میل جول رکھے دنیا میں ثمر خوشی کے چکھے
اک دوسرے کے رہو جب گیر کڑیاں ہیں جدا پر ایک زنجیر

اکتالیسواں باب

(دانائی اور بیوقوفی)

عقل و دانش ہے بخشش رب — اس فیض سے مستفیض ہیں سب
خالق نے اپنے حسب منشا — سب کو اس میں دیا ہے حصّا

دی ہے تجھے عقل سی جو نعمت — مضمر نہیں اس میں کیا یہ حکمت؟
جب سینہ ہے دانش سے معمور — تو اپنا قرار دے یہ دستور
صنف جہلہ کو کر نصیحت — داناؤں میں بیٹھ خود بعزت

ہے عقل سلیم کی یہ پہچان — جسمیں کہ نہو غرور کی شان
عاقل ہی کو ہوگا شک زیادہ — تبدیل کرے گا ہر ارادہ
ہوگا لیکن سفیہ ضدی — بدلیگا کبھی نہ رائے اپنی
شک دل میں کبھی نہوگا عارض — داناؤں سے ہوگا وہ معارض
اپنی دانست میں وہ گویا — ہر چیز سے باخبر ہے، الاّ
خود اپنی جہالتوں سے جن کو — چھوڑیگا کبھی نہ چاہے جو ہو

جو باتیں ہوں لغو ناز اُن پر — ہے قابل نفرت اے خردور!
بک بک بکنا بکنے یہ بری عادت — نادانی سخت کی علامت

تاہم ہے زیرکوں کا یہ کام | برداشت کریں تمام آلام
بیجا ہرزہ سرائیوں کو | سنتے رہیں چاہے اس میں جو ہو
جلتے ہلکے ہوں اور اوچھے | دیکھیں اُنھیں رحم کی نظر سے

فہمِ اعلیٰ پہ کبر و نخوت | ہے محض خلافِ آدمیت
کتنی ہی بڑی ہو عقل تیری | دیکھے گا یہ تو کہ وہ ہے اندھی

دانا کو ہیں نقص اپنے معلوم | ہے وہ ہُنر خوبیوں سے محروم
اپنے کو سمجھ رہا ہے لاشے | عاجز مُتحمّل اس لیے ہے
بھاتی نہیں اُسکو خودستائی | اپنے مُنھ اپنی ہی بڑائی
جھوٹی بھی ہو واہ واہ تاہم | ہو گا بے عقل شاد و خُرّم

معلومات اُس کی محض بیکار | اُس پر ڈینگوں کا ایک طومار
لیکن وہ امور، جہل جن کا | ہے باعثِ ننگ و عارِ دانا
اُن میں نہیں دخل اک ذرا بھی | کس کام کی، کہیے، ایسی شیخی

راہِ دانش میں بھی تگ و پو | بہرِ بیدانشی ہے ہر سُو
ایسی بیکار محنتوں کا | مایوسی و شرم ہے نتیجا

کرتا ہے مطالعہ خردور ۔ تا دل کو بنائے اپنے بہتر
رہتا ہے نفس پر وہ غالب ۔ حاصل ہوتے ہیں کُل مطالب
کرتا ہے فنون میں ترقی ۔ بڑھتی ہے یونہیں مسرت اُسکی
پہونچا کر نفع دوسروں کو ۔ پاتا ہے یہ منزلت وہ دیکھو!
دُنیا رکھتی ہے اے خردور! ۔ عزت کا تاج اُس کے سر پر

بیالیسواں باب

(دولت و محتاجی)

سوچو اے صاحبانِ ثروت — کیوں تم کو خدا نے دی ہے دولت؟
دولت کہ عطیۂ خدا ہے — صرف اُس کا اگر بجا ہے
ہوگا خوشنود حق تعالےٰ — مجلسوں میں ہوگا بول بالا

دولت ہے ذریعہ نیکیوں کا — اِس وجہ سے ہے مسرت افزا

کِس طرح سے اُس کا دل نہ ہو شاد — جو کر سکے بیکسوں کی امداد
منعم ڈالے گا ڈول ایسے — ایذا نہ توی ضعیف کو دے

پائیگا جنھیں وہ ذی لیاقت — دولت سے کریگا اُنکی خدمت
اس سے بہتر نہیں ہے ترکیب — پیدا ہو جس سے عام ترغیب
ناقدریوں سے بجھے ہوئے دل — پھر کسبِ کمال پر ہوں مائل
وہ فکر کرے گا اِس طرح کی — پائے گی ذہانت اک ترقی
اچھے منصوبے نیک ارادے — جو دل میں نہاں تھے مدتوں سے
فیاضیوں سے کریگا ظاہر — ایسی دولت ہے پاک و طاہر

کرتا ہے غنی بڑے بڑے کام
جس سے ہوتا ہے ہر طرف نام
دیتا ہے لگا کے دولت اپنی
ملکی ثروت کو وہ ترقی
جن جن کو وہ پیشہ ور ہے پاتا
اُن سب کو ہے کام سے لگاتا
ہر صاحب فن کو دیکے امداد
کرتا ہے نئے نئے وہ ایجاد

یہ خوب سمجھ لیا ہے اُس نے
زائد میری ضرورتوں سے
جو کچھ بھی ہے مال ہو کہ دولت
حقِ غُربا ہے درحقیقت
واجب حق سے کسی کو محروم
رکھتا نہیں وہ کہ ہے یہ مذموم

دولت پر اُسے ہے اس لیے ناز
نیکی میں نہیں وہ رخنہ انداز
اُس کی نازش بہت بجا ہے
جُز نفع ضرر ہی اس میں کیا ہے

لیکن وہ شخص لعنتی ہے
دولت کے جو نام پر ہستی ہے
دولت کرتا ہے جمع یک لخت
کرتا نہیں صرف کچھ بھی کمبخت
قبضے میں جو مال ہے وہ بیکار
حافظ سرِ گنج صورتِ مار
لیکر غُربا سے سخت محنت
دیتا نہیں اُنکو پوری اجرت
مُفلس اسپہ ہے خوش وہ بے حمیت
یعنے رکھتا ہے مال و دولت

دولت کو بڑھاتا ہے ہمیشہ
بیدردی و ظلم اُس کا پیشہ

چاہے بھائی کا حال ہو زار آئے اُسے رحم یہ ہے دشوار
بیوائیں ہوں یا کہ ہوں یتامے اُسکو نہیں ایک کی بھی پروا
چاہے جتنی کریں وہ زاری اُس کے دل پر جمود طاری

دل سخت عذاب میں گرفتار چہرے پہ برس رہی ہے پھٹکار
یاد آتی ہے جب سیاہ کاری دہشت ہوتی ہے دل پہ طاری
یہ دہ بچائی ہے جن کو اپنے ایذا یہ صبر پڑا ہے سب اُنھیں کا

اس طرح کا ہے اگر تونگر سمجھو اُسے مفلسوں سے بدتر

اسباب سکونِ قلبِ مفلس ہیں ذیل میں درج حسنِ ذی حس

جتنے مفلس کے ہونگے احباب ہونگے نہ خوشامدی نہ کذاب

نوکر ہوں گے، نہ گرد سائل جن سے ہر وقت تنگ رہے دل

مانا نہیں نعمتوں سے محظوظ اکثر امراض سے ہے محفوظ
گھیرے ہوئے منعموں کو سستی مفلس کو نصیب تندرستی
کاہل منعم کو کب وہ آرام جو اُسکو نصیب ہے سرِ شام

بھوک کی پیاس کی جو شدّت
کھانا، پانی بھی دینگے لذّت

مفلس کو جو لذّتیں ہیں حاصل
منعم کو کہاں وہ بالمقابل

اس کی سادہ غذا ہے بہتر
اُس کا بھاری پلاؤ دو بھر

اس کے حاجات جملہ محدود
صبر اور قناعت اس میں موجود

جتنا ملتا ہے اس کو اب لُطف
دولت حشمت میں ہر دہ کب لطف

منعم دولت پہ کیوں ہے مغرور؟
مفلس کیوں پاس سے ہے مجبور؟

جسکے جو چیز تھی مناسب
اُس نے بانٹی بطورِ واجب

منصف ہر ذاتِ پاکِ یزداں
اُس کی نظروں میں سب ہیں یکساں

مفلس ہو خواہ اہلِ دولت
کرتا نہیں وہ کبھی رعایت

سب کو دی ہے بقدرِ حاجت
اُس نے مخصوص ایک نعمت

بے زر ہو خواہ صاحبِ زر
اوسط میں ہر ایک ہے برابر

اپنی کم فہمیوں سے یہ بات
گر ہم نہ سمجھ سکیں تو ہیہات!

تینتالیسواں باب

(حاکمی و محکومی)

انساں! تو اس سے کیوں ہو مغموم؟ کیا عیب اِس میں؟ اگر ہے محکوم
اپنی محکومیت پہ افسوس بیجا ہو جب تو کیوں؟ کر افسوس
حالت یہ جس نے کی مقدر وہ ہے رزاقِ بندہ پرور
تو اس کو سمجھ نہ امرِ زائد اس میں بھی ہیں بیشتر فوائد
رہ کر محکوم دوسرے کا خدشے سے، فکر سے، بچے گا

انساں! ملازمت میں جب ہو بھولے نہ وفا و راستی کو
ہوگی اِس طرح اُس کی عزت شرطِ عظمت ہے حسنِ خدمت
نوکر کی دیانت و امانت ہے قابلِ قدر درحقیقت

مالک کو اگر ہو غصے کا جوش جھڑکی کو سن کر رہے یہ خاموش
جب اُس کے مزاج میں ہو گرمی دکھلائے جواب میں یہ نرمی
ٹھنڈا پڑ جائیگا وہ سب جوش ہوگا نہ سکوت یہ فراموش

وہ تجھ پہ اگر کرے بھروسا جتنا بھی ہو کاروبار اُس کا
ملحوظ رکھو اُس میں نفعِ مالک رہ جادۂ راستی پہ سالک

تیرا وقت اور تیری محنت　　سب کچھ ہے اُسی کا درحقیقت
پاتا ہے معاوضے میں تنخواہ　　دھوکا نہ دے اُس کو اے حق آگاہ!

جب تجھکو خدا بنائے حاکم　　اِس بات کا ہے لحاظ لازم
جتنے نوکر کہ باوفا ہوں　　دل سے مالک پہ جو فدا ہوں
مالک کرے اُن کے ساتھ انصاف　　رکھے ملحوظ اُن کے اوصاف
ایسے احکام دے نہ ہرگز　　جن کی تعمیل سے ہوں عاجز

انسان آخر ہے ہر ملازم　　سختی نہ کر اُسپہ یہ ہے لازم
ہوگا سختی سے خوف پیدا　　لیکن پھر اِس سے فائدہ کیا؟
برتاؤ وہ کر کہ درحقیقت　　پیدا ہو اُس کو تجھ سے اُلفت

جھڑکی کے ساتھ مہربانی　　ہے باعث رفع بدگمانی
ہو عقل کے ساتھ اگر حکومت　　محکوم کو ہوگی اک مسرت
تیری فہمائشوں کی تاثیر　　دل پر ہوگی بغیر تاخیر

دل سے وہ کریگا تیری خدمت　　معدوم نہوگا نقش اُلفت
نوکر تیرا ہی دم بھریگا　　ہر کام ہنسی خوشی کریگا

لطف و احساں سے تیرا نوکر | ہوگا طرزِ وفا کا خوگر
تو اُس کی وفاؤں کا صلہ دے | انعام بقدرِ حوصلہ دے

چوالیسواں باب

(حکمرانی و سیاست)

شاہا! ملکا! عزیز دادرا ہمجنسوں پر اپنے تو ہے افسر
ہمجنس رعیت اور سلطاں یہ بھی انساں وہ بھی انساں
مل کر سب نے چنا ہے تجھ کو تا عدل سے اُن پہ حکمراں ہو
عالی رتبہ ہے تو بہر طور سُن اپنے فرائض اُن پہ کر غور

تو تخت پر اپنے جلوہ گر ہے شاہانہ لباس زیبِ بر ہے
تاجِ شاہی ہے تیرے سر پر جسمیں کہ ٹنکے ہیں لعل و گوہر
اک ہاتھ میں ہے عصائے شاہی ہے ماہ سے سکہ تا بماہی
اعلےٰ درجہ یہ کیوں ملا ہے؟ اس کا مقصد بتا تو کیا ہے؟
ذاتی ترا نفع کچھ ہے مقصود؟ یا خلقِ خدا کی عام بہبود؟

آسودگیِ دلِ رعیت دراصل ہے خسروی جلالت
اوجِ شاہی ہے نام جس کا بنیاد اُس کی دلِ رعایا

جتنا جو حق پسند ہو گا اُتنا درجہ بلند ہو گا
دانا حاکم جو ہے بہر طور کرتا ہے وہ بات بات پر غور

جسمیں کہ ہو فائدے کا پہلو — چھوڑیگا نہ اُسکو تا بہ قابو

کرتا ہے مشیروں کو فراہم — رائیں سنتا ہے اُنکی ہر دم
دے سکتے ہیں سب وہ رائے آزاد — ہر چند کہ ہیں مطیع و منقاد

خوش رہتی ہے کُل رعیّت اُنکی — سب پر ہے نگاہِ امتیازی
لائق جس شخص کے ہو جو کام — دیگا وہ اُسے پئے سرانجام

اُس کے حکّام فوجداری — موصوف بعدل و ہوشیاری
اُسکے وُزرا تمام زیرک — اُس کے اوروں سے صلح مسلک
سب اُسکے عزیز نیک اطوار — اُس کے خدّام سب وفادار

دیتا ہے فنوں کو وہ اشاعت — کرتا ہے علوم کی حمایت

صنفِ عُلما سے اُسکو رغبت — ہر دم حُکما سے گرم صحبت
اُسکی شاہانہ قدردانی — اُن کے لیے وجہ کامرانی
ہر وقت اُنھیں فکرِ حُسنِ خدمت — جس سے کہ ہو سلطنت کو قوت

تجّار کے واسطے بکثرت — موجود وسائلِ تجارت

محنت میں مزارعین مصروف　　کھیتی باڑی ہے جس سے موقوف
آسودہ تمام اہلِ حرفت　　سرگرمِ ترقیِ ذہانت

شاہی فیاضیوں سے ہر روز　　طبقہ عُلما کا بہرہ اندوز
آباد نئے نئے مقامات　　آئینۂ حسنِ انتظامات
بیڑے بھی جہازوں کے بکثرت　　بحری رستوں کی جن سے زینت
بندرگاہیں بحُسنِ تدبیر　　ساحل پہ سمندروں کے تعمیر
شاہی قوت ترقیوں پر　　ملکی دولت ترقیوں پر

دانشمندانہ منصفانہ　　قانون سے بہرہ ور زمانہ
جلبِ ثمرہ ریاضتوں کا　　حاصل کرتی ہے کُل رعایا
قانون کی ہے جو دل سے پابند　　رہتی ہے مدام شادوخرسند

ہیں فیصلے رحم پر جو مبنی　　راضی اُس سے رعیت اُسکی
مدِ نظر اُس کو عدل یک لخت　　مجرم کو سزائیں دیتے ہیں سخت

فریادِ رعیتِ مشوّش　　سُنتا ہے بغور وہ جفاکش
مظلوم ہیں داد اپنی پاتے　　ظالم ہیں ذلتیں اُٹھاتے

باپ اُسکو سمجھتی ہے رعیّت — کرتی ہے ادب کے ساتھ اُلفت
اُن سب کا یہ شاہِ نیک اعمال — ہے حافظِ جاں، محافظِ مال

اس کی شفقت بھی غیر محدود — بہبودِ رفاہِ خلق مقصود

اِس کا کوئی نہیں ہے شاکی — راضی مخلوق سب خدا کی
دشمن سے نہیں اِسے ضرر کچھ — سازش، نہ فریب کا اثر کچھ

حالت رُفقا کی امتیازی — ہے سب میں وفا و راستبازی
وہ سب اِس کو حصارِ آہن — خائب خاسر تمام دشمن
تِتر بتر یوں اُن سے فوجِ اعدا — اُڑتا ہے ہوا میں جیسے بھوسا

ہے اُن سے اُسکی کُل رعایا — ہر شخص ہے گھر میں چین کرتا
ہر گوشۂ تخت پر رِدا ما — ہے جاہ و جلال سایہ افگن

پینتالیسواں باب

(عزت و خطاب)

انساں کی شرافتِ حقیقی ... وابستہ ہی روح سے شفیقی!
جب غور کریں تو اے خرد در! ... نیکی ہی میں عزتیں ہیں مضمر

بڑیوں سے بھی گو کہ بالمقابل ... خوشنودیٔ خسروی ہے حاصل
دولت سے بھی ملتے ہیں خطابات ... کوئی مشکل نہیں ہی یہ بات
لیکن نہیں عزت اسطرح کی ... فی الواقع عزتِ حقیقی

جو مرتکبِ خطا ہو اُسکو ... اعزاز کا مستحق نہ سمجھو
پیدا کرتے ہیں مال و دولت ... کب ذات میں جوہرِ شرافت؟

نیکی کی جزا خطاب اگر ہے ... تو قابلِ فخر سر بسر ہے
جس طرح خطاب دینے والا ... اُس طرح خطاب لینے والا
گر خدمتِ قوم کا صلہ ہے ... جو قابلِ قدر مشغلہ ہے
اوروں کو بھی ہوگی اس سے تشویق ... ہے فائدہ بخشِ یہ تحقیق

جب وجہِ خطاب ہو نہ معلوم ... القاب وہ ہے، بغیرِ مفہوم

یعنی جب ہم نہ جانتے ہوں — القاب اِسے بلا ہے یہ کیوں؟
کہیے ایسا خطاب ہی کیا؟ — خوشبو نہو جب گلاب ہی کیا؟

بیٹا ہو جو باپ ہی کا ایسا — اعزاز اُس کا بھی ہوگا ویسا
لیکن نہوں جب صفات ویسے — یعنی تجھے پدر ہیں اُس کے جیسے
اعزاز کا وہ ہے کب سزاوار — ہے شرط خطاب حُسن کردار
سمجھو بے اعتبار اُسکو — مردود و ذلیل و خوار اُسکو

القاب ہیں جتنے خاندانی — ہیں عزّ و شرف کی وہ نشانی
لیکن جو لوگ ہیں ہنرور — ذاتی جب وہ رکھتے ہیں جوہر
دل سے کرتے ہیں اُسکی تعریف — توصیف یہ واجبی ہے توصیف

جو شخص بذاتِ خود ہو نااہل — عزّت ملنا جسے نہو سہل
عزّت پہ بزرگوں کی کرے ناز — ہر چند اِس میں کہاں وہ انداز
وہ ہے اُس چور کی طرح سے — مندر میں حفاظتاً جو بیٹھے

اندھے کو اِس سے فائدہ کیا — تھا باپ اگرچہ اُسکا بینا
گونگے کو کیا شرف ہو اِس سے — اُسکے اَسلاف خوش بیاں تھے
یونہیں جو ہے کمینہ خصلت — اُسکو اجداد کی شرافت

ہو سکتی ہے فائدہ رساں کب　　ہے خود ہی وہ جبکہ نامہذب

بس وہ ہے شریف درحقیقت　　ہو ذات میں جسکی خود شرافت
چاہے وہ نہو خطاب والا　　لیکن رتبہ ہے اُس کا اعلےٰ
حاصل کی جس نے خود بہ محنت　　غیروں کی مدد بغیر، عزت

عزت ہے نیکیوں سے پیدا　　جیسے انساں کے ساتھ سایا

دنیا میں نہیں فقط شجاعت　　کافی بہرِ حصولِ عزت
خطرے ہی ہیں بڑے بے تحاشا　　حاصل عزت نہو گی حاشا
ہے کام پہ کب مدار اُس کا　　مبدا ہے طرزِ کار اُس کا

ملکی، فوجی، ملے حکومت　　سب کو حاصل کہاں یہ عزت؟
جو کام بھی ہو سپرد تیرے　　انجام بہ حسن تو ہی اُسے دے
تیری تعریف ہوگی اس میں　　اِس سے بڑھ کر ہی لطف کس میں ہیت

جھیلے تکلیف یہ ضرورت　　کب ہے، بہرِ حصولِ شہرت
اس کے لیے ہو کوئی مہم سر　　لازم کب ہے یہ اے خردورا!
کیا ایک عفیفہ نیک سیرت　　آیا نہیں مستحقِ شہرت؟

یا وہ جو ہے صاحبِ دیانت | شایاں نہیں کیا برائے عزّت؟

کِس کے دل میں نہیں یہ کاہش | شہرت حاصل ہو حسبِ خواہش
ہوتی ہے سبھی کو یہ تمنّا | میرا رتبہ ہو سب سے اعلے
جس نے پیدا کیے یہ جذبے | رستے بھی بتا دیے ہیں اُس نے

دربارۂ حفظِ مُلک و دولت | ہو جبکہ ضرورتِ شجاعت
جُز حوصلہ کون چیز ہے جو | قوّت دے دل کی نیکیوں کو
خطروں کو بشر کرے گوارا | تا دے سکے مُلک کو سہارا

حاصل ہو بھی اگرچہ عزّت | خوش ہوگا جبھی شریف طینت
سمجھے گا جب اپنے کو وہ حقدار | سب عزّ و شرف ہے ورنہ بیکار
انساں دنیا میں درحقیقت | اُس وقت ہے مستحقِ عزّت
جس کی عزّت میں جب کمی ہو | پیدا یہ لاگ میں برہمی ہو
کِس کام کی ورنہ ایسی عزّت | جس میں لوگوں کو ہو شکایت
عزّت اِسے کیوں ملی سبب کیا؟ | قابل اعزاز کے یہ کب تھا؟

ہے حوصلہ مند کی یہ پہچان | پاؤ گے تم اُسمیں اک نئی شان
وہ دوڑ میں ہوگا سب سے آگے | دیکھے گا کبھی نہ مُڑ کے پیچھے

اِک شخص بھی اُس سے جب بڑھیگا
دل کو ہوئے گا اُس کے صدما

ہوگی اِس کی خوشی نہ اصلا
اُس نے تیجے ابھی ہیں صدہا

دراصل یہ حوصلہ ہے وہ شے
پیوست دلوں میں جسکی جڑ ہے

جو دل کہ نہیں دلیر و گستاخ
اُس سے اُسکی نہ پھوٹیگی شاخ

خوف و شرم و حجاب یہ سب
گویا کہ ہیں اسکی شہ کے ادب

خود حوصلہ روح کی ہے پوشاک
آرائشِ جان بقلب بیباک

ہوتی ہے بشر کی جبکہ خلقت
ملتا ہے روح کو یہ خلعت

جب جسم کو روح چھوڑتی ہے
اپنا منھ اُس سے موڑتی ہے

جاتا ہے یہ وصف اُسی کے ہمراہ
کیا نظم و نسق ہے اللہ اللہ

جو شخص ہے فطرتاً دغا باز
یا یہ کہ نمک حرام و غماز

خالی نہیں حوصلے سے کوئی
رہتا ہے دلوں میں سب کے مخفی

رکھتا ہے فریب کا لبادہ
پوشیدہ اسے کم و زیادہ

میٹھی میٹھی وہ اس کی باتیں
یعنی مکر و دغا کی گھاتیں

کھلنے نہیں دیتیں حال کچھ دن
پردہ ہوتا ہے فاش لیکن

حالت ہوتی ہے دل کی ظاہر
موجود ہیں سیکڑوں نظائر

سردی سے سانپ اگر ٹھٹھر جائے | اور حال بر اُسکے تجھکو رحم آئے
اپنے سینے سے اُسکو چمٹا | ہمت کا ثبوت خود وہ دے گا
ہو جائے گا خوب گرم جب وہ | ہوگا تری موت کا سبب وہ

جو نیک ہے وہ کرے گا نیکی | از راہِ محبت حقیقی
دِل کو ہوگا اِسی سے آرام | رکھے گا نہ واہ واہ سے کام
ہے حوصلہ جس کے دلمیں پنہاں | تعریف کا اپنی ہوگا خواہاں

تھا نیک بھی قابلِ ترحم | بھاتی جو اُسے ثنائے مردم
لیکن ہے شریف دل وہ ایسا | جسکو نہیں مطلق اسکی پروا
جب حد سے زیادہ ہو ستائش | سمجھے گا اُسے وہ اک نمائش
ہوگا وہ اُسیقدر کا شائق | جس مدح و ثنا کے خود ہو لائق

سورج ہوگا بلند جتنا | سایہ اُتنا ہی کم پڑے گا
یونہیں وہ دل، ہو جسمیں انصاف، | اپنی نیت کو رکھے گا صاف
تعریف کی خواہشوں سے ہر دم، | نیکی کی جزا ملے گی تاہم
ہر چند اُسکو نہو گی پروا | لیکن عزت کرے گی دنیا

سائے کی طرح کرے گی خودرم | عزت طالب سے اپنے ہردم

اُس کا عزّت کرے گی پیچھا　　خود اُس سے جو بھاگتا رہے گا
حاصل ہو گی نہ تجھکو عزّت　　جب تک نہ ہو تجھ میں قابلیّت
لیکن جو ہو صاحبِ لیاقت　　اُسکو خود ڈھونڈھ لیگی عزّت

عزّت داری کے جتنے ہوں کام　　تو شوق سے اُنکو دے سرانجام
آسودگیِ ضمیر تیری　　باعث فرطِ خوشی کا ہوگی
بہتر ہے کہیں جو اُس خوشی سے　　بانی ہوں ناشناس جس کے
ناداں لوگوں کی قدردانی　　عزّت گھٹنے کی ہے نشانی

چھیالیسواں باب

علم

ہے قلب کو بہترینِ اشغال　　فطرت کا مطالعہ بہرحال

جتنے بھی علوم ہیں طبیعی　　تائید وہ کرتے ہیں اسی کی
ہستی کا یہ انتظامِ کامل　　ہے مخبرِ ذاتِ پاکِ فاعل
دیکھو! ہر شے بہوشیاری　　ثابت ہوگا، وجودِ باری
دل کو ہر صنعِ ربِ داور　　مائل کرتی ہے بندگی پر
پیدا ہوتی ہے دل میں رفعت　　انساں رہتا ہے محوِ طاعت

اوپر دیکھے تو یہ تحیّر　　گردوں ہے عجائبات سے پُر
جب سطحِ زمیں نظر کرے طے　　شورِ حشراتِ ارض یہ ہے
ہم سب مخلوق ہیں اسی کی　　ہے خالقِ کُل جنابِ باری

قائم محور پہ مہرِ گردوں　　سیاروں کی گردشیں بھی موزوں
ہر ایک کی اک مقررہ حد　　دُنبالہ دوڑنا یہ ہمت
گردش کر کے نجوم پھر　　آجاتے ہیں اپنے مستقر پر
جو وقت چمکتے ہیں تو ثابت　　کرتے ہیں جلالِ حق کو ثابت

کچھ کم نہیں گو نجومِ سیّار　　لیکن موزوں ہے ایسی رفتار
ہرگز ہنگامِ سیرِ انجم　　باہم ہوتا نہیں تصادم

انسان! اے معرفت کے شائق　　تیرا خالق ہے سب کا خالق
اِتنی قدرت کسی میں تھی کب　　قانون ایسے کرے مرتّب
عالم کا یہ کُل نظام پورا　　قدرت کا اُسی کی ہے ظہورا

خاکی کُرۂ زمیں پہ کر غور　　ظاہر ہو جائے گا بہر طور
گیتی کے شکم میں ہے بھرا کیا؟　　پیدا ہوتا ہے اِس سے کیا کیا؟
جو کچھ اِس خاک سے بنا ہے　　سب کا خالق وُہی خدا ہے

پا کر حکمِ داور　　اُگتی ہے زمیں سے گھاس یکسر
سب کچھ یہ اُسی کی ہے کرامات　　پیدا ہوتے ہیں جو نباتات
اوقاتِ معیّنہ پہ اُن کی　　کرتا ہے کون آبپاشی؟
چرتے پھرتے ہیں کُل مواشی　　گھوڑے، بیل، اور بھیڑ، بکری
کِس کو اُس کے سوا ہے یارا؟　　پہونچائے جو اِن سبھوں کو چارا

بوتا ہے زمیں میں تُو جو غلّا　　اُسکو کرتا ہے کون پیدا؟
کِس نے تجھ کو دیئے؟ خدا نے　　اِک دانے کے سو ہزار دانے

زیتون، انگور، کوئی پھل ہو — وہ کون ہے جو پکائے اُسکو؟
ظاہر نہیں جنکی تجھ پہ علت — وہ سب ہیں کرشمہائے قدرت

ناچیز سہی مگر یہ کیڑا — از خود پیدا ہوا نہ ہوگا؟
چھوٹی سی یہ جاندار مکھی — کیا تیرے بنائے بن سکے گی؟

ایک اک حیواں کو ایہا النّاس! — خود اپنے وجود کا ہے احساس
لیکن یہ عجائباتِ قدرت — کرتے نہیں اُن کو محوِ حیرت
گو خوش ہیں سب اپنی زندگی سے — اتنا وہ مگر نہیں سمجھتے
یہ زیست ہے ختم ہونے والی — بیفکریوں سے ہیں لااُبالی
مخلوق خدا میں باری باری — رہتا ہے سب کا کام جاری
صدہا پشتوں کے بعد بھی ختم — اک جنس اِن کی نہو گی بالختم

حیرت کو نہ دل کے روبرو کر — رازِ قدرت کی جستجو کر
قدرت کی جانچ کر خوش انجام — اس سے بہتر نہیں کوئی کام

گر غور تو آئے گا نظر صاف — ہر چیز میں اُس کا رحم و انصاف
اُس کی دانائی اور قدرت — چہرہ بردارِ کُلِّ فطرت

اپنی اپنی جگہ ہیں سب خوش — مصروفِ تنعّم و تعیّش
لذّت سے حیات کی فرحناک — رنجش سے، حسد سے، رشک سے، پاک

کر علمِ طبیعیات کا شوق — ہے جملہ علوم پر جسے فوق
ہر شعبۂ علم سے یہ بہتر — ثابت ہو گا تجھے خردور!
اس کے آگے سمجھ لے کچھ بھی — وقعت نہیں علمِ السنہ کی

ہر صنعتِ حق سے ہو کے آگاہ — دریافت کر اس کا نفع دلخواہ
ہو جائے گا منکشف یہ حالی — اک شے نہیں فائدے سے خالی
جو کچھ ہے وہ نفع کے لیے ہے — بیکار نہیں یہاں کوئی شے
پوشش کا خورش کا اور دوا کا — سامان ان سب سے کر مہیّا

رازِ ہستی سے جو ہو محرم — عالم نہیں، اسکو سمجھو اعلم
واقف کُل ہست و بود سے وہ — آگہ غرضِ وجود سے وہ
دل اس کا ریا و کبر سے پاک — محوِ اسرارِ پردۂ خاک
چاہیگا یہی کسی طرح سے — ہمسائے کو اس کے نفع پہونچے
بنتا ہو اگرچہ فردِ کامل — کر علمِ طبیعیات حاصل

اسبابِ حیات و موتِ انساں — مخدومی و خادمی کے عنواں

تکلیف و تفنن مشاغل | ہیں قابلِ ذکر کُل مسائل
ہیں اِن کے سوا اور کچھ اور | انساں کو جن پہ چاہیے غور

علم الاخلاق پر ہو مائل | کر علمِ آلہیات حاصل
یعنی، طرزِ معاشرت سیکھ | رسم و رہِ اہلِ معرفت سیکھ
طے کر جب زیست کے فریضے | پہلے اِن چیزوں سے مدد لے

دل پر ترے نقش ہیں جو باتیں | وہ یاد تجھے دلائی جائیں
دشوار اُن کا نہیں سمجھنا | درکار ہے التفاتِ ادنےٰ
حاصل کر لیگا فائدہ تو | ہو جائیگا حق شناس و حق جو

کُل اور علوم مُشفقِ من | بیکار و نمائشی ہیں قطعاً
ہے مشق برائے فخر اُن کی | لیکن ہیں مفید کار وہ بھی

اپنے معبود کی عبادت | ہمجنسوں کے ساتھ حُسنِ خدمت
انسان کا ہے یہ اوّلیں فرض | جس سے بڑھکر کوئی نہیں فرض
اپنی ہستی کا بن شناسا | یعنی تو کیا ہے اور کیا تھا؟
دے نفس کو نیکیوں کی تعلیم | رکھ مدِ نظر رضاءِ تسلیم

سینتالیسواں باب

(اقبالمندی اور بدبختی)

جس وقت ہو مشفقِ یگانہ
اقبال و عروج کا زمانہ
ہرگز نہ خوشی سے تو بہت پھول
یونہیں پستی میں رکھ یہ معمول
جب تیرِ الم ہو دل میں پیوست
ہرگز نہ کر اپنی روح کو پست

اقبال ہے غیرِ مستقل شے
بس لائقِ اعتبار کب ہے
یونہیں بدبختیوں سے اپنی
لازم نہیں تجھ کو ناامیدی
ان کو بھی سمجھ لے چند روزہ
جیسے پیروں میں تنگ موزہ

مشکل ہے تحملِ مصائب
ہو جاتا ہے صبر دل سے غائب
لیکن وقتِ بلند بختی
برداشت کرے جو دل پہ سختی
دانا پرہیزگار ہے وہ
نرزانہ ستودہ کار ہے وہ

حالت کی بہتری خرابی
ہر دل کے لیے سمجھ کسوٹی
ہنگامِ عروج و وقتِ مشکل
ہو سکتی ہے آزمائشِ دل
ایسے موقع پہ شخصِ دانا
ہے قوّتِ روح جانچ سکتا

اقبال ہے خوشگوار لیکن ۔۔۔ دل کی کمزوریوں کا معدن
سامانِ نشاط جب ہو حاصل ۔۔۔ زائل ہوتی ہے قوتِ دل

ممکن ہے کہ ہو تحمّلِ غم ۔۔۔ لیکن عشرت کا جب ہو عالم
ہو جاتی ہے سلب قوتِ ضبط ۔۔۔ رہتی نہیں دل میں طاقتِ ضبط
اُس دل کو جو عیش سے ہو مربوط ۔۔۔ کرنا پڑتا ہے پھر سے مضبوط

حالت جو غم سے جس کی ابتر ۔۔۔ کھاتے ہیں ترس عدو تک اُس پر
لیکن ہنگامِ شادمانی ۔۔۔ احباب شریکِ کامرانی
کرتے ہیں حسد بجائے اُلفت ۔۔۔ ہے نفس کی کچھ عجیب حالت

ادبار ہیں تخم نیکیوں کے ۔۔۔ موجود ہیں قدرتِ خدا سے
پروردہ اُسی کے در حقیقت ۔۔۔ ہیں نخل تحمّل و شجاعت
انساں ہو اگرچہ فارغ البال ۔۔۔ افراط سے اُسکے پاس ہو مال
ہرگز نہ کرے گا وہ ارادہ ۔۔۔ حاصل کرے اور کچھ زیادہ
یا وہ جس کا ہے مطمئن دل ۔۔۔ خطرے میں پھنسے ہو یہ بھی مشکل

ایسی نیکی جو ہے حقیقی ۔۔۔ سُن لو! یہ خاصیت ہے اُسکی
پھیلا کے اثر تمام اپنا ۔۔۔ کرتی رہتی ہے کام اپنا

جب وقت پڑے تو سب پہ ظاہر — کر دے گی طریقہ مؤثر

بدبختوں کا جو ہو نشانہ — پھر جاتا ہے اُس سے اک زمانہ
اُس وقت بجائے ریزشِ دمع — دل کی سب قوّتوں کو کر جمع
کر روحِ رواں کو اپنی بیدار — طے ہونگی جو منزلیں ہیں دشوار
رہ اپنی کمر کو باندھے حاضر — اُمید بر آئے گی بالآخر

اقبال کے وقت شر سے محفوظ — ہر سو چکے دل ہی دل میں محظوظ
جتنے مرے گرد ہیں احبّا — رکھتے ہیں مجھے عزیز کیسا
یہ خبط حقیقتاً جسے ہو — پروا رہتی نہیں پھر اُسکو
دھوکے کا شکار آخرکار — ہوتا ہے وہ نادرست کردار
اور دل پہ اعتبار کر کے — کھاتا ہے بشر فریب کیسے

ادبار کے وقت بہرِ انساں — سمجھا لینا ہے دل کا آساں
اقبال کے وقت میرے بھائی — دیتا نہیں کچھ اُسے سجھائی
ہٹ جاتا ہے راہِ راستی سے — سنتا نہیں پھر وہ جو بھی کہیے

حاصل ہو غم سے جو قناعت — بہتر ہے وہ اُس خوشی سے حضرت
جس کا انجام ہو مصیبت — دل جسمیں ہو غرقِ بحرِ حسرت

نفسِ آمارہ خود ہمارا — تکلیفوں میں مشورہ ہے دیتا
لیکن ہے عقل کا نتیجا — ہر کام بہ اعتدال کرنا

جتنی بھی ہو عمر کی درازی — کر صرف اُسے بہ راست بازی
رکھ واسطہ عَنْ مَنْ قَنَعْ سے — نفرت کر ذَلَّ مَنْ طَمَعْ سے
ہنگام تغیراتِ احوال — کوشش جو مفید ہو وہ کر ڈال
ہر واقعہ اس طرح سے ہوگا — تیری تعریف کا ذریعا

دانشمند آدمی ہمیشا — ہر شے سے ہے فائدہ اُٹھاتا
اُس کی نظروں میں درحقیقت — یکساں ہیں بلند و پست قسمت
وہ نیکیوں پر بہ شادمانی — کرتا رہتا ہے حکمرانی
غالب آتا ہے ہر بدی پر — دکھلاتا ہے سب کو اپنے جوہر

اقبال و عروج کا زمانہ — جس وقت ہو مشفق یگانہ
خطروں میں نہ جان بوجھ کے پڑ — پُر شومی بخت سے نہ اکڑ
خطرہ جب کوئی پیش آجائے — زیبا نہیں بیٹھ تو جو دکھلائے
سختی سے نہ بزدلانہ ڈر تو — دل پر کوئی نہ لے اثر تو
نکبت ہو یا فراغ بالی — کب ہے ترے ساتھ رہنے والی

مایوس نہ سختیوں سے ہو تو — اُمید کے قطع ہوں گے بازو
اقبال نہ وقتِ ہم نشینی — چھوڑے کہیں چشمِ دُور بینی
ہوتا ہے شکارِ یاس جو دل — رہتا نہیں کام کے وہ قابل
کرکے بند آنکھیں جو چلیگا — خندق میں ضرور جا گرے گا

اقبال یہ ہو جسے بھروسا — سمجھے اُسکو خوشی کا ملجا
بالُو پہ مکان بنا رہا ہے — اپنے کو وہ خود مٹا رہا ہے
اک دن طوفانِ بادو باراں — کردیگا تباہ سازو ساماں

کوہستانی تمام چشمے — دکھلاتے ہیں جسطرح کرشمے
ہوتا ہے جدھر تموّجِ آب — ہوتی ہے زمین اُتنی شاداب
دکھلاتی ہے یونہیں تیز دستی — قسمت کی بلندی اور پستی
یکساں رہتا نہیں کبھی رنگ — دل رکھو نہ تغیّرات سے تنگ

دولت اک بے ثبات شے ہے — مانند ہوا وہ ہے سبک پے
اے تنگ خیال چاہے جو ہو — قابو میں نہ رکھ سکے گا اُسکو

دولت کرتی ہے تجھکو جب پیار — ہو جاتا ہے خوش ترا دلِ زار

جھکتا ہے براے شُکریہ تو غالب آتی ہے وہ جفا جو
ہے قبضے میں دوسروں کے جاتی، پھر بس ترے نہیں وہ آتی

اڑتالیسواں باب

(تکلیف و بیماری)

جسمانی جس قدر ہیں امراض   ہیں روح کے واسطے وہ مقراض
رہتی نہیں جبکہ تندرستی   آجاتی ہے روح میں بھی سستی

ظلم ہے وہ درد سب سے بڑھکر   درماں نہو جس کا اے خردور!
جب ضبط تجھے جواب دیدے   مضطر نہو کام عقل سے لے!
جس وقت نہ صبر دے ترا ساتھ   لے ہاتھ میں تو امید کا ہاتھ

تکلیف کا کر تحمل اے دل!   جو تیری سرشت میں ہے داخل
ہے کون؟ جو معجزہ دکھائے   تکلیف سے تو نجات پائے
اپنے کو درد میں نہ تو کوس   کر حد سے سوا نہ اُس پر افسوس
کیوں درد سے اسقدر ہے مضطر   حملہ کرتا ہے وہ سبھی پر

تو چاہے اگر گلو خلاصی   نادانی ہے یہ اچھی خاصی
برداشت کرے اُسے نہ کیوں دل؟   جو اُسکی سرشت میں ہے داخل
فطری ہیں جسقدر قوانین   تعمیل کر اُن کی ہوگی تسکین

موسم کیا تیرے حسبِ مرضی — موقوف کرینگے گردش اپنی
دورانِ ربیعی و خریفی — لائینگے نہ کیا تری ضعیفی
ایسی صورت میں ہے یہ بہتر — ہو جا! اُن زحمتوں کا خوگر
بچنا جن سے تجھے ہے دشوار — گر اُن کا تحمل اے نکوکار!

جو درد کہ دیر تک رہے گا — کرلے گا خود اعتدال پیدا
بڑھ جائیگی رفتہ رفتہ عادت — بیکار ہے اُسکی پھر شکایت
جو درد بزور و شور ہو گا — جلدی ختم اُس کا زور ہو گا

فرمانبردارِ روح ہے تن — اور درد کا جسم تیرا مسکن
جسمانی درد سے نہ حاشا! — دے روحِ رواں کو اپنی ایذا
آقا یہ ہے وہ ہے ملازم — گر روح پہ جسم کو نہ حاکم
حاکم کو بنائے گا جو محکوم — اُس کا جو نتیجہ ہے وہ معلوم

جسکی پوشاک میں چُبھے خار — کب جسم سے اپنے ہوگا بیزار
یونہیں صابر اگر ہے انسان — رکھے گا لحاظ اُس کا ہر آن
جسوقت ہو درد و جسم میں جنگ — ہونے پائے نہ روح دلتنگ

اُنچاسواں باب

(موت)

مرگ تو کہ اندراں شکے نیست
ہست از رہِ آزمائشِ زیست

ہیمانہٗ انتقادِ احوال
اندازہ حُسن و قبح اعمال

جس طرح تجزیِ فلزات
ہے صنعتِ کیمیا کا اِثبات

مقصود اگر ہو نفس کی جانچ
ہے سب سے درست تر یہی جانچ

جب ختم ہوں زندگی کے ایّام
آغاز کی طرح ہوگا انجام

دل شائبۂ فریب سے پاک
ہوگا دمِ نزع بھی فرحناک

ہو جس نظر پہ شادمانی
جس دل کو وداعِ دارِ فانی

یوں ہوگی بسر حیات اُس کی
الزام نہ دے سکے گا کوئی

یونہیں جو شخص زندگی کا
عزّت کے ساتھ اخیر حِصّا

طے کرکے عدم کو ہو روانہ
اُس کو نہ کہے گا یہ زمانہ

ضائع کی اس نے عمر اپنی
بلکہ ہوگی ستائش اُسکی

اِس دارِ فنا میں جسنے رکھے
اِک عمر کیے ہوں کام اچھّے

مرجانے پہ کون کہہ سکے گا
بیفائدہ یہ ہوا تھا پیدا

یا جو بہ نشاط و شادمانی کردے ختم اپنی زندگانی
کہہ سکتا ہے کون بات ایسی؟ تھی محض فضول زیست اسکی

ہو جسکو خیال مرگ اکثر قانع وہ رہے گا زندگی پر
کر دیگا اصول جو فراموش ہرگز نہ رہے گا خوش و مدہوش
اُسکی بہجت ہے نقش برآب اُسکی عشرت ہے رویتِ خواب
سمجھو وہ جواہر اِس خوشی کو جسکے کھونے کا ڈر لگا ہو

رخصت ہونے سے پہلے رخصت کر اُس کو جو بد ہے تجھ میں خصلت
بدیاں تیری عیوب تیرے مرجائیں تمام تجھسے پہلے
انساں وہ ہے مبارک انساں کرلے جو درست ساز و سامان
جس کام کو دیکھے وہ ادھورا کردے اُسے قبل موت پورا
یعنی جس وقت موت آئے آیا دہ و فارغ اُسکو پائے
جو کام کو دے چکا ہو انجام فرصت طلبی ہے اُسکو کیا کام؟

جس شخص کو موت کی ہو دہشت کمزوریٔ دل کی ہے علامت
واقف نہیں اُسکی اصلیت سے اِس وجہہ سے تو جو خوف کھائے
یہ وجہ بھی ہے غلط بہر طور دانشمند انہ کر ذرا غور
اتنا تو ہے علم تو بھی رکھتا یہ کرتی ہے خاتمہ غموں کا

ایسی حالت میں درحقیقت　　مرنا کب ہے محلِ دہشت؟

کرنا یہ گمان کبھی نہ حاشا!　　یعنی تو جس قدر جیے گا
ہوگی خوشی اتنی دل کو زائد　　یہ سب ہے ترا خیالِ فاسد
انساں کی قلیل زندگی بھی　　ہو صَرف اگر بخیر و خوبی
اُس کے لیے ہوگی وجہ عزت　　ایسا ہر شخص بعدِ رحلت
راحت ابدی کرے گا حاصل　　مرکر بھی رہیگا شاد و خوشدل

(خاتمہ)

صد شکر کہ ترجمہ ہوا ختم ہر چند وہ کیا شروع کیا ختم
یہ نظم نہیں ہے شاعرانہ دلکش ہو جس کا ہر ترانہ
اخلاق آموز مثنوی ہے آئینۂ حسنِ معنوی ہے

تھا اصلِ کتاب کا جو مطلب چھوٹا نہیں نظم ہو گیا سب
ہے بلکہ کہیں کہیں اضافہ لیکن بیجا نہیں اضافہ
گو نظم میں کی ہے ترجمانی کچھ نثر سے کم نہیں روانی

اکثر ہیں قطعہ بند ابیات مصرع کئی درج ان میں اک بات
لفظاً ہو چاہے ضعفِ تالیف معناً نہیں اک ذرا بھی تحریف
کچھ لفظ برائے بیت بھی ہیں کیا کیجئے بر محل وہی ہیں
جب دقتِ نظم ہے مسلّم تعقید، ایطا بھی ہے مگر کم

یائے الفاظ فارسی کا گرنا جائز نہیں کسی جا
اس عیب سے پاک ہیں کل اشعار اوزانِ مقررہ وہ ہیں چار
مفعولُ مفاعلن فعولن مفعولن فاعلن فعولن
مفعولُ مفاعلن مفاعیل مفعولن فاعلن مفاعیل
مخلوط ہیں نظم کے مصارع لازم ہے باحتیاط تقطیع

پابندیِ اصل جب ہو لازم — مجبور ہے کیا کرے مترجم
شعروں میں بھرے وہ رنگ کیونکر — بن جائے حبش فرنگ کیونکر
روکھا پھیکا بیانِ عادات — بے رنگِ تخیّل و محاکات
پڑھنے والوں کو کیا مزا دے — کچھ بد مزگی کھو بڑھا دے
علم الاخلاق کے مسائل — کیونکر خشکی ہو اُن سے زائل
مشہور ہے تلخیِ نصیحت — اشعار نہ کیوں ہوں بے حلاوت
کُل نظم میں ہے نصاب کا رنگ — جیسے نظمِ لغاتِ فرہنگ

جب تھے یہ مزاحمات حائل — کیوں نظم کیے گئے مسائل
اس کا بھی سبب حضور سُن لیں — کچھ مختصراً ضرور سُن لیں
ہر نظم میں قوت افادہ — از بسکہ ہے نثر سے زیادہ
ہے نظم کا خاصہ کہ سُنکر — ہو جاتی ہے نقش لوحِ دل پر
دل کے لیے شرح جنبشِ نبض — ہے باعثِ بسط و موجبِ قبض
اس واسطے کی گئی یہ محنت — منظوم ہوئے نکاتِ حکمت

یارب حُسنِ قبول اسے دے — آفاق میں عرض و طول اسے دے

میں نے جب ختم مثنوی کی — فکرِ تاریخ بھی صفیؔ کی
گویا ہوا خامہ گہربار — کنز الاخلاق دُرِّ افکار

۱۳۴۶ھ